سلسلۂ قصایدِ اساتذہ

نمبر (۱)

قصایدِ ذوق

جس میں

ملک الشعراء خاقانی ہند خان بہادر شیخ محمد ابراہیم ذوقؔ کا

دوسرا کلام بھی علاوہ غزلیات شامل ہے

مع دیباچہ و فرہنگ

مرتبہ

آنریبل ڈاکٹر سر شاہ محمد سلیمان صاحب۔ ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ ڈی بیرسٹر ایٹ لا

چیف جسٹس ہائی کورٹ الہ آباد

بار دوم

سنہ ۱۹۳۴ء

فہرست مضامین کلام ذوق

	مضمون	صفحہ
	دیباچہ	۱ تا ۱۰
	قصائد	
قصیدہ نمبر ۱	صبح سعادت نور ارادت تن بہ ریاضت دل بہ تمنا	۱۱-۱۷
״ ۲	واہ وا کیا معتدل ہے باغ عالم میں ہوا	۱۷-۲۰
״ ۳	پیری میں پر ضرور ہے جام شراب ناب	۲۱-۲۳
״ ۴	شب کو میں اپنے سر بستر خواب راحت	۲۳-۳۳
״ ۵	لکھے ذوق اس کی مدح کہ جس کی ثنا سے ہے	۳۲-۳۳
״ ۶	نہ ہے نشاط اگر کیجیے اسے تحریر	۳۴-۳۹
״ ۷	ہیں مری آنکھ میں شکوں کے تماشا گوہر	۳۹-۴۲
״ ۸	قلم جو صفحہ کاغذ پہ ہووے نکتہ نگار	۴۲-۴۵
״ ۹	ہے وہ جاندار کی نو نافع اعضا و حواس	۴۵ تا ۴۸
״ ۱۰	صبحدم فکر جو تھا سیر فلک کا مشتاق	۴۸-۵۱
״ ۱۱	ایک خورشید لقا طرفہ جوان ارشق	۵۱-۵۴
״ ۱۲	ہے آج جو یوں رخ شناور سحر رنگ شفق	۵۴-۵۶
״ ۱۳	طرب افزا ہے وہ نوروز کا نارنجی رنگ	۵۶-۵۷
״ ۱۴	حبذا ساقی فرخ رخ و خورشید جمال	۵۷ تا ۶۰
״ ۱۵	لاتا نیرنگ سے ہے رنگ پئے چرخ محیل	۶۰-۶۴
״ ۱۶	تا زباں شد در دہر میں ہو فلسفی کا یہ کلام	۶۴-۶۸
״ ۱۷	افق دل پہ مرے عیش و طرب نور بہم	۶۸-۷۲
״ ۱۸	سحر جو گھر میں بشکل آئینہ تھا میں بیٹھا نظارہ حیراں	۷۳-۷۵
״ ۱۹	پائے نہ ایسا ایک بھی دن رخ نشتر آسماں	۷۵-۷۸
״ ۲۰	دل کر اس دہر میں ہے گرسنہ نازبتاں	۷۹-۸۴
״ ۲۱	مدح کر اس شاہ دریا دل کی جس کا فیض	۸۵-۸۶
״ ۲۲	خضر نصیب کی گر دنیا میں رہبری ہو	۸۶-۸۸
قصیدہ نمبر ۲۳	گردش میں چشم مست کی ہے دل مرا گرہ	۸۹ تا ۹۳
״ نمبر ۲۴	ہوا بر درفشاں وہ چمن میں کمال کے	۹۳-۹۵
״ نمبر ۲۵	ساون ہے یا پھر مہ شوال دکھائی	۹۵-۹۷
״ ۲۶	شاہا جمال و حسن کا تیرے لکھوں جو صفا کیا	۹۸-۹۹
״ ۲۷	خسروا چڑھ کے میر گنبد دوار ہلال	۹۹
مسدس دعائیہ ۲۸	سر پہ آرا سے گردوں جب تلک خورشید خاور ہو	۱۰۰-۱۰۱
״ ناتمام ۲۹	خسروا نیر اقبال کی تیرے سے خورشید	۱۰۱-۱۰۲
״ ۳۰	کروں اگر رقم تہنیت کا میں آہنگ	۱۰۳
۳۱	لکھوں جو میں کئی مضمون نظم چرخ بریں	۱۰۳
اشعار قصیدہ ہفتدہ زبان ۳۲	جبکہ سرطان و اسد مہر کا ٹھہرا مسکن	۱۰۳
قصیدہ ناتمام ۳۳	آج کچھ ایسی ہوائے عیش کی تاثیر ہے	۱۰۳
	مثنوی	
	چاہیے نام اس کا اے خامہ	۱۰۴-۱۰۵
	سہرا	
	اے جواں بخت مبارک تجھے سر پہ سہرا	۱۰۶-۱۰۷
	قطعات	
قطعہ نمبر ۱	دیکھتے ہیں جلوہ گلہائے رنگا رنگ ہم	۱۰۷
״ ۲	خون گلہائے گلو لاشۂ بے سر سے گرے	۱۰۷
״ ۳	ساقیا ابر ہے آیا تو بڑھا خم پر ہاتھ	۱۰۷
״ ۴	وہ صبح کو آئے تو کروں باتوں میں دوپہر	۱۰۷
״ ۵	دل سے ہیں اپنے رسول عربی کا ہوں غلام	۱۰۸
״ ۶	کل ایک تارک دنیا سے میں نے پوچھا ذوق	۱۰۸
״ ۷	عہد میں تیرے نکالے دانت گر بین ستم	۱۰۹
״ ۸	ہے اگر نیلی سیاہی تو ورق عذر اعذار	۱۰۹

مضمون	صفحہ
قطعہ نمبر ۹ خسروا ان کے ترا مژدۂ جشن نوروز	۱۰۹
" ۱۰ کرے ہی مہر علی دل کو صاف پر انوار	۱۱۰
" ۱۱ میں نے کہا کہ بوسہ تجھے صبح و ادب سے ہیں	۱۱۰
" ۱۲ پر نہیں پر ترا سوسن وہ پری سال بیاں	۱۱۰
" ۱۳ میرزا شاہرخ بہادر نے	۱۱۰
" ۱۴ سرد مہری کا تری ہو جو خنک دل کشتہ	۱۱۱
" ۱۵ گرہی ای صیاد ناداں تجھ کو آرائش کا شوق	۱۱۱
" ۱۶ ہائے کل سب آشنا تیرے مریض عشق کے	۱۱۲
" ۱۷ ناصحا مجھ کو ملامت تو نہ کر	۱۱۲
" ۱۸ رہی ہر طرح سے صیدی کے کبوتر کی طرح	۱۱۲
" ۱۹ ہماری لاش پہ آواز قم باذن اللہ	۱۱۲
" ۲۰ ہمیشہ صدقہ اُس ابرو پہ ہو کے حضرت دل	۱۱۲
" ۲۱ مرے لئے تو ہر اک طرح سے قباحت ہی	۱۱۳
" ۲۲ اس عاشق بیچارہ کا ہی آج یہ کیا حال	۱۱۳
" ۲۳ ہی باغ جہاں میں تجھے گر ہمت عالی	۱۱۳
" ۲۴ عمر ہو کر رہی ہر دم سفر بحر فنا	۱۱۳
" ۲۵ دل کے آئنہ کو گر کر دے گداز	۱۱۳
" ۲۶ میں تڑپا جو دم ذبح تو یہ باعث تھا	۱۱۳
" ۲۷ نکلے ہو میکدہ سے ابھی مونہہ چھپا کے تم	۱۱۳
" ۲۸ کچھ اپنی شرح سوز دل بے قرار آج	۱۱۴
" ۲۹ کہوں کیا ذوق احوال شب ہجر	۱۱۴
" ۳۰ تو بھلا ہی تو برا ہو نہیں سکتا ای ذوق	۱۱۵
" ۳۱ قدم سنبھال کے رکھ راہ عشق میں ای ذوق	۱۱۵
" ۳۲ نذر دیں نفس کش کو دنیا دار	۱۱۶

رباعیات

مضمون	صفحہ
رباعی نمبر ۱ کیا فائدہ ذکر بیش و کم سے ہوگا	۱۱۶
" ۲ ای ذوق کبھی تو نہ خوش اوقات ہوا	۱۱۶
" ۳ ان آنکھوں سے روئے لالہ گوں بھی دیکھا	۱۱۶
" ۴ مشکل ہی یہاں پائے خرد کا جمنا	۱۱۷
" ۵ دل کو سر بازار جہاں کرنا اچاٹ	۱۱۷
" ۶ خورشید سے یک روز جہاں میں نوروز	۱۱۷
" ۷ شاہا تجھے باد دولت و بخت فیروز	۱۱۷
" ۸ کہتا ہی یہ فیروزی رنگ نوروز	۱۱۷
" ۹ ای ذوق کرے گا کوئی دنیا کیا ترک	۱۱۸
" ۱۰ جن دانتوں سے ہنستے تھے ہمیشہ کھل کھل	۱۱۸
" ۱۱ جن کو ہی شرافت میں سلام کا دعویٰ ہی کمال	۱۱۸
" ۱۲ اعلیٰ جو علیؑ کی ہی امامت کا مقام	۱۱۸
" ۱۳ سبطین نبی یعنی حسنؑ اور حسینؑ	۱۱۸
" ۱۴ کھلتا نہیں ای ذوق یہ ہم پر مضموں	۱۱۹
" ۱۵ ای زاہد و تم سے کیا جھگڑا کروں میں	۱۱۹
" ۱۶ دل جن کا ہی آہن کی طرح سخت و سیاہ	۱۱۹
" ۱۷ جب تک تھے گرہ میں احمقوں کی پیسے	۱۱۹
" ۱۸ آنکھ اُس کی نشہ میں جب گلابی ہو جائے	۱۱۹
" ۱۹ ای ذوق فرشتے ہیں یہ کہکر روتے	۱۲۰
" ۲۰ دنیا کے الم ذوق اُٹھا جائیں گے	۱۲۰
" ۲۱ اس جیل کا ہی ذوق ٹھکانا کچھ بھی	۱۲۰
" ۲۲ دنیا نے ذوق رشتۂ الفت کو توڑ دے	۱۲۰
" ۲۳ دعا ہی ذوق کی ہو خلعت ولیعہدی	۱۲۰

فرہنگ صفحہ ۱۲۱ تا ۱۶۲

دیباچہ

تمہید اُستاد ذوق کے کلام کو از سرِ نو شایع کرنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی ؟ یہ امر مسلمہ ہی کہ دُنیا کے ہر مُلک اور ہر قوم کی نازک خیالی کا معیار اُس کے مشہور شعرا کا پاکیزہ کلام ہی اور کسی زبان کی علمی حالت کا اندازہ صرف اس کے شعرا کے کلام کی قدر دانی سے ہو سکتا ہی چنانچہ ہر زمانہ میں مشہور شعرا کا کلام مکرّر و سہ کرّر شائع ہوتا رہتا ہی۔ یورپ کے شعرا کے کلام ہزار ہا مرتبہ چھپ چکے ہوں گے۔ شعرا ادب اور زبان کے پیشرو اور راہبر تصوّر کیے جاتے ہیں۔ اُن کے کلام کے مطالعہ سے فخرِ قومی قایم رہتا ہی۔ اور اپنی تہذیب کے اعلیٰ پیمانہ کا احساس ہوتا رہتا ہی۔ اسی خیال کو مدِ نظر رکھ کر میں نے یہ جرات کی کہ اُستاد ذوق کی غزلیات کو چھوڑ کر قصائد و دیگر کلام کو از سرِ نو ترتیب دیکر شائع کروں تاکہ نوجوانانِ قوم کو جو اکثر ادبِ اُردو سے ناآشنا ہوتے ہیں یہ موقع ہاتھ آئے کہ اُردو شاعری کے ایک مستند اُستاد کے کلام کو نئے لباس میں ملبوس دیکھ کر اس کے مطالعہ کی طرف مائل ہوں اور اس کی نازک خیالی فصاحت اور بلاغت سے لطف اُٹھائیں اور معلوم کریں کہ ہماری **فراموش کردہ** زبان میں بھی کیا کیا جوہر موجود ہیں۔ کسی شاعر کے کلام کے مطالعہ سے قبل اس کی زندگی کے حالات معلوم کرنے کی

ضرورت ہو کہ تا کہ اس کے خیالات سمجھنے میں مدد ملے اس لیئے ہم ذیل میں اُستاد ذوق کے مختصر سوانح درج کرتے ہیں۔

اُستاد کے تاریخی حالات شیخ ابراہیم "ذوق" کے والد شیخ محمد رمضان ایک غریب سپاہی تھے اور دلی میں کابلی دروازہ کے پاس رہتے تھے۔ اور نواب لطف علی خاں کی ملازمت میں تھے۔ تاریخ ۱۱ ذی الحجہ سنہ ۱۲۰۴ھ مطابق ۲۳ اگست سنہ ۱۷۹۰ء یوم دوشنبہ کو شیخ ابراہیم پیدا ہوئے ابتداً میں حافظ غلام رسول کے مکتب میں پڑھتے تھے۔ حافظ صاحب شاعر بھی تھے اور شوق تخلص کرتے تھے چنانچہ ابتدا ہی سے کچھ انس شاعری کا پیدا ہوا حضرت آزاد کا قول ہو کہ لڑکپن میں پہلا شعر حمد میں اور دوسرا شعر نعت میں کہا تھا جب کچھ سن رسیدہ ہوئے اور غزلیں کہنے لگے تو شاہ نصیر کے شاگرد ہوئے، مشاعروں میں غزلیں پڑھنے لگے۔ شاہ نصیر کے صاحبزادے شاہ وجیہ الدین منیر تھے اُن سے مقابلہ ہونے لگا، اس وجہ سے شاہ نصیر کی بے توجہی محسوس کی۔ غزلیات کی اصلاح بے پروائی سے ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ مرزا سودا کی غزل پر (دوش نقش پا، آغوش نقش پا) غزل کہی۔ شاہ نصیر کے پاس لے گئے، شاہ صاحب بہت ناراض ہوئے اور غزل پھینکدی، رنجیدہ ہو کر واپس چلے گئے۔ بعد کو میر کلو حقیر کو وہ غزل سُنائی میر صاحب نے ہمت افزائی کی۔ اُن کے کہنے سے مشاعرہ میں وہ غزل پڑھی۔ بہت تعریفیں ہوئیں۔ اس کے بعد سے بلا اصلاح مشاعروں میں غزلیں پڑھنے لگے اُن کا بیان تھا کہ پہلا دیوان غزلیات کا ۱۵ یا ۱۶ برس کی عمر میں مرتب ہوا تھا۔

مرزا ابوظفر ولیعہد اکبر شاہ کو شعر و سخن سے دلچسپی تھی ظفر تخلص کرتے تھے اُن کے دربار میں اکثر مشہور شعراء کا مجمع رہا کرتا تھا۔ اولاً شاہ نصیر سے غزلیات میں اصلاح لیتے تھے۔ جب شاہ صاحب دکن چلے گئے تو میر کاظم حسین بے قرار صلاح دینے لگے۔ جب وہ بھی میر منشی ہو کر دلی سے چلے گئے تو ولیعہد نے اُستاد ذوق سے اصلاح لینی شروع کی اور اُن کی شاگردی اختیار کی۔

ظفر کے پہلے دیوان کا آخری نصف حصہ اور بقیہ تینوں دیوان اُستاد ذوق کے اصلاح شدہ ہیں اکثر اشعار خود ذوق کے ہیں اور اکثر غزلیات بھی اُن کی ہیں صرف ظفر کا تخلص ڈالدیا ہی۔ ظاہر ہو کہ ایسی

اصلاحوں میں کثیر وقت صرف ہوتا رہا اور اپنے کلام کے مرتب کرنے کو وقت نہ ملا خود فرمایا ہی۔

ذوق مرتب کیونکہ ہو دیواں شکوہٗ فرصت کس سے کریں
باندھے گلے میں ہم نے آپ خود ظفر کے جھگڑے ہیں

شروع زمانہ ولیعہدی میں اکبر شاہ مرزا ابوظفر سے ناراض تھے اور بجائے پانچ ہزار ماہوار کے صرف پانچسو روپے مہینہ اُن کو ملتا تھا۔ ولیعہد نے ذوق کی تنخواہ للعہ روپیہ ماہوار مقرر کی۔ باپ نے بہت روکا لیکن ذوق نے کم تنخواہ کا خیال نہ کیا اور اُستاد ہو گئے۔ بعد کو تنخواہ ۳۰ روپیہ اور پھر ۱۰۰ روپیہ مہینہ مقرر ہوئی۔

۱۹ سال کی عمر میں یہ قدرت کلام حاصل ہو گئی کہ لوگ اُستاد تسلیم کرنے لگے اس عمر میں ایک قصیدہ اکبر بادشاہ کے دربار میں پڑھا جس کا مطلع یہ تھا۔

جبکہ سرطان و اسد مہر کا ٹھہرا مسکن ۔۔۔ آب و ایلولہ ہوئے نشو و نمائے گلشن

اس پر بادشاہ نے ذوق کو خاقانی ہند کا خطاب عطا فرمایا۔ افسوس کہ یہ قصیدہ اب معدوم ہی جب مرزا ابوظفر بادشاہ ہوئے اور بہادر شاہ کا لقب اختیار کیا تو ذوق نے ذیل کے مطلع کا قصیدہ اُن کی تہنیت میں لکھا۔

روشن ہوتے رُخ سے کیا نور سحر رنگ شفق ۔۔۔ ہی ذرہ ترا پرتوہ نور سحر رنگ شفق

یہ ابتدائی قصیدہ بعد کو قصیدہ نمبر ۱۲ کی شکل میں مکمل ہوا۔

شروع عہد بہادر شاہ میں مرزا مغل بیگ وزیر تھے اُن کے زمانۂ وزارت میں اُستاد بادشاہ کی تنخواہ صرف ۴۰ روپیہ ماہوار مقرر تھی۔ اُستاد ایک تنگ اور چھوٹے مکان میں رہا کرتے تھے اور اسی مکان میں عمر بسر کی۔ ایک چھوٹی چارپائی پر بیٹھے ہوئے یا تو کتابیں پڑھا کرتے تھے یا قصائد اور غزلیات کہا کرتے تھے۔ عموماً بارہ بجے رات تک جاگتا ہوتا تھا وظیفہ پڑھکر تب آرام کرتے تھے باوجود اس رُتبہ کے بسر اوقات مفلسانہ اور قناعت سے ہوتی رہی۔ ذیل کا شعر حسب حال ہی۔

یوں پھر ا ہی کمال آشفتہ حال افسوس ہی ۔۔۔ اے کمال افسوس ہی تجھ پر کمال افسوس ہی

جب مرزا مغل بیگ وزارت سے علحٰدہ ہوئے تو اُستاد شاہی کی تنخواہ سو روپیہ مہینہ مقرر ہوئی ہمیشہ عیدوں اور نوروزوں اور دیگر تقریبوں میں قصیدے پڑھا کرتے تھے اور خلعت پاتے تھے ایک مرتبہ جب بہادر شاہ بادشاہ نے سخت بیماری کے بعد صحت پائی تو ایک زبردست قصیدہ ذیل کے مطلع کا ذوق نے پڑھکر سُنایا۔

واہ وا کیا معتدل ہے باغ عالم میں ہوا   مثل نبضِ صاحب صحت ہے ہر موجِ صبا

اس قصیدہ پر علاوہ خلعت کے خطاب خان بہادر اور ایک ہاتھی مع حوضۂ نقری انعام ہوا بعد کو ایک بڑا عالیشان قصیدہ لکھا جس پر ایک گاؤں جاگیر میں عطا ہوا مطلع یہ ہے۔

شب کو میں اپنے سرِ بسترِ خوابِ راحت   نشۂ علم میں سرمستِ غرور و نخوت

مرزا جواں بخت کی شادی میں اسد اللہ خاں غالب نے ایک سہرا کہا جس کا مشہور مقطع طنز آمیز تھا۔

ہم سخن فہم ہیں غالب کے طرفدار نہیں   دیکھیں اس سہرے سے کہدے کوئی بڑھ کر سہرا

اُستاد ذوق نے اُسی دن اُسی قافیہ اور ردیف میں اُس کے جواب میں ایک سہرا لکھا جو سلمًا غالب کے سہرے سے بڑھ گیا۔ مقطع یہ تھا

جس کو دعوےٰ ہو سخن کا یہ سُنا دو اُس کو   دیکھ اس طرح سے کہتے ہیں سخنور سہرا

ذوق کو دِلّی سے نہایت انس تھا۔ کبھی دلّی سے باہر جانا پسند نہ کرتے تھے۔ دیوان چندو لال نے دکن سے ایک مصرع طرح بھیجا اور دکن بُلایا۔ آپ نے طرح میں غزل لکھ کر بھیجی جس کا مقطع یہ تھا۔

آج کل گرچہ دکن میں ہے بڑی قدرِ سخن   کون جائے ذوق پر دلی کی گلیاں چھوڑکر

دیوان صاحب نے خلعت اور پانچسو روپیہ بھیجے مگر آپ دکن نہ گئے

آخر زمانہ میں جشنِ غسلِ صحت بادشاہ میں ایک قصیدہ تحریر ہوا جو شاید موجودہ قصائد میں سب سے آخر کا قصیدہ ہے مطلع

زہے نشاط کہ گر کیجیے اسے تحریر   عیاں ہو خامہ سے تحریر نغمہ جائے صریر

شیخ ابراہیم ذوق کو بہت سے علوم سے واقفیت تھی۔ تفسیر و تصوف میں دخل کامل تھا۔ ابتدائی زمانہ میں

موسیقی سے بھی شوق تھا نجوم و رمل کو بھی نہ چھوڑا علم طب پر بھی عبور تھا لیکن کبھی مطب نہ کیا۔ کتب بینی اس قدر تھی کہ کہتے تھے کہ ساڑھے سات سو دیوان اساتذہ سلف کے دیکھے ہیں اور اُن کا خلاصہ کیا ہے۔ اُردو شاعری کی بدقسمتی ہو کہ ان اساتذہ کا کل کلام تقریباً اب معدوم ہو حتیٰ کہ ذوق کا خلاصہ بھی ضایع ہو گیا خود ذوق نے اپنے کلام کی احتیاط نہ کی اور نہ بالترتیب اُس کو جمع کیا اکثر چھپر پر طاقوں پر تکیوں کے غلافوں میں اور مٹی کے ٹھلیوں میں غزلیں پڑی ہا کرتی تھیں۔ کثیر حصّہ اُن میں کا غائب ہو گیا۔ شائقان نظم اُردو کے لیے کف افسوس ملنا باقی رہ گیا۔ ۱۸۵۷ء کے غدر کے خلفشار نے اور آفت برپا کر دی۔ اگر حضرت آزاد اپنا جمع کردہ مجموعہ لیکر مکان سے نہ بھاگتے تو موجودہ کلام کا پڑھنا بھی ہم لوگوں کو نصیب نہ ہوتا سب سے پہلے بعد غدر حافظ غلام رسول ویران نے کلام ذوق کا وہ مختصر مجموعہ جو عام طور پر بازار میں دستیاب ہوتا ہو شایع کیا اس کے بعد حضرت آزاد نے ۱۲۹۰ھ میں دیوان ذوق مرتب کر کے نکالا حضرت آزاد کا مقولہ ہو کہ جو غزلیں ذوق نے اپنے تخلص سے لکھی تھیں اگر جمع کی جاتیں تو ظفر کے چاروں دیوانوں کے برابر ہوتیں۔ اور اگر تمام قصائد ایک جا ہوتے تو خاقانی شیروانی کے قصائد سے دوچند ہوتے۔ اُن کے کلام کا کثیر حصّہ بالکل تلف ہو گیا۔ اور حاکر عالمِ جوانی کا کلام اب دستیاب نہیں ہو۔ ہزاروں گیت ٹھمریاں، ہولیاں، تاریخیں و دیگر اقسام کی نظمیں بے پتہ ہیں۔ ایک مثنوی جو چھپی ہو وہ بھی نامکمل ہو۔ علاوہ اِن کے استاد کے کثیر اشعار اُن کے شاگردوں کی غزلوں میں شامل ہیں۔ ظفر کے کلام کے متعلق اوپر ذکر آچکا ہو دلی کے نواب الٰہی بخش خاں معروف کا دیوان کل اُنھیں کا اصلاح کیا ہوا ہو یہی صورت دیگر شاگردوں کی غزلیات کی ہو ظاہر ہو کہ کس قدر وقت اصلاح میں صرف ہوتا رہا ہوگا۔ تاہم اس قدر کلام خود اُن کا تھا جس کا ایک قلیل حصّہ اب ہم لوگوں کے دیکھنے میں آتا ہو۔

۲۴ صفر ۱۲۷۱ھ مطابق ۱۶ نومبر ۱۸۵۴ء جمعرات کے دن صبح ہوتے انتقال کیا۔ ۱۷ دن بیمار رہ کر آپ نے وفات پائی تھی ۶۴ برس کی عمر تھی۔ مرنے سے تین گھنٹے پہلے یہ شعر کہا تھا۔

کہتے ہیں آج ذوق جہاں سے گزر گیا کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے

انتخابِ کلام حالاتِ متذکرہ بالا سے واضح ہو کہ اُستاد ذوق کے کلام کی کچھ انتہا نہ تھی قریب قریب روزانہ غزلیں کہا کرتے تھے۔ ہر موقع پر ہر جشن اور خاص تقریبوں میں قصیدہ لکھتے تھے۔ افسوس کہ بوجہ انتشار زمانۂ غدر اُن کے کلام کا کثیر حصہ بالکل ضائع ہو گیا۔ جو حصہ محفوظ رہا اور دستیاب ہوسکا وہ نہایت قلیل جزو ہی۔ اس لیئے اس مختصر کلام میں سے مزید انتخاب کرنا ظاہرا بیجا معلوم ہوتا ہی تاہم اس مجموعہ میں غزلیات[1] شامل نہیں کی گئیں۔ اس کی وجہ یہ ہرگز نہیں کہ اُستاد کی غزلیات اُن کے قصائد کے ہمپایہ نہیں۔ غزل گوئی میں جو اُن کو ملکہ حاصل تھا وہ بیان سے باہر ہی۔ جو بلندیِ خیال و پستیِ محاورہ و ترکیبِ الفاظ اُن کا حصہ تھا اُس کا اظہار ناممکن۔ صرف غزلیات کے پڑھنے ہی سے اُس کی خوبیاں معلوم ہوسکتی ہیں۔ اُن کی غزلوں میں بہت سے اشعار ایسے ہیں کہ اُس کو باربار پڑھیئے اور مزہ اُٹھایئے۔ دو مصرعوں میں کیا کیا بلند خیالیاں جمع کی ہیں خود فرماتے ہیں۔

نازک خیالیاں مری توڑیں عدو کا دل
میں وہ بلا ہوں شیشے سے پتھر کو توڑ دوں

صرف نازک خیالی ہی نہیں بلکہ اکثر واقعات اور جذبات کو نظم کیا ہی دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہی حسرتانہ شعر ہی۔

پھول تو دو دن بہارِ جاں فزا دکھلا گئے | حسرت اُن غنچوں پہ ہی جو بن کھِلے مرجھا گئے

گل کھلا کر تو بہار اور صبا دکھلا گئے

اکثر اشعار مخزنِ تصوّف ہیں مثلاً

اُسے ہم نے بہت ڈھونڈا نہ پایا | اگر پایا تو کھوج اپنا نہ پایا

یا معدنِ فلسفہ ہیں

ثبات کب ہی زمانہ کے عز و شان کیلئے | کہ ساتھ اوج کے پستی ہی آسماں کے لیئے

بندشِ خیال و ترکیبِ الفاظ آپ کا حصہ تھا

محفل میں شورِ قلقلِ مینائے مُل ہوا | لا ساقیا پیالہ کہ توبہ کا قُل ہوا

بل بے کمر کہ زلفِ مسلسل کے پیچ میں | کھاتی ہیں تین تین بل اک اک گدی کے ساتھ

[1] ڈاکٹر شاہ محمد سلیمان بالقابہ مولف کتاب ہذا کا مرتبا انتخاب غزلیات ذوق بھی نظامی پریس بدایوں نے شایع کر دیا ہی

سچ بات کو تمثیلاً بیان کرنا آپ ہی کا کام تھا

چشمۂ آئینہ میں کب تر ہوا پائے نگاہ　　اس طرح جاتے ہیں دیکھا پاک دامن آب میں

حضرت ذوق کے اکثر مصرعے زبان دخلائق ہیں اور اُردو زبان میں روزمرہ کی بول چال میں رائج ہیں

ع　اے ذوق تکلف میں ہے تکلیف سراسر

ع　زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

ع　زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے

ع　صدا طوطی کی سنتا کون ہے نقارخانہ میں

ع　ہوں اس طرح یہاں ہیں کہ گویا نہیں تھی میں

حقیقت یہ ہے کہ اُردو شاعری کی جان ابتک غزل گوئی رہی ہے اور غزل گوئی کی خوبی کو خود شاعر ہی سمجھ سکتا ہے کسی کی یہ جرات نہیں کہ غزلیات کی تحقیر کرے۔ لیکن جو لوگ مغربی شعراسے واقفیت حاصل کر چکے ہیں ان کی طبیعت ایسی نظموں سے مسرور ہوتی ہے جس میں ایک سلسلہ خیال جاری ہو نہ کہ ایسی نظم کہ جس کا ہر شعر گو کہ بذات خود ایک گوہر ہے دوسری شعر سے خیال میں بالکل جداگانہ بلکہ کبھی برعکس ہو اس میں علاوہ تعلق ردیف وقافیہ و بحر اور کوئی انس نہیں ہوتا ایک شعر میں ہجر کی کلفت کا اظہار اور دوسرے شعر میں وصل کے لطف کا بیان۔ ایک کا مضمون دوسری سے کلیتہً متضاد۔ برخلاف اس کے قصائد و مثنویات و قطعات و رباعیات میں یہ بات نہیں۔ ہر ایک اُن میں حسب مراتب ایک مکمل نظم ہوا ہے نہ کہ محض دانہ گوہر منتشر۔ اکثر صاحبان کا یہ عقیدہ ہے جو بطور پیشین گوئی قابل یادگار ہے کہ کچھ زمانہ بعد اُردو زبان کا رنگ یوں بدلے گا کہ غزلیات ابتدائی مشق کے لیئے اور قصائد و مثنویات وغیرہ کہنہ مشقی کا نمونہ رہینگی۔ چنانچہ جو لوگ مغربی شعرا سے مانوس ہیں اُن کی موافقت مزاج کا لحاظ رکھ کر صرف قصائد و مثنوی و سہرہ قطعات و رباعیات اس مجموعہ میں شامل کی گئیں ہیں۔

ترتیب کلام | اولاً قصائد درج کیئے گئے ہیں اور اُن کی ترتیب ردیف وار کی گئی ہے میری خواہش تھی کہ ترتیب بلحاظ زمانہ ہوتی لیکن مجھے کسی دیوان یا تذکرہ حتیٰ کہ دیوان مرتبہ حضرت آزاد سے ہر قصیدہ کا

سال تصنیف معلوم نہ ہوسکا اس لیے مجبوراً ترتیب ردیف وار کو ترجیح دی۔ بعض قصائد ناتمام تھے وہ بھی درج کیے گئے ہیں افسوس ہے کہ مثنوی بھی ناکمل ہے ورنہ لاجواب ہوتی۔ پھر بھی قدرت کلام کا پتہ دیتی ہے حضرت آزاد کے مجموعہ میں قطعات و رباعیات بالکل منتشر و بلا ترتیب درج تھے ان کو بھی ردیف وار درج کیا گیا ہے۔

فرہنگ قصائد میں پابندی قوافی کی سخت شرط ہے۔ کثرت اشعار کی وجہ سے شاعر مجبوراً فارسی اور عربی زبان سے قوافی تلاش کرکے استعمال کرتا ہے۔ اکثر ایسے الفاظ جو روزمرہ کی زبان میں مستعمل نہیں ہوتے قلمبند کرنے پڑتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ معمولی استعداد کا اُردو داں شخص بعض اشعار کو بالکل سمجھ نہیں سکتا یا سمجھنے میں غلطی کرتا ہے۔ کم از کم اُس کی خوبی کو شناخت نہیں کرسکتا۔ اُستاد ذوق کے قصائد میں ترکیب فارسی اور الفاظ عربی و فارسی کثیر ہیں بغرض سہولت الفاظ کا ترجمہ فرہنگ میں جو آخر میں دی گئی ہے درج کردیا ہے اور اشعار پر نمبر آسانی کے واسطے دیدیے گئے ہیں تاکہ فرہنگ میں لفظ کے معنے کی تلاش میں دقت نہ ہو۔ فرہنگ کو مرتب کرنے کی زحمت مولوی نظام الدین حسین صاحب نظامی بدایونی نے اپنے سر لی تھی اس اہم کام کو جس خوبی سے انھوں نے انجام دیا ہے اس کا اندازہ اس کے مطالعہ سے ہوسکتا ہے جس کے لیے میں ان کا کافی شکریہ ادا کرنے سے قاصر ہوں۔

تنقید قصائد ذوق کو دیگر شعراء کے قصائد سے بالخصوص مرزا رفیع سودا کے قصائد سے مقابلہ کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔ ہر ایک کا رنگ جداگانہ ہے اور ذاتی خوبی یکتا۔ ہر ایک اپنی طرز میں علیٰحدہ اور اعلیٰ ہے۔ اور اظہار خیالات بلند یہ سچ ہے کہ قصائد میں مبالغہ کثیر ہے۔ اکثر اشعار نیچرل شاعری کے حدود سے تجاوز کرتے ہیں لیکن مبالغہ اُردو شاعری کی جان ہے۔ یہ طرز مشرقی شاعری کی خصوصیات میں سے ہے۔ بلا اس کے نظم بے نمک ہے۔ ہر سخن فہم مبالغہ کو خوب سمجھتا ہے اور مبالغہ سے قطع نظر کرکے صرف بلندی خیال کو دیکھتا ہے۔ مبالغہ کو تشبیہ اور تمثیل کے متوازی خیال کرتا ہے۔ مبالغہ آمیز تعریف کو کلیتہً سچ نہیں سمجھتا اس لیے ہجو ملیح نہیں ہوسکتی۔ مبالغہ صرف ایک جامۂ زریں ہے کہ جس میں اصل خیال آراستہ کیا جاتا ہے۔ غرض صرف اعلیٰ مشابہت سے ہے۔ مبالغہ خوبی کلام ہے نہ کہ نقص مثلاً ایک

مسدّس میں اشعارِ دعائیہ کو کمال پر پہونچایا ہی، جو چیزیں دُنیائے فانی میں دیرپا ہیں اُن کو مثال میں قلمبند کیا ہو

سریر آرائے گردوں جب تلک سلطانِ خاور ہو　　قمر دستورِ اعظم صدرِ اعلےٰ سعدِ اکبر ہو
عطارد میر منشی زہرا ناظرِ آسماں پر ہو　　زحل میرِ عمارت تیغ گردوں میرِ لشکر ہو

میرِ ہفت آسماں جب تک کہ دورِ ہفت اختر ہو
الٰہی یہ بہادر شاہ شاہِ ہفت کشور ہو

اگر سراپا دیکھنا ہو تو ملاحظہ ہو قصیدہ نمبر ۱ میں

ایک بتِ ترسا یا دلِ سنگیں لعبتِ کافر نگہ کیں　　الخ

یا قصیدہ نمبر ۱ میں

تو ایک پری چہرہ حورِ طلعت بشکل بلقیس و ماہِ کنعاں　　الخ

یا قصیدہ نمبر ۴ میں

اللہ اللہ رے حسن اس کا کہ سر تا بقدم　　الخ

تلوار کی صفت میں قصیدہ نمبر ۱۴ میں

آبداری میں تری تیغ کہ ہی برق کی موج　　الخ

قصیدہ نمبر ۲ میں گھوڑے کی صفت ملاحظہ ہو

وصفِ شوخی ترے توسن کا ہو کس طرح رقم　　الخ

اور ہاتھی کی صفت

کیا دکھاؤں ترے ہاتھی کی بلندی شاہا　　الخ

یا قصیدہ نمبر ۱۴ میں

دم ہی کیا بادِ صبا میں کہ دمِ مہرِ جہاں
(اور)　　ترے ہاتھی کی بلندی کی طرف کی جو نگاہ

کلام کے پڑھنے سے ثابت ہوگا کہ جو اعزاز بادشاہ نے آپ کو بخشا تھا وہ بلا وجہ نہ تھا حقیقت میں اُستاد ذوق کو نہ صرف لقب بلکہ درجہ خاقانی ہند کا حاصل تھا۔ اور اس پر خاکساری یہ کہ

اے ذوق کس کو چشم حقارت سے دیکھئے
سب ہم سے ہیں زیادہ کوئی ہم سے کم نہیں

قصائد فنڈ اس کلام کو ایک نئی ترتیب سے پیش کرنے کی غرض حاصل نفع مالی نہیں ہے۔ ایک قلیل رقم از نام قصائد فنڈ علحدہ کردی گئی ہے جس میں وقتاً وقتاً حسب مقدور اضافہ ہوتا رہے گا۔ اُسی سرمایہ سے اوّلاً یہ مجموعہ شایع کیا جاتا ہے۔ قیمت حتی الامکان کم سے کم رکھی گئی ہے۔ کیونکہ غرض اشاعت کلام نہ کہ تحصیل زر ہے۔ جو آمدنی ہوگی وہ قصائد فنڈ میں داخل ہوگی اور اسی سرمایہ سے دیگر اساتذہ کے کلام یکے بعد دیگرے شایع ہوتے رہیں گے۔ امید ہے کہ اس طریقے سے ترقی زبان اُردو کا ایک سلسلہ قایم رہے گا مولف کو بجائے مالی نفع کے دلی مسرت اس حقیر خدمت سے ہوگی۔

محمد سلیمان
الہ آباد۔ ۸ ستمبر ۱۹۲۷ء

قصائد

قصیدہ نمبر (۱)

یہ قصیدہ ابوالنصر معین الدین محمد اکبر شاہ ثانی کی مدح میں ہے جو سنہ۱۸۰۶ء سے سنہ۱۸۳۷ء تک
دہلی کے تخت پر جب مغلیہ سلطنت کا چراغ ٹمٹما رہا تھا رونق افروز رہے ان کے عہد میں
اُستاد ذوق کو ولیعہد بہادر کی اُستادی کی بدولت شاہی دربار میں رسائی ہو گئی تھی
آزاد کہتے ہیں کہ یہ قصیدہ اُستاد کی نظر ثانی سے محروم رہا۔

(۱)
صبحِ سعادت نوید اراوت تن بریاضت دل بہ تمنّا
جلوۂ قدرت عالمِ وحدت چشمِ بصیرت محوِ تماشا

(۲)
قصرِ رفیع و صحنِ وسیع و طرزِ مسجع سطحِ مربع
باغِ ارم یا روضۂ رضواں خلد بریں یا جنّتِ ماوےٰ

مرغِ خوش الحاں بر سرِ بستاں ہر گلِ بستاں خورم و خنداں
گوشِ شقایق محوِ سرود و دیدۂ نرگس مستِ تمنّا

لحن قماری شکلِ مسبّح صوتِ عنادل وردِ مہلّل
سرو بقامت نخل دعا و نکہتِ گل یادِ دم بہ مسیحا

(۵) فصلِ ربیع و موسمِ اُردی معتدل اک جا گرمی و سردی
میلِ عناصر سوئے طبائع ربطِ قوئے با عالمِ اشیاء

(۶) چہرۂ گلشن آتشِ رخشاں سُرخیٔ گل ہیں لعلِ بدخشاں
سبزہ پہ شبنم رشکِ جواہر لالہ پہ ژالہ لولوئے لالا

(۷) قلب کو فرحت روح کو راحت عقل کو قوت طبع کو جودت
جلوۂ ساقی نغمۂ مطرب نالہ بہ چنگ و نشہ بہ صہبا

(۸) خندۂ گل پر نشارِ مُل پر سروِ چمن پر لطفِ سخن پر
نغمۂ بلبل نالۂ مُلصُل قہقہہ قُلقُل بر لبِ مینا

(۹) غلغلہ اندر محفلِ مستاں وجد میں خیلِ بادہ پرستاں
نغمہ طرازاں باربدآسا چنگ نوازاں شکلِ نگینا

(۱۰) جامِ بلوریں با مئے لعلیں صبحِ بہار و گلشنِ رنگیں
پنبۂ مینا بر سرِ مینا اخترِ صبح و گنبدِ خضرا

(۱۱) ساقیٔ مہوش مستِ شبانہ مطربِ دلکش صرفِ ترانہ
مژدۂ عید اقبال مجسّم وقت سعید انوار سراپا

(۱۲) اِک بتِ ترسا۔ با دلِ سنگیں۔ لعبتِ کافرِ باہمہ تمکیں
صورتِ لات و شکلِ منات و رشکِ یعوق و غیرتِ عزّے

(۱۳) کانِ ملاحت بحرِ صباحت جوئے فصاحت گلشنِ راحت
شور میں لیلیٰ نور میں سلمیٰ لہجہ میں شیریں جلوہ میں عذرا

(۱۴) وہ لبِ میگوں عارضِ گلگوں وہ قدِ موزوں چشمِ پُر افسوں
برگِ گلِ تر لالۂ احمر سروِ صنوبر نرگسِ شہلا

(۱۵) خال بلب ہے۔ نقطۂ مشکیں یا ہے ہلال و چشمۂ شیریں

مردمِ دیدہ محو بدیدہ لالہ بہ داغ و دل بہ سویدا
فوجِ نظارہ جوں رمِ آہو۔ آہوئے کعبہ نرگسِ جادو (۱۶)

چیں بہ جبیں محراب بہ کعبہ۔ طاقِ ذو ابرو مسجدِ اقصٰے
چاہِ زنخداں آبِ زلال۔ اور اس پہ تکلم چشمۂ شیریں (۱۷)

ناصیہ روشن جوں کفِ موسیٰ زلفِ شکن در خطِ چلیپا
پان کی سُرخی لب سے گلو تک دست و گریباں قوسِ قزح سے (۱۸)

دام برائے گردنِ عنقا چشم و چراغ دیدۂ حورا
بیتِ زلالی لب بہ تکلّم۔ فردِ خیالی رنگِ تبسّم (۱۹)

موئے میاں جوں معنئ نازک تنگ دہاں سربستہ معمّا
عارضِ گلگوں چشمِ پُر افسوں سبزۂ تر سے طرزِ نظر سے (۲۰)

مایۂ نازو۔ غمزہ طرازو۔ گلشن رازو۔ راز بدلہا
فتنہ سراپا۔ قہر سراسر سُست وفا ہیں چُست جفا ہیں (۲۱)

شرم سے ڈوبا بحرِ حیا ہیں۔ ناصیہ رو بر عالمِ بالا
رمز سے ہو کر صرفِ تکلّم۔ ناز سے ہو کر لب بہ تبسّم (۲۲)

مجھ سے کہا ہو زمزمہ پیرا۔ تو بھی تو بول ای بلبلِ شیدا
میں نے پڑھا ایک مطلعِ روشن مدح میں تیری جس سے ہو گلشن (۲۳)

روح معرّٰے ای شہِ عالم۔ غش ہو جریہ اور شاد ہوا غشّٰے
ای شہِ عالم در ہمہ عالم۔ عالیِ اعلےٰ۔ والیِ والا (۲۴)

لب بہ ستایش۔ دل بہ نیایش جلوہ طرازِ عرشِ معلّٰے
نفسِ خلافت از رہِ رتبت تختِ خلافت عرش بہ عظمت (۲۵)

تو ہی بہ حکم وجہ جو صورت وہ ہی بہ نفس رتبہ ہیولےٰ

(۲۶) روحِ مجسّم عقلِ مکرّم نفسِ مقدّس جسمِ مطہر
باطن صافی جان موافی پردہ بہ دُنیا جلوہ بہ عقبےٰ

(۲۷) علمِ حقیقی علمِ مجازی تیرے حلول ہیں ساری وطاری
اصل مبانی نقل معانی عقل کو تیری عیش مہیّا

(۲۸) سارے پڑھے اسمائے الٰہی سب ہیں موثر اے شہِ اکبر
اسم جو اعظم ہی تو وہی ہی جس سے ہی تیرا اسم مسمّٰے

(۲۹) فہم میں لیکر صافی طینت رکھ کے نظر میں اوجِ قرینت
عرقِ حیا ہیں زمزم و کوثر سر بہ زمیں ہیں سدرہ و طوبےٰ

(۳۰) خُلقِ کریم و نفسِ نفیس و ابرِ مفیض و فائزِ رحمت
آبِ بقاؤ خاکِ شفاؤ نارِ خلیل و بادِ مسیحا

(۳۱) تو سرِ دنیا ظلِّ الٰہی حکم ترا تا ماہ بہ ماہی
تحت ترا ہی تا بہ ثرےٰ۔ اور فوق ہی تیرا تا بہ ثریا

(۳۲) حکم پہ حاضر نظم پہ ناظر تیرے جلو میں جشن کی خاطر
فوجِ سکندر لشکرِ دارا۔ تختِ فریدوں مسندِ کسرےٰ

(۳۳) تجھ سے ہی قایم شام و سحر ہی تجھ سے ہی دائم تازہ و تر ہی
بارِ مراد و برگِ نشاط و شاخِ اُمید و نخلِ تمنّا

(۳۴) تو بہ ریاست تو بہ فراست۔ تو بہ مقالت تو بہ سیاست
فطرتِ لحیاں فکرِ جماعت حسن بیاض و غضّۂ حمرا

(۳۵) رو بہ رضا و لب بہ دعا و دست بہمت پا بہ اقامت
لب بہ ہدایت دل بہ ہدایت صرف بہ زہد و محو بتقویٰ

(۳۶) تو بہ حقیقت تو بہ طریقت تو بہ شریعت تو بہ ودیعت

پاک سرشت و نیک نوشت و جسم مطہّر قلب مصفّٰے
رو بہ تجمّل خو بہ تحمّل کف بہ تکلّف لب بہ تکلّم (۳۷)
رو کش یوسف ہمسر صالح ہمرہ موسےٰ ہمدمِ عیسےٰ
تیری محافظ آیۂ کرسی۔ تیری معاون آیتِ قدسی (۳۸)
زیبِ نمایم سورۂ یٰسیں حسن عزایم سورۂ طٰہٰ
جانبِ اعدا تو سرِ میداں کھینچ لے جس دم صارم بزّاں (۳۹)
نعرہ ہو اس کا اُقتلُ اِقتلُ۔ ندیہ اس کا نحن قتلنا
جلوہ سے تیرے ہو نہ منوّر شام و سحر آفاق تو کیونکر (۴۰)
مہ ہو ڈوائے دیدۂ شپّر مہر ضیائے حیرتِ حربا
تو دمِ فرحت تو دمِ عشرت تو دمِ صولت بر سرِ دولت (۴۱)
ماہ بسرطاں زہرہ بمیزاں تیر بہ قوس و شمس بہ جوزا
فہم ترا وہ عقل ارسطو بالغہ جس سے جوہر ثانی (۴۲)
عقل ترا دے درس فلاطوں فلسفہ جس کی ابجد اولےٰ
حالِ دو عالم تجھ میں ہی پیدا۔ اور ہی یہ نورِ کشف ہویدا (۴۳)
غیرِ قیافہ غیرِ سرہ و۔ غیر تفاؤل غیر بہ رویا
تیری شمیمِ خلق سے طاری۔ تیری نسیمِ طبع سے جاری (۴۴)
بادِ بہاری مشک تتاری۔ عودِ قماری۔ عنبرِ سارا
فکر فرنگ و دانش یوناں آگے ترے ہو طفل دبستاں (۴۵)
تو ہو وہ ماہر تو ہو وہ باہر۔ تو ہو وہ بینا تو ہو وہ دانا
تیغ سے تیری پیکرِ دشمن۔ حلقہ بہ حلقہ جب ہو بہ جوشن (۴۶)
پیشِ حکیماں کب رہے ثابت۔ عقل سے جزو لایتجزیٰ

(٤٧) زینتِ لوحِ شوکت و شاں تو زیبِ سرِ توقیعِ جہاں تو
اس پہ مزیّن جوں گلِ طغرے۔ اس پہ مستجلی جوں خطِ امضا

(٤٨) حاتمِ دوراں منذرِ نعماں رستمِ دستاں شیرِ نیستاں
تو بہ سخاوت تو بہ عنایت تو دمِ جراٗت تو سرِ ہیجا

(٤٩) حُسن ادا میں نکتہ موزوں۔ طرزِ بجا میں۔ گوہرِ مکنوں
شغل و عمل میں نظمِ مسجّع۔ حرفِ سخن میں نثرِ مقفّٰی

(٥٠) تیرا ہی توسن سایۂ ذوالمن۔ بر سرِ جستن در دمِ رفتن
برقِ جہاں و آبِ روان و شعلۂ آتش موجۂ دریا

(٥١) باد بوقتِ تیز روانی ابر بوقتِ قطرہ فشانی
جب تو اُڑا دے کوہ و جبل پر جب تو رواں ہو جانبِ صحرا

- -

(٥٢) فیل ہی تیرا ابرِ بہاراں۔ پر بہ خیالِ بادہ گساراں
ہووے درخشاں۔ برق بہ باراں وے جو ہلا زنجیرِ مطلّا

(٥٣) بحر بوسعت کوہ برفعت۔ پردۂ کوہ نور بہ ظلمت
اُس پہ طلوعِ جلوۂ طلعت۔ طور پہ گویا نورِ تجلّٰی

(٥٤) پشت پہ اُس کی ہودجِ زرّیں قوسِ قزح سے مستکِ رنگیں
تیرا طلوع اے خسروِ خاور صبحِ شفق میں کر دے ہویدا

(٥٥) تھا جو سخن آغازِ ثنا سے ختم سخن ہو حُسنِ ادا سے
ذوقِ سخنداں تیری دعا سے طرزِ سخن موزوں ہو سراپا

(٥٦) دل ہی ترا یا نور کا عالم بلکہ فروغِ طور کا عالم
پیشِ نظر ہی دور کا عالم حُسن تو سہی افلاک پہ ہو گیا

وردِ ملایک نامِ خدا ہی دیکھ زباں پر کس کی ثنا ہی (۵۷)
دل کہ سراپا دستِ دعا ہی۔ دستِ دعا و دامنِ شبہا
آکہ زماں منضم بہ زمیں ہو۔ دور میں چترِ چرخ بریں ہو (۵۸)
شاہ کا عالم زیرِ نگیں ہو۔ سطحِ زمیں ہو عالمِ بالا

قصیدہ نمبر (۲)

یہ قصیدہ اُس زمانہ میں لکھا گیا تھا جبکہ ذوق کی شاعری عروج کو پہونچ چکی تھی۔ شہزادہ ابوظفر اُس وقت ولیعہد تھے اُن کی بیماری سے شفا پانے کے بعد بادشاہ نے جشنِ غسلِ صحت ترتیب دیا اُسی تہنیت میں ذوق نے یہ قصیدہ لکھا تھا۔

واہ واہ کیا معتدل ہی باغِ عالم میں ہوا مثلِ نبضِ صاحبِ صحت ہی ہر موجِ صبا (۱)
بھرتی ہی کیا کیا مسیحائی کا دم بادِ بہار بن گیا گلزارِ عالم رشکِ صدر دارالشفا (۲)
ہی گلوں کے حق میں شبنم مرہمِ زخمِ جگر شاخِ بشکستہ کو ہی باراں کا قطرہ مومیا (۳)
ہوگیا موقوف یہ سودا کا بالکل احتراق لالہ بے داغِ سیہ پانے لگا نشو و نما (۴)
ہوگیا زائل مزاجِ دہر سے یاں تک جنوں بید مجنوں کا بھی صحرا میں نہیں باقی پتا (۵)
ہوتا ہی لطفِ ہوا سے اس قدر پیدا لہو برگ میں ہر نخل کی سرخی ہی جوں برگِ حنا (۶)
پائی یہ اصلاح صفرانے کہ دنیا میں کہیں زرد چشم اب دیکھنے کو بھی نہیں ہی کہربا (۷)
ہر مزاجِ بلغمی میں ہوتی ہی تولیدِ خوں چاندنی کا پھول ہو گر ارغوانی ہی بجا (۸)
ام کو اشیا میں نہ تلخی رہی نہ سمیت بن گئی تریاک افیوں زہر میٹھا ہوگیا (۹)
کیا عجب جدوار کی تاثیر گر رکھے زقوم کیا عجب گر آبِ حنظل دیوے شربت کا مزا (۱۰)
نیش کی جا نوش ہو دنبالۂ زنبور میں کام میں افعی کے ہو مہرہ بجائے آبلا (۱۱)

(١٢) راحت وآرام کا اس دور میں ہے دور دور — چاہیئے واقف نہ ہو دورانِ سر سے آسیا

(١٣) موتیابند آنکھ میں اپنی جو رکھتی تھی صدف — اب رکھے ہے روشنی مثلِ دلِ اہلِ صفا

(١٤) آ گیا اصلاح پر ایسا زمانے کا مزاج — تا زبانِ خامہ بھی آتا نہیں حرفِ دوا

(١٥) نسخہ پر لکھنے نہیں پاتا ہو الشافی طبیب — کہتا ہے بیمار بس کر مجھکو بالکل ہے شفا

(١٦) فرق چاہا یاں تک اعضائے بدن سے درد نے — درد کے جو حرف ہیں وہ آپ ہی ہیں سب جدا

(١٧) لاغروں کو ہے کمالِ تاب وطاقت یہ شتاب — کیسے دو ہفتہ ہلال اک شب میں ہو بدر الدجا

(١٨) صبحِ صادق کے ہے گو سر میں سفیدی آگئی — لیکن اس پیری میں بھی صادق ہے ایسی اشتہا

(١٩) بھوک کی شدت سے اس کو یک نفس فرصت نہ ہو — قرص سے خورشید کے جب تک نہ کرلے ناشتا

(٢٠) رات بھر ٹونگا کیا انجم کے دانے چرخِ پیر — پھر جو دیکھا صبح کو اصلا شکم میں کچھ نہ تھا

(٢١) پہونچی یہ تفتیح کی نوبت کہ نوبت خانہ میں — لیتی ہے جی کھول کر کیا کیا ڈکاریں کرنا

(٢٢) کوس پھولا ہے خوشی سے نفخ کا کیا دخل ہے — جوں حباب اس کے نہیں مطلق شکم میں امتلا

(٢٣) ہضمِ کامل اس قدر معدہ نے پہونچایا بہم — جید الکیموس ہے جو حلق سے اتری غذا

(٢٤) ہے مزاجِ اہلِ عالم یہ قریبِ اعتدال — ساتوں اقلیمیں ہیں گویا اب بخطِ استوا

(٢٥) رکھے گا تعویذ اور گنڈا کوئی کیوں اپنے پاس — باغِ عالم میں یہی عالم جو صحت کا رہا

(٢٦) دے گا طاؤس اپنے بال و پر سے سارے نقش دھو — پھینکدے گی توڑ کر گنڈا گلے سے فاختا

(٢٧) اس قدر جاتی رہی عالم سے بیماری کہ آج — نام گلشن میں نہیں ہے نرگسِ بیمار کا

(٢٨) واقعی کس طرح سے صحت نہ اک عالم کو ہو — جبکہ ہو اس کی نویدِ غسلِ صحت جاں فزا

(٢٩) وہ ولیعہدِ زماں مرزا محمد بو ظفر — ق — اس کی قوت گر ضعیفوں کو بنادے اقویا

(٣٠) تقویت کا یہ اثر ہو عام جو ہیں برگ زرد — ہوں مقویِ دل و جاں مثلِ اوراقِ طلا

(٣١) شادیِ صحت سے اس کی آج ہو کر شاد شاد — تہنیت خوانی میں ہیں سرگرم سب مدحت سرا

(٣٢) میں بھی اس رنگ سے حسنِ محفل میں وہ مطلع پڑھوں — بلبلِ تصویر سن کر بول اٹھے مرحبا

مطلع

آج ہی عالم میں وہ روزِ سعادت انتما
دے اگر زاغ و زغن بیضہ تو پیدا ہو ہما (۳۳)

مژدۂ جاں بخش صحت ہی تیرا مارالحیات
جس سے جوں سیمابِ کشتہ مردہ دل زندہ ہوا (۳۴)

ہی بقائے عمر سے تیری بقائے عمرِ خلق
ذات ہی تیری جہاں میں چشمۂ آبِ بقا (۳۵)

قطرہ افشانی سے آبِ غسلِ صحت کے ترے
ہوں دُرِ خوش آب پیدا اس قدر قوت فزا (۳۶)

ہوویں استعمال یاقوتی میں وہ موتی اگر
بخشنے پیرانِ کہن کو نوجوانوں کے قوا (۳۷)

جسم کو مل مل کے دھویا تونے جس دم وقتِ غسل
گردِ کلفت کو دلِ عالم سے گویا دھو دیا (۳۸)

دل عدوئے سنگدل کا تھا شقاوت سے جو سخت
زیرِ پا، پامال ہوتا تھا بر نگِ سنگِ پا (۳۹)

خوردۂ گل کو صبا لائی تصدق کے لیئے
نچھے گیا ابرِ بہاری نذرِ دُرِ بے بہا (۴۰)

شادیِ صحت کا تیری کیا کہوں عالم کہ آج
جوشِ عشرت سے یہ عالم بن گیا عشرت سرا (۴۱)

چھیڑے تارِ شمع کو گر ناخنِ موجِ نسیم
بزم میں پیدا ہو تارِ سازِ مطرب کی صدا (۴۲)

لب پہ ساغر کے ہی جوں موجِ تبسم موجِ مے
شورِ قلقل لب پہ ہی مینائے مے کے قہقہا (۴۳)

بزمِ تصویراتِ فانوسِ خیالی کی طرح
حلقۂ رقاصگاں ہی زیرِ گردوں جا بجا (۴۴)

کر رہا صحنِ چمن ہی میں ہی کیا طاؤس رقص
آشیانہ میں ہی رقصاں طائرِ قبلہ نما (۴۵)

خانہائے چشم میں بھی پتلیوں کا رقص ہی
ہی جو منظورِ نظر سب کو تماشا رقص کا (۴۶)

چھوٹی آتشبازی ایسی جس کی گلکاری کو دیکھ
رات کو کہتے تھے آپس میں ثریا و سہا (۴۷)

صنعِ آتشباز پر حیرت زدہ ہوتی ہی عقل
سنگِ پارس سے کہیں باروت کو پیسا تھا کیا (۴۸)

ہو گئی تاثیر جس کی یہ کہ ہر گلریز سے
ریزۂ فولاد نکلے بن کے گلہائے طلا (۴۹)

گنج چھٹتے تھے ستاروں کے عجب انداز سے
ماہ پاروں کا تھا گویا خندۂ دنداں نما (۵۰)

منہ ہی کیا جو رنگ سے مہتاب کے ہمتاب ہو
غازہ سے ہر چند چمکے رنگِ روئے مہلقا (۵۱)

برج جو اُڑ کر ہوئے قندیلِ شب زیرِ فلک
برج تھے جتنے فلک پر سب کو روشن کر دیا (۵۲)

(۵۳) فی الحقیقت یہ وہ شادی ہو کہ اس کے روبرو — جشن جمشیدی کا کچھ مطلق نہیں رتبہ ملا
(۵۴) ہو زبانِ خامہ عاجز آ گے بس تعریف میں — ذوقؔ کہتا ہو اُٹھا کر ذوق میں دستِ دعا
(۵۵) رکھے صحت سے ہمیشہ شافیِ مطلق تجھے — جو ترے بدخواہ ہوں شہ رنج میں ہوں مبتلا

قصیدہ نمبر ۳

یہ قصیدہ ذوق نے جشن عید الفطر سنہ ۱۲۶۶ھ مطابق سنہ ۱۸۴۹ء میں لکھا تھا۔ اس قصیدے کے متعلق ایک خاص واقعہ مشہور رہو کہ زینت محل بیگم جو بہادر شاہ ابو ظفر کی چہیتی بیوی تھیں اور جن کو بادشاہ نے وزارت کے اختیارات دے رکھے تھے اُنھوں نے اپنے زمانۂ وزارت میں اُستاد ذوق کے بیٹے خلیفہ اسمٰعیل کو بعض شاہی خدمات سے محروم کر دیا تھا اور اس لیئے بیگم اُستاد سے کھٹکتی رہتی تھیں اور یہ کوشش کرتی رہتی تھیں کہ کسی طرح سے اُستاد بادشاہ کی نظر سے گر جائیں۔ صبح کو عید ہونے کو تھی ذوق رات میں خوشی خوشی اس قصیدے کو صاف کر رہے تھے کہ دربار میں سُنا کر واہ واہ سُنیں گے کہ اتنے میں یہ خبر پہونچی کہ بیگم نے تمام درباریوں کو حکم دے دیا ہو کہ اُستاد جس وقت قصیدہ سُنائیں کوئی تعریف نہ کرے۔ ذوق یہ خبر سُن کر دم بخود رہ گئے قلم رُک گیا اور دل میں کہنے لگے کہ بارِ خدایا بیگم کو کیا ہو گیا ہو خدائی کے منہ کو بند کرنی ہو۔ خلاصہ یہ کہ جس طرح بھی ہوا ذوقؔ نے قصیدہ کو ختم کیا دو بج چکے تھے سو رہے۔ صبح ہوئی درباری کپڑے پہن دربار میں پہونچے قصیدہ سُنایا لوگوں کے سکوت نے رات والی خبر کی تصدیق کر دی جب ساتویں شعر پر پہنچے تو بادشاہ بے اختیار ہو گئے گلے لگا لیا۔ مکرّر پڑھنے کے لیئے ارشاد کیا۔ پھر کیا تھا مُہرِ سکوت ٹوٹ گئی دربار میں واہ واہ کے نعرے بلند ہونے لگے اور شاعر کو اپنی محنت کی داد مل گئی۔

مطلع

پیری میں پرضرور ہی جام شراب ناب | پائے فروغ صبح نہ بے نور آفتاب (۱)

تائب ہو تو اس سے کہ داڑھی ہوئی سفید | کر خوب میکشی کہ یہ ہی سیرِ ماہتاب (۲)

ہی پیر دل خنک کی ہوا پر بقائے عمر | یہ برف وہ نہیں جسے رکھیں نمد سے داب (۳)

ہستی کا اپنے کر نہ بھروسا حباب وار | تعمیر بے بنا ہی یہ اور خیمہ بے طناب (۴)

آئی ہی جب سے قالبِ خاکی میں تیری جان | غافل پئے سفر ہی اسی دن سے پا تراب (۵)

جو دم مزے سے گزرے غنیمت سمجھ کہ روز | گردش ہی آسماں کو زمانہ کو انقلاب (۶)

ہر بازیِ فلک پہ تو نوروز روز کر | رکھ آفتابِ گنجفہ پہ سال کا حساب (۷)

حاصل ہی کیا ہنر سے دلا آئینہ کو دیکھ | جوہر سے دل میں رکھتا ہی کس درجہ پیچ و تاب (۸)

گر ہو سکے تو خاکِ درِ میکدہ ہو تو | اس خاکداں میں تا نہ ہو مٹی تری خراب (۹)

آسودگانِ کُنجِ خرابات کے لیے | جانا بہشت تک بھی ہی دوزخ کا اک عذاب (۱۰)

یاں تک ہیں بے دماغ نہ بولیں گے منہ سے وہ | دے گا جوابِ نامہ نکیرین کو جواب (۱۱)

رکھتا ہی چرخ اہل سعادت کو بد مذاق | گذران ہی ہما کی سیرِ روزی کلاب (۱۲)

دیکھے جہاں کو دیدۂ عبرت سے تو اگر | جامِ جہاں نما ہی ہر اک کاسۂ حباب (۱۳)

ساقی جو تجھ کو عین عنایت سے جام دے | لے اور لگا کے آنکھ سے پی جا اُسے شتاب (۱۴)

گر بے حساب جام پہ جام آئیں تیرے ہاتھ | روز حساب تک تو پیئے جا علی الحساب (۱۵)

مستی میں ایسا مطلعِ تازہ کوئی سُنا | جامی بھی لکھے دل پہ جسے کر کے انتخاب (۱۶)

مطلع

گلشن کو دے جو گریۂ مستانہ میرا آب | بیضوں سے بلبلوں کے ہو پیدا بطِ شراب (۱۷)

گلگونِ نشۂ مے گلگوں پہ ہو مرا | پابوس آسماں روشِ حلقۂ رکاب (۱۸)

مستی مری سکھائے اگر جھومنے کی طرز | ٹپکے ہمیشہ ابر سے مستی بجائے آب (۱۹)

بے ہوشیوں میں ہوں مری وہ گرم جوشیاں | ہوتے ہوں جس سے طائرِ ہوش و خرد کباب (۲۰)

(۲۱) جاگ اُٹھیں وہ جو خواب عدم میں ہیں ہوشمند ‌ ‌ ‌ غفلت میں گر بلند ہو میری صفیرِ خواب

(۲۲) نہ پردۂ فلک کو اُٹھا دوں اک آن میں ‌ ‌ ‌ ہو جاؤں میں جو عالمِ مستی میں بے حجاب

(۲۳) ہو وہ صوابدیدِ فلاطوں میں خُم نشیں ‌ ‌ ‌ کہہ بیٹھوں گر نشہ میں کوئی حرفِ ناصواب

(۲۴) یہ ذہن کو ہی عالمِ مستی میں روشنی ‌ ‌ ‌ ہر خشتِ خُم ہی حکمتِ اشراق کی کتاب

(۲۵) ہر روز جامِ بادۂ روشن کا مجھ کو شغل ‌ ‌ ‌ ہی مثلِ شغلِ آئینہ و شغلِ آفتاب

(۲۶) پر ہیز میرا یہ ہی کہ تقوے سے ہی گریز ‌ ‌ ‌ تقویٰ ہی میرا یہ کہ ہی توبہ سے اجتناب

(۲۷) لیکن ہی ابرِ رحمتِ باری سے دُر فشاں ‌ ‌ ‌ دامانِ ترمرا روشِ دامنِ سحاب

(۲۸) مداح ہوں میں اُس کا کہ ہی جس کے دور میں ‌ ‌ ‌ شیبِ زمانہ کے لیئے کیفیتِ شباب

(۲۹) پیرِ فلک بنے ہی جوانِ سیاہ مست ‌ ‌ ‌ ریشِ شعاعِ مہر پہ ہی ابر سے خضاب

(۳۰) مانندِ نافِ آہو اگر جام میں ہو خون ‌ ‌ ‌ اُس کی شمیم فیض سے ہو جائے مشکناب

(۳۱) اُس شاہ کے نمِ کرم و بوئے خُلق سے ‌ ‌ ‌ ہر خارِ بن ہو ہمسرِ فوارۂ گلاب

(۳۲) وہ بادشاہ جس کا بہادر شہ اسمِ پاک ‌ ‌ ‌ ہی درجِ یک زمانہ کا یکتا دُرِ خوش آب

(۳۳) ظلِ اِلٰہ خسرو دیندار۔ دیں پناہ ‌ ‌ ‌ شاہ بلند جاہ۔ و خدیوِ فلک جناب

(۳۴) تیغ اُس کی وہ ظفر دم و نصرت اثر کہ ہی ‌ ‌ ‌ گنجِ ہزار فتح کی مفتاح فتح باب

(۳۵) روشن دلی سے اُس کی عدو تیرہ بخت ہی ‌ ‌ ‌ دزدِ سیاہ کار کو آفت ہی ماہتاب

(۳۶) ہو مغزِ جانِ کافرِ نعمت کے واسطے ‌ ‌ ‌ مطبخ میں اُس کے پشۂ نمرود ہر ذباب

(۳۷) ہی ابر میں بھی برق کا شعلہ مگر نہیں ‌ ‌ ‌ اُس میں دمِ وفورِ عطا گرمیِ عتاب

(۳۸) کج خلقی اس کی طبعِ رواں میں نہیں ذرا ‌ ‌ ‌ دریائے موجزن کو ہزاروں ہیں پیچ و تاب

(۳۹) پڑھتا ہوں میں وہ مطلعِ روشن حضور میں ‌ ‌ ‌ جس کا نہ ہوئے مطلعِ خورشید بھی جواب

(۳۰) مطلع
شاہا تو وہ ہی نورِ مجسم کہ آفتاب
کرتا ہی نور کو ترے سایہ سے اکتساب

تلوار تیری ہی وہ غضب برقِ کفر سوز
ہی جس کی آنچ آتشِ دوزخ کا التہاب (۴۱)

جوہر سے تیری تیغ کے دکھلائے ہی قضا
سرکش کو لکھ کے حرف بحرف آیتِ عذاب (۴۲)

ق

اللہ رے پاسداریٔ اسلام وپاسِ شرع
اللہ رے تیری مصلحت اللہ رے احتساب (۴۳)

انگور زخم دل پہ نہ بدخواہ کے بندھے
اس خون سے کہ ہوتی ہی انگور کی شراب (۴۴)

کیسا ہی مے پرست ہو مانندِ چشمِ یار
مقدور کیا کرے قدحِ مے کا ارتکاب (۴۵)

بلکہ نہ لے دُعا، قدح کا بھی منہ سے نام
بالفرض گرو ہی ہو دعاؤں میں مستجاب (۴۶)

شاہا تری حمایت و دولت کے سایہ میں
کنجشک شاہبازہی رشکِ ہما غراب (۴۷)

کرتا ہی روز و شب کو برابر شہنشہا
تعمیلِ عدل سے تری میزاں میں آفتاب (۴۸)

خورشیدِ شیرِ چرخ پہ جو کھینچتا ہی تیغ
چاہے ہی شیرِ جنگ یہ تجھ سے مگر خطاب (۴۹)

کہیئے۔ تیرے تکلّمِ شیریں کو شہد کیا
یہ شربتِ خضر ہی شہا وہ قئے ذباب (۵۰)

ق

چالاکی ہی وہ توسنِ چالاک میں ترے
شوخی ہی چشمِ یار میں عاشق میں اضطراب (۵۱)

کاوے میں یوں وہ جیسے کہ طاوس وقتِ رقص
اُڑنے میں یوں وہ جیسے کہ پرواز میں عقاب (۵۲)

چمکائے اک ذرا سرِ میداں جو تو اُسے
بے پر ہوا پہ جائے وہ جوں ناوکِ شہاب (۵۳)

کرتا ہی۔ یوں ثنا کو دُعا پر اب اختصار
یارب دعاءِ ذوقؔ ہو مقبول و مستجاب (۵۴)

تا عید و عیدگاہ ہو اور خطبہ و نماز
تا خطبہ و نماز سے منظور ہو ثواب (۵۵)

ہر سال تجھ کو عید ہو فرّخ بعزّ و جاہ
ناکام ہوں عدو ترے اور دوست کامیاب (۵۶)

قصیدہ نمبر ۴

یہ قصیدہ بھی عید کے دربار کے لیے تصنیف ہوا تھا اور ممدوح (بہادر شاہ) نے اس کو غیر معمولی پسندیدگی کا شرف عطا فرمایا تھا یعنی علاوہ خلعت معمولی کے ایک گاؤں جاگیر میں بخشا تھا

(۱) شب کو میں اپنے سرِ بسترِ خوابِ راحت
نشۂ علم میں سرمستِ غرور و نخوت

(۲) مرتے لیتا تھا پڑا علم و عمل کے اپنے
تھا تصوّر مرا ہر امر میں تصدیق صفت

(۳) ہو گیا علم حصولی تھا حضوری مجھ کو
تھا مرا ذہن نہ محتاجِ حصولِ صورت

(۴) جو مسائل نظری تھے وہ بدیہی تھے تمام
عقل کو تجربہ کی اتنی ہوئی تھی کثرت

(۵) نہ غرض مجھ کو نتیجہ سے نہ تھا شکل سے کام
تھی مرے فکر کو ہر شکلِ خطا سے عصمت

(۶) ذہن میں سب میرے حاضر صُوَرِ علمیہ
پر جتانی نہ مجھے منظور نہ تھی عِلمیت

(۷) چار و نا چار جو ترغیب سے یاروں کی کبھی
درس تدریس پہ آجاتی تھی مجھ کو رغبت

(۸) کبھی ہمّت تھی مری قاعدۂ صرف میں صرف
کبھی تھی نحو میں ہر نحو سے مجھے محویت

(۹) کبھی منطق کو تفوق یہ مرے ناطقہ سے
تحتِ حکمت ہو یہ فن گرچہ ہے تحتِ حکمت

(۱۰) کبھی میں کرتا تھا تصریحِ معانی و بیاں
کبھی میں کرتا تھا توضیحِ نجوم و ہیئت

(۱۱) کبھی تقسیمِ فرائض کبھی تفہیمِ اصول
کبھی تعلیم عقائد بکتاب و سنت

(۱۲) کبھی تھا علمِ الٰہی کی طرف ذہنِ رسا
کبھی کرتی تھی طبیعی میں طبیعت جودت

(۱۳) کبھی تھا عقل پہ مذہب مرا مانندِ حکیم
کبھی مثلِ متکلم سے مجھے پاسِ ملّت

(۱۴) کبھی کرتا تھا قدم چرخ کا ثابت بجہات
اور کبھی کرتا تھا باطل بسمارا نشقت

(۱۵) کبھی انکارِ قیامت پہ میں لاتا تھا دلیل
کبھی تکرارِ تناسخ پہ مجھے تھی حُجّت

(۱۶) حشرِ اجساد میں تھا گاہ تردد مجھ کو
کبھی تھی عالمِ برزخ میں مجھے اک حیرت

(۱۷) کبھی تھی عرصۂ تدویرِ فلک کی مجھے سیر
کبھی میں ناپتا تھا سطحِ زمیں کی وسعت

(۱۸) کبھی ثابت مرے نزدیک فلک کی گردش
کبھی مثبت مرے نزدیک زمیں کی حرکت

(۱۹) کبھی میں کرتا تھا اعراض میں جوہر قائم
کبھی میں کرتا تھا معلول سے ثابت علّت

(۲۰) کبھی منقول پہ مائل کبھی سوئے معقول
کبھی میں فقہ پہ راغب کبھی سوئے حکمت

(۲۱) کبھی میں حافظ قرآن بعلمِ تفسیر
کبھی میں قاریِ قرآن بعلمِ قرأت

کبھی کرتا تھا مجسطی پہ حواشی تحریر ... کبھی کرتا تھا اشاراتِ شفا کی صحت (۲۲)

کبھی میں کرتا تھا قانون سے تشریحِ علاج ... کبھی میں، کرتا تھا قاموس میں تصحیحِ لغت (۲۳)

کبھی میں لون سے بینندۂ بیمار و صحیح ... کبھی میں نبض سے دانندۂ ضعف و قوت (۲۴)

گہ نباتات کی آگاہ میں کیفیت سے ... گہ جمادات کی معلوم مجھے خاصیت (۲۵)

کبھی مشّائیوں سے کرتا تھا میں پیش روی ... کبھی لے جاتا تھا اشراقیوں پر میں سبقت (۲۶)

کبھی میں نفی حقایق میں تھا سو فسطائیؔ ... کبھی میں معتزلی باعثِ ردِّ رویت (۲۷)

کبھی میں جبری و مجبور بعقل و تدبیر ... کبھی میں قدری و مختار بقدرِ طاقت (۲۸)

گہ ملاحدہ کی تھی تردیدِ کلامِ الحاد ... گہ وجودی و شہودی سے بیانِ وحدت (۲۹)

جوں مہندس کبھی مالوف بشکل و مقدار ... جوں محاسب کبھی مصروف بضرب و قسمت (۳۰)

کبھی حرفوں سے تھا مطلوب مثالِ جفّار ... کبھی کچھ نقطے سے مقصود تھا رمّال صفت (۳۱)

خانۂ کیسہ سے خارج کبھی شکلِ داخل ... شکلِ خارج تھی کبھی داخلِ بیتِ غربت (۳۲)

کبھی کرتا تھا قرانِ مہ و زہرہ پہ نظر ... کبھی تھا دیکھتا مرّیخ و زحل کی رجعت (۳۳)

کبھی افسون و عزیمت کبھی تعویذ و طلسم ... کبھی تجویزِ زکوٰۃ اور کبھی قصدِ دعوت (۳۴)

کبھی تھا علم قیافہ میں یہ ادراک مجھے ... ایک صورت سے بیاں کرتا تھا میں سو سیرت (۳۵)

کبھی میں رہتا مرودی میں تھا ایسا مشغول ... کہ نہ تھی ایک نفس ضبطِ نفس سے فرصت (۳۶)

سیمیا سے کبھی تصویر کشِ موہومات ... کیمیا سے کبھی میں زر کشِ گنجِ دولت (۳۷)

کبھی میں شیخِ شیوخ اور کبھی شیخِ رئیس ... کبھی علاّمہ کبھی صوفیِ صافی طینت (۳۸)

کبھی میں قربِ فرایض سے تھا عالی درجہ ... کبھی میں قربِ نوافل سے تھا والا رتبت (۳۹)

ماہرِ موسقی ایسا کہ ادا کرتا تھا ... کبھی میں بارہ مقام اور کبھی چوبیس مرت (۴۰)

کبھی میں شاعرِ غرّا و ادب دانِ بلیغ ... نظم میں نام مرا نثر میں میری شہرت (۴۱)

کبھی کرتا تھا عروضی کا بھی میں قافیہ تنگ ... طبعِ موزوں کی دکھاتا تھا جو موزونیت (۴۲)

(۴۳)	کبھی پیشِ نظر انجیل و زبور و توریت	کبھی مصحف میں نظر میری سر ہر آیت
(۴۴)	کبھی زردشتیوں میں ایسا کہ سارے موبد	ژند و پاژند میں کرتے تھے میری تبعیت
(۴۵)	کبھی یہ آگہی شاستر و بید، پران	کروں ایک بات سے پنڈت کی کتھا میں کھنڈت
(۴۶)	کبھی میں حلِّ معمّا و لغز میں ذی ہوش	کبھی اخبار و تواریخ میں صاحب خبرت
(۴۷)	آخرش دیکھا تو العلم حجاب الاکبر	عاقبت پایا تو ہاں بلہ کو اہلِ جنّت
(۴۸)	فائدہ کیا جو ہر ایک علم کی جانی تعریف	فائدہ کیا جو ہر ایک فن کی کھلی ماہیّت
(۴۹)	فائدہ کیا کہ جو دیکھیں کتبِ ہر مذہب	فائدہ کیا جو ہوئی آگہیِ ہر ملت
(۵۰)	عقل سے گرچہ کیا مادّہ ایسا پیدا	کہ بہر شکل ہو اک تازہ محلِّ صورت
(۵۱)	یا بنائی کوئی صورت کہ جسے دیکھ کے ہو	ہیکلِ روم سے بت خانۂ چین تک حیرت
(۵۲)	بے مقدّر نہ پڑے صورتِ بہبود نظر	دور آئینۂ دل سے نہ ہو زنگِ کلفت
(۵۳)	پڑھوں اک مطلعِ برجستہ میں اس موقع پر	جس کو سُن کر کہیں حسنت سب اہلِ فطنت

(۵۴) مطلع

گر نہ دے صاحبِ جوہر کو مقدر عزت
جوہرِ فرد ہی بالفرض تو کیا بے قسمت

(۵۵)	کیا ہوا علم مقولہ سے اگر کیف کے ہی	لیک بے یاوریِ بخت نہیں کیفیت
(۵۶)	قاصنی چرخ بھی جو تو ہی تو کیا گر تیرے	مثلِ دہقان فلک کھتے ہوں طالع نکبت
(۵۷)	دور گردوں نہ موافق ہو تو ہو اور خفیف	جرِّ اثقال میں تو جتنی اُٹھائے محنت
(۵۸)	آگے برگشتگیِ بخت کے چلنے کی نہیں	نظری و عملی کوئی بھی تیری حکمت
(۵۹)	گو فصاحت میں تو سحباں ہی ولے بے تقدیر	حرفِ مطلب پہ زباں کو ہو تری سو لکنت
(۶۰)	گو ریاضی میں ہی صناع اگر بخت ہیں بد	نقشِ باطل ہو تری شکل وہ جس میں صنعت
(۶۱)	کیا ہوا جانا اگر مسئلہ بیر و مینار	پستیِ بخت سے تجھ کو جو نہیں ہی رفعت
(۶۲)	کام تقویم نہ آئے نہ تری اصطرلاب	طالعِ بد سے اگر نیک نہ آئے ساعت

علم سے ہو نہ کبھی چارۂ آزارِ نصیب — پر سینا ہی تو کیا سینہ میں خوں ہے حسرت (۶۳)

سَو دوائیں ترے نسخہ میں ہوں پر بے تقدیر — نہ ہو بالخاصہ تاثیر نہ بالکیفیّت (۶۴)

علمِ نیرنج سے گو بو دے تو نخلِ نارنج — بے مقدّر نہ ہو حاصل ثمرِ خوش لذّت (۶۵)

علم سے جو سبق آموزِ ملائک تھا وہ دیکھ — بختِ بد سے ہوا مستوجبِ رجم و لعنت (۶۶)

ہوا مسجودِ ملائک پہ ظلومٌ و جہول — یعنی انساں قوی بخت ضعیف الخلقت (۶۷)

گو تصوّف سے ہو تو صوفیِ سجّادہ نشیں — بے مقدّر نہ کرامت ہو نہ خرقِ عادت (۶۸)

علم سے لاکھ ہو شیخی پہ تری بے تقدیر — نہ کہے کوئی تجھے شیخِ علیہ الرحمۃ (۶۹)

یہ مقالات مثالِ قصصِ مصنوعہ — ہوئے یک بار جو افسانۂ خوابِ غفلت (۷۰)

لگ گئی آنکھ مری دیکھتا کیا خواب میں ہوں — کہ مجسّم نظر آئی ہے نویدِ بہجت (۷۱)

اللہ اللہ رے حُسن اس کا کہ سرتابقدم — تھا وہ خالق کا تماشائے ظہورِ قدرت (۷۲)

یاد کرتا قدِ رعنا کو ہے اُس کے زاہد — دمِ تکبیر جو کہتا ہے سدا قد قامت (۷۳)

چشمِ وحشی کو اگر اپنی وہ دکھلائے تو ہو — چشمِ آہو سے ہرن نشۂ جامِ وحشت (۷۴)

دلِ شامت زدہ کے درپئے تدبیرِ ہلاک — زلفِ اژدر تھی وہ رخسار پہ وا اژدرِ تبت (۷۵)

آتشِ حُسن سے اک شعلۂ سرکش ہینی — موجۂ دود لطیف اس کی بھوؤں کی حالت (۷۶)

فوجِ مژگاں وہ بلا ہو جو صف آرا تو کرے — دستِ بیداد سے یکدستِ دو عالم غارت (۷۷)

چاہِ بابل وہ ذقن اور دھواں لف کا عکس — دل گرفتارِ عذاب اس میں ہو ہاروت صفت (۷۸)

لعلِ شیریں کی حلاوت پہ جو ہے جانِ عاشق — تو دمِ نزع بھی عناب کا چاہے شربت (۷۹)

نہ دمِ شرم تبسم سے لب اُس کے خوگر — نہ تغافل سے اُن آنکھوں کو نگہ کی عادت (۸۰)

کھول دے معنیِ معدوم کمر کی جنبش — وا کرے عقدۂ موہوم لبوں کی حرکت (۸۱)

شوخی و ناز کی تعریف میں اس کی مطلع — وہ پڑھوں ہیں کہ جسے سُن کے ہو دل کو فرحت (۸۲)

مطلع

(۸۳) شوخی اس چہرہ میں یوں گل ہی ہے جیسے حسرت — نازیوں چشم میں نرگس میں ہو جیسے نکہت

(۸۴) لب پاں خوردہ کی شوخی کے ہی آگئے اک بات — گرلگادے وہ مسیحا پہ بھی خوں کی تہمت

(۸۵) نازک اندام وہ اور سنگدل اُن سے بھی سوا — آیا جن سنگدلوں کے لیئے ثُمَّ قَسَتْ

(۸۶) سیلی سینہ پہ نہ تھی جسدِ پسِ پشت کا عکس — نظر آتا تھا صفائی سے الف کی صورت

(۸۷) چنپئی رنگ کا وہ اپنے دکھا کر عالم — ایک عالم کا ہو دل لیکے بغل میں چنپت

(۸۸) اللہ اللہ رے تری تمکنت! اف رے تمیز — واہ رے تیرا تبختر تری بل بے نخوت

(۸۹) قہر انداز بلا ناز قیامت طنار — سحر چشمک ستم ایماؤ کرشمہ آفت

(۹۰) جا بجا عالمِ مستی میں قدم کو لغزش — دمبدم نشّۂ صہبا سے زباں کو لُکنت

(۹۱) آکے اُس رشکِ مسیحا نے کہا بالیں پر — لَاتَنَمْ قُمْ کہ یہ غافل نہیں وقتِ غفلت

(۹۲) شور بختی سے نہ اتنا نمک افشاں ہو کہ ہو — بادۂ میکدۂ عیش کی گُم کیفیت

(۹۳) کیا سبب ہو تا کدورت سے نہیں کیوں خالی — دل ترا شیشۂ ساعت کی طرح یک ساعت

(۹۴) بزمِ ہستی میں تو ہنس بول رہیگا کب تک — صورتِ شمعِ سحر سوختہ روتی صورت

(۹۵) آتشِ دل سے ترے گوشۂ تنہائی میں — بن گئی شعلۂ جوّالہ کمندِ وحدت

(۹۶) وقت ضائع نہ کر اُٹھ بسترِ اندوہ سے تو — چل درِ میکدہ تک ہی حرکت سے برکت

(۹۷) فکرِ باطل سے نہ کر دل کو خنک تو اپنے — ہی تجھے مثلِ سحر یک دو نفس کی مہلت

(۹۸) دیکھ تو کیا افقِ مشرقِ انوار سے ہی — جلوہ افروز رُخِ بانوے صبحِ عشرت

(۹۹) ادہمِ لیل سیر عرصہ ہی برگشتہ عناں — اشہبِ یوم سبک سیر ہی سوئے ساعت

(۱۰۰) جانبِ شرق ہی نوری فلق بال کشا — جانبِ غرب ہی پرواز غرابِ ظلمت

(۱۰۱) چرخِ مینائی پر ایک سبز پری کا عالم — شفقِ صبح پر ایک لال پری کی حالت

(۱۰۲) نکہت گل جو ہوا ہیں تو ہوا عطر فشاں — تازگی گل کو چمن میں تو چمن کو نزہت

(۱۰۳) کھُلے ہی جاتے ہیں سب غنچے نہ ہے جوشِ نشاط — لوٹے ہی جاتے ہیں گل بل بے ہنسی کی شدت

آج یہ جوش پہ ہے رحمتِ باری کہ کہیں — نرہی کلفتِ عصیاں سے جہاں میں ظلمت (۱۰۴)

طفلِ نو مشق کی مشق کی طرح سو سو بار — دھووے مستوں کے سیہ نامہ کو ابرِ رحمت (۱۰۵)

کہے یہ رند کہ او زہد فروش آگ نہ پھانک — مانگے گر بادۂ نو زہدِ کہن کی قیمت (۱۰۶)

قل ہوا زہد کا قُلیا ہوئی زاہد کی تمام — سُنتے ہی قلقلِ مینائے شرابِ عشرت (۱۰۷)

اس قدر سازِ طرب ساز کی آواز بلند — چھیڑیں گر تارکھرج کا تو ہو پیدا دھیوت (۱۰۸)

نغمہ برلب کہیں مطرب پسرِ زہرہ جبیں — جام دردست کہیں مغبچۂ مہ طلعت (۱۰۹)

لیکے انگڑائی کہیں ہنسنے لگی رام کلی — اُٹھتی ملتی ہوئی آنکھوں کو کہیں اپنی للت (۱۱۰)

چشمِ سرمستِ مئے ناز میں کاجل پھیلا — لبِ میگوں پہ مسی کی پڑی پھیکی رنگت (۱۱۱)

بے نمک آیا نظر حسن مہ و انجم و چرخ — ہوگیا زرد رُخِ شمع و چراغِ خلوت (۱۱۲)

چونکی مرغِ سحری عرش سے آواز خروش — ہوگئی خواب کو آوازۂ کوسِ رحلت (۱۱۳)

باغِ عالم میں ہیں مرغانِ اولی اجنحہ تک — مثلِ مرغانِ سحر نغمہ طرازِ عشرت (۱۱۴)

دی ہے مسجد میں موذن نے اذاں بہرِ نماز — باوضو ہو کے نمازی نے ہے باندھی نیت (۱۱۵)

ہوئی بُت خانہ سے ناقوس کی پیدا آواز — چلے جمنا کو برہمن کوئی لیکر مورت (۱۱۶)

اُٹھے میخوار صبوحی کے لیے لیکے سبو — کہ عداوت ہے اگر کیجیئے ترکِ عادت (۱۱۷)

اِک طرف سے ہوئی گھڑیال کی آواز بلند — ایک جانب سے لگی آنے صدائے نوبت (۱۱۸)

سحرِ عید ہے کہ عید کا سامانِ نشاط — روزِ شادی کی ہے آمد شبِ غم کی رخصت (۱۱۹)

آج وہ دن ہے کہ آغوش میں لیکر تجھکو — کہے طوطیِ لاش ہر شاہدِ طوبیٰ قامت (۱۲۰)

اب ہیں بیدار ترے بخت مددگار نصیب — اب قوی ہیں ترے طالع تری یاور قسمت (۱۲۱)

فکر کر تہنیتِ عید کا اُس شاہ کی تو — دور میں جس کے ہے ہر صبح صباحِ دولت (۱۲۲)

وہ شہنشاہ بہادر شہ کسریٰ انصاف — خسروِ جم حشم و داورِ دارا حشمت (۱۲۳)

قوت و ملت و دیں قامعِ کفر و الحاد — حامیِ شرعِ نبی ماحیِ شرک و بدعت (۱۲۴)

(۱۲۵) حکم شرعی سے کرے سلب وہ سب جذبۂ شوق | مردِ مجذوب سے گر ترک ہو سترِ عورت

(۱۲۶) کون اُس کا نہیں وصافِ صفاتِ نیکو | کون اُس کا نہیں سرگرمِ ثنا و مدحت

(۱۲۷) سُنتے ہی میں نے بھی وہ مطلعِ روشن لکھا | مطلعِ صبح کو ہو سامنے جس کے خجلت

(۱۲۸) مطلع

مصحفِ رُخ ترا ہی سایۂ ربّ العزّت
کھولدے معنی اتممت علیکم نعمت

(۱۲۹) تیرا دروازۂ دولت ہی مقامِ اُمّید | تیرا دیوانِ عدالت ہی محلِ عبرت

(۱۳۰) تیرا احسان بہارِ چمنِ صدر ونق | تیری نیّت چمن آرائے ہزار امنیّت

(۱۳۱) تیرے عشرت کدہ میں بار کسے غیرِ نشاط | تیری خلوت کدہ میں دخل کسے جز طاعت

(۱۳۲) صفۂ علم پہ برجبیں سے توہم زانو | حجلۂ عیش میں ناہید سے توہم صحبت

(۱۳۳) ماہ نو ایک فلک پر ترے نوبردوں میں | نو فلک نوکروں میں تیرے قدیم الخدمت

(۱۳۴) کیسۂ گوہرِ انجم ترا صرفِ انعام | طاقۂ اطلسِ گردوں تیرا وقفِ خلعت

(۱۳۵) نیتِ نیک تری آئینۂ حُسنِ عمل | عملِ خیر ترا جلوۂ حُسنِ نیت

(۱۳۶) ذہن عالی ہی ترا طائرِ شاخِ سدرہ | طبعِ رنگیں تری گلچینِ ریاضِ جنّت

(۱۳۷) تیرا افضال جہاں کے لیئے برہانِ کرم | تیرا اکرام زمانہ کو دلیلِ رحمت

(۱۳۸) علمِ ظاہر سے ہی یکساں تجھے دور و نزدیک | نورِ باطن سے برابر ہی حضور و غیبت

(۱۳۹) ذہنِ صافی ہی ترا پردہ درِ معنیِ غیب | موشگافی ہی تری کوہ شگافِ دقّت

(۱۴۰) عقل میں شمس ہی تو علم میں کانِ گوہر | فضل میں کعبہ ہی تو حلم میں کوہِ رحمت

(۱۴۱) تیری تدبیر ہی از دفترِ ہوش و فرہنگ | تیری شمشیر ہی از جوہرِ فتح و نصرت

(۱۴۲) دعوتِ صدق پہ لائے تری ایماں تصدیق | دستِ ہمّت پہ کرے تیرے سخاوت بیعت

(۱۴۳) تجھ سے راضی ہی خدا اور خدا کا محبوب | تیرا حامی ہی نبیؐ اور نبی کی عترت

(۱۴۴) عزم کو ہی ترے ہر عزم میں عزمِ بالجزم | قصد کو تیرے ہی ہر قصد میں قصدِ سبقت

قوتِ روح ملائک چمنِ قدس میں ہو — ذاتِ قدسی کا تری عطرِ قبائے عفت (۱۴۵)
کیا اللہ نے جب تجھ سا ولی نعمتِ خلق — کیونکہ واجب خلائق پہ ہو شکرِ نعمت (۱۴۶)
نطقِ شیریں سے تری عام حلاوت ہو اگر — ثمرِ تلخ ہو حنظل کا سبوئے شربت (۱۴۷)
شوکتِ عقرب جرّارہ کے مانند رہے — دلِ حاسد میں خلش گر ترا رشکِ شوکت (۱۴۸)
روشِ شیشہ ہر اک سنگ ہو ریزہ ریزہ — پڑے البرز پہ گر گرز کی تیرے ضربت (۱۴۹)
سرکشف وار چھپاتا ہی فلک زیرِ سپر — کیا غضب ہے تری شمشیرِ غضب کی ہیبت (۱۵۰)
آئے طوفان جو ترے قہر کا طغیانی پر — کشتیِ نوح بھی اعدا کو ہو گرداب صفت (۱۵۱)
وہ تری تیغ کی بُرّش ہی کہ سایہ جس کا — کر دے ایک دم میں ہیولے سی مفارق صورت (۱۵۲)
تیرا بدخواہ رہے حرز سے یاں تک محروم — دیں نہ تعویذ اُسے تا بہ نشانِ تربت (۱۵۳)
آسیا وار پھرے کیوں نہ فلک گرد زمیں — تیرے توسن کی جو کاوے کی اوڑ جائے پھرت (۱۵۴)
کیا ترے فیل کے اوصاف لکھوں میں کہ وہ ہی — ابرِ رفتار جبل پیکر و گردوں رفعت (۱۵۵)
اُس کی خرطوم ہی گر طرّهٔ لیلیٰ کی مثال — تو ہیں دندانِ صفا ساعدِ سلمیٰ کی صفت (۱۵۶)
کیا عجب گر ہو تپِ لرزہ ہیبت سے تری — نبض کی طرح رگِ سنگ میں پیدا سُرعت (۱۵۷)
آبِ بارانِ کرم تیرا ہی وہ شربتِ خضر — برسے لالہ پہ تو افیوں میں نہ ہو سمیّت (۱۵۸)
عدل کے لفظ کو دیتا نہیں نقطہ کوئی — عدل سے تیرے جو موقوف ہی رسمِ رشوت (۱۵۹)
عہد میں تیرے عجب کیا سرِ داغِ دلِ شمع — شعلہ میں مرہمِ کافور کی ہو خاصیت (۱۶۰)
پنجۂ گربہ سرِ بچۂ موش و کنجشک — ہی حمایت سے تری دایہ کا دستِ شفقت (۱۶۱)
دورِ انصاف میں گر تیرے ہو کشتہ سیماب — تو بلا شبہ پڑے دینی ہوس کو دیت (۱۶۲)
دیا اللہ نے وہ قلب مصفّا تجھ کو — ای شہنشاہِ صفا ذہن و سراپا صفوت (۱۶۳)
فردِ تفصیلِ حوائج ہی رُخِ حاجتمند — عرضِ حاجت کی نہیں سامنے تیرے حاجت (۱۶۴)
عید کو دیکھ ترے ساتھ خلائق کا ہجوم — کہے عارف کہ یہ کثرت میں ہی ظاہر وحدت (۱۶۵)

(۱۶۶)	لکھے گر خامہ ترا وصفِ شمیمِ اخلاق	تو ہر اک نقطہ ہو اک نافۂ مشکِ تبت
(۱۶۷)	منتہی ہوں نہ کبھو تیرے صفاتِ نیکو	گر بیاں کیجیے تا حشر صفت بعدِ صفت
(۱۶۸)	ذوقؔ کرتا ہی دعا یہ پر اب ختمِ سخن	کہ زباں کو ہی نہ یارا نہ قلم کو طاقت
(۱۶۹)	عید ہر سال مبارک ہو تجھے عالم میں	با شکوہ و حشم و جاہ بعمر و صحت
(۱۷۰)	خیر خواہوں کے ترے چہرے پہ ہو رنگِ نشاط	اور بد خواہوں کے رخسار پہ اشکِ حسرت

قصیدہ نمبر ۵

(۱) مطلع

لکھ ذوقؔ اُس کی مدح کہ جس کی ثنا سے ہی
سرسبز تیرے گلشنِ باغِ سخن کی شاخ

(۲)	وہ کون؟ شاہ اکبرِ ثانی کہ جس کو روز	مجرا کرے ہی جھک کے نہالِ چمن کی شاخ
(۳)	اُس کی دعائے حرز پڑھے جوشِ غنچہ سے	تسبیح ایک ایک عقیقِ یمن کی شاخ
(۴)	کردے جو وہ نہال تو لائے ابھی نکال	پرویں کا خوشہ گاوِ سپہرِ کہن کی شاخ
(۵)	بہرِ تصدق آئے زرِ گل کو لے صبا	کرنے لگے نثار گہر یاسمن کی شاخ
(۶)	پہونچائے اُس کا مژدۂ صحت جو باغ میں	سجدہ میں بہرِ شکر جھکے نارون کی شاخ
(۷)	ہمسر ہی آج خضرِ ارم سیر سے شجر	ہم قد ہی آج یوسفِ گل پیرہن کی شاخ
(۸)	گرمیٔ عدل اُس کی اگر ہو ستم گداز	پگھلے برنگِ شمع ابھی کرگدن کی شاخ
(۹)	مطلع وہ پر بہار لکھوں اُس کی مدح میں	مصرع کو جس کے سُن کے کٹے نسترن کی شاخ

(۱۰)

تیرے بہارِ فیض سے نخلِ کہن کی شاخ
سرسبز یوں ہی جیسے کہ سروِ چمن کی شاخ

(۱۱)	تیرے سحابِ لطف سے سیراب ہو اگر	ہمسر ہو شاخِ نخلِ ارم سے ہرن کی شاخ

شاہا یہ تیرا دستِ سخا باغِ دہر میں — گویا کہ نکلی ہے کرم ذوالمنن کی شاخ (۱۲)

گر تیرا حفظ ہو چمنِ بندِ روزگار — آبِ مژہ سے سبز ہو سروِ چمن کی شاخ (۱۳)

صرصر کا سارا خاک میں مل جائے زور شور — چھیڑے گر آشیانۂ مُرغِ چمن کی شاخ (۱۴)

دیکھے جو تیرا قوتِ بازو تو ٹوٹ جائے — وقتِ کشش کمانِ سپہرِ کہن کی شاخ (۱۵)

تیرے عصا کو اس سے ہیں تشبیہ کیونکر دوں — ہے شاخِ سدرہ ایک کنارِ کہن کی شاخ (۱۶)

تاثیر تیرا زور ضعیفوں کو دے اگر — ٹوٹے نہ پیلتن سے بھی نازک بدن کی شاخ (۱۷)

بلکہ کمند مار کے ہاتھی کو کھینچ لے — خرطوم سے لپٹ کے بصورت رسن کی شاخ (۱۸)

منظور گر خزانہ میں ہو تجھ کو شاخِ زر — تیار ہو وہیں زرِ خور سے کرن کی شاخ (۱۹)

ہاتھی کو تیرے چاہیے لکڑی تو دشت میں — خرطوم سے اکھاڑ لے وہ کرگدن کی شاخ (۲۰)

دانتوں کو اس کے دیکھ ہو لرزاں بہ مثلِ بید — صد دیو کوہ پیکر و البرز تن کی شاخ (۲۱)

گلگوں سے تیرے بڑھ نہ سکے یک قدم صبا — تو تازیانے مارے نہالِ چمن کی شاخ (۲۲)

ہو تیرا فیض اگر چمن آرائے باغِ دہر — آبِ تبر سے سبز ہو نخلِ کہن کی شاخ (۲۳)

نالاں ہیں تیرے عدل سے خونریز اس قدر — مانندِ نَے ہو گرم فغاں کرگدن کی شاخ (۲۴)

برسائے جبکہ لعل و گہر تیرا دستِ جود — محتاجِ ابر ہو نہ نہالِ چمن کی شاخ (۲۵)

شاداب آبِ لعل یمن سے ہو مثلِ گل — سیراب ہووے آب سے دُرِّ عدن کی شاخ (۲۶)

یاں تک ہے پاسِ شرع ترے عہد میں کہ اب — ساغر بکف نہ ہووے گلِ خندہ زن کی شاخ (۲۷)

پیدا ہو بادہ خوار کی تعزیر کے لیے — نخلِ کدوئے تاک میں صورت رسن کی شاخ (۲۸)

یہ ذوقؔ کی دعا ہے کہ تا باغِ دہر میں — سرسبز شعرِ تر سے ہو نخلِ سخن کی شاخ (۲۹)

جب تک کج ہووے گردنِ مینا کی طرح سے — نخلِ نشاطِ ساقیِ پیماں شکن کی شاخ (۳۰)

نخلِ حیات تیرا تر و تازہ ہو مدام — جوں موسمِ بہار میں نخلِ چمن کی شاخ (۳۱)

قصیدہ نمبر ۶

(۱) زہے نشاط اگر کیجیے اسے تحریر
عیاں ہو خامہ سے تحریرِ نغمہ جائے صریر

(۲) زباں سے ذکر اگر چھیڑیئے تو پیدا ہو
نفس کے تار سے آواز خوشتر از بم و زیر

(۳) ہوا یہ باغِ جہاں میں شگفتگی کا جوش
کلیدِ قفل دلِ تنگ و خاطرِ دل گیر

(۴) کرے ہے وا لبِ غنچہ درِ ہزار سخن
چمن میں موجِ تبسم کی کھول کر زنجیر

(۵) کچھ انبساطِ ہوائے چمن سے دور نہیں
جو وا ہو غنچۂ منقارِ بلبلِ تصویر

(۶) قفس میں بیضہ کے بھی شوقِ نغمہ سنجی سے
عجب نہیں کہ ہو مرغِ چمن بنالہ صفیر

(۷) اثر ہے بادِ بہاری کے لہلہانے میں
زمیں پہ ہمسرِ سنبل ہے موجِ نقشِ حصیر

(۸) نکل کے سنگ سے گر ہو شرارہ تخم فشاں
تو سبز فیضِ ہوا سے ہو وہ برنگِ شعیر

(۹) زمیں پہ گرتے ہی لے آئے دانہ برگ و ثمر
جو ٹوٹے ہاتھ سے زاہد کے سبحۂ تزویر

(۱۰) ہوا پہ دوڑتا ہے اس طرح سے ابرِ سیاہ
کہ جیسے جائے کوئی پیلِ مست بے زنجیر

(۱۱) نہ خارِ دشت ہی نرمی میں خوابِ مخمل ہے
ہر ایک تارِ رگِ سنگ بھی ہے تارِ حریر

(۱۲) ہوا میں ہے یہ طراوت کہ دودِ گلخن بھی
برستا اٹھتا ہے آتش سے مثلِ ابرِ مطیر

(۱۳) یہ آیا جوش میں بارانِ رحمتِ باری
کہ سنگ سنگ میں سنگِ یدہ کی ہے تاثیر

(۱۴) ہر ایک خار ہے گل ہر گل ایک ساغرِ عیش
ہر ایک دشت چمن ہر چمن بہشت نظیر

(۱۵) ہر ایک قطرۂ شبنم گہر کی طرح خوش آب
ہر اک گہر گہرِ شب چراغِ پر تنویر

(۱۶) کرے ہے صبح شکر خندہ اس مزے کے ساتھ
کہ جس طرح بہم آمیختہ ہوں شکر و شیر

(۱۷) سنوارتی ہے جو شام اپنی زلفِ مشکیں کو
سوادِ مشکِ ختن پر ہے لاکھ آہو گیر

(۱۸) نہالِ شمع سے ہر شب چنے گلِ شب بو
بہارِ عیش میں گلچیں کی طرح سے گلگیر

ہنسے چراغ تو ایسے ہنسی میں پھول جھڑیں ۔۔۔ حیا سے رنگِ گلِ آفتاب ہو تغئیر (۱۹)

رہے ہی چرخ پہ ہر صبح جوں صبوحی کش ۔۔۔ بایں درازیِ ریش آفتاب ساغر گیر (۲۰)

عجب نہیں ہی کہ آرائشِ زمانہ سے ۔۔۔ حنائی پنجہ ہوں تاک و چنار و بید انجیر (۲۱)

چمن میں ہی یہ درختانِ سبز پر جوبن ۔۔۔ کہ زہر کھاتے ہیں سبزانِ خطۂ کشمیر (۲۲)

نہ کیونکہ دیکھ کے گلشن کو یہ پڑھوں مطلع ۔۔۔ کہ آئے ہی نظر اک قدرتِ خدائے قدیر (۲۳)

مطلع

ظہورِ نرگس و گل جلوۂ سمیع و بصیر
نسیمِ نکہتِ گل مظہر و لطیف و خبیر (۲۴)

تمیمِ عیش سے ہی یہ زمانہ عطر آگیں ۔۔۔ کہ قرصِ عنبر اگر ہی زمیں تو گرد عبیر (۲۵)

حمل سے حوت تلک جابجا ہیں تصویریں ۔۔۔ بنا ہی عالمِ بالا بھی عالمِ تصویر (۲۶)

جہات ستہ سے بزم جہاں ہی وسعت خواہ ۔۔۔ کہ ہی ہجومِ نشاط و سرورِ جمِّ غفیر (۲۷)

زمانہ دشمنِ عشرت کا اس قدر قائل ۔۔۔ مہِ صیام کو دیکھے نہ کوئی بے شمشیر (۲۸)

ق

ہوا ہی مدرسہ یہ بزمگاہِ عیش و نشاط ۔۔۔ کہ شمس بازغہ کی جا پڑھیں ہیں بدرِ منیر (۲۹)

اگر پیالہ ہی صغریٰ تو ہی سبو کبریٰ ۔۔۔ نتیجہ یہ ہی کہ سرمست ہیں صغیر و کبیر (۳۰)

زمینِ میکدہ یہ خندۂ نشاط انگیز ۔۔۔ کہ لائے مے سے ہو دیوارِ قہقہا تعمیر (۳۱)

دیا ہی رنج کو دھو تیرے غسلِ صحت نے ۔۔۔ ضمیرِ خلق سے اے بادشاہِ پاک ضمیر (۳۲)

عجب نہیں یہ ہوا سے کہ مثل نبضِ صحیح ۔۔۔ کرے اگر حرکت موجِ چشمۂ تصویر (۳۳)

شہنشہا ترے یمنِ شفائے کامل سے ۔۔۔ جو لا علاج مرض تھے وہ ہیں علاج پذیر (۳۴)

کہ چوبِ گل کو اگر ماریں بید مجنوں پہ ۔۔۔ تو صورتِ بشرِ ہوشمند خوش تقریر (۳۵)

اشارہ فہم ہوا ایسا کہ وہ بیان کرے ۔۔۔ زبانِ برگ سے گونگوں کے خواب کی تعبیر (۳۶)

جو میلِ کحلِ بصارت ہو کلکِ خطِ غبار ۔۔۔ تو چشمِ دائرۂ عین بھی ہو چشمِ بصیر (۳۷)

نہ موجِ مے کو ہو پیچش نہ شیشہ لے ہچکی ۔۔۔ گئی جہاں سے یہ بیماریِ فواق و زحیر (۳۸)

(۳۹) نہ برق کو تپ لرزہ نہ ابر کو ہوزکام — نہ آب میں ہو رطوبت نہ خاک میں تبخیر

(۴۰) بدل گئی ہو حلاوت سے تلخیِ دارو — شرابِ تلخ بھی ہو میکشوں کو شکّر و شیر

(۴۱) قوی ہو قوّتِ تاثیر سے دوائے طبیب — غنیِ قبول کی دولت سے ہو دعائے فقیر

ق

(۴۲) شکستِ دل کو ترے یمن تندرستی سے — کرے درست اگر مومیائیِ تدبیر

(۴۳) تو موئے کاسۂ چینی کو چارہ سازِ قضا — نکالے کاسۂ چینی سے مثلِ موئے خمیر

(۴۴) کھجائے سر جو کبھی مفسدانِ سرکش کا — علاجِ خارشِ سر ہو بناخنِ شمشیر

(۴۵) بنا ہو نقش شفاخانۂ ہزار شفا — ہر ایک خانۂ تعویذ صاحبِ تکبیر

(۴۶) ہر ایک اسمِ عزیمت میں اسمِ اعظم ہو — ہر ایک نسخہ شفا میں ہو نسخۂ اکسیر

(۴۷) رہا نہ کوئی گرفتارِ رنج عالم میں — چھٹے جو تیرے تصدق میں مجرمانِ اسیر

(۴۸) شہا ہو دم سے ترے زندگانیِ عالم — یہ تیرا دم ہو وہ اعجازِ عیسوی تاثیر

(۴۹) مثالِ خضر تو ہو رہنمائے ملّت و دیں — جہاں میں پیر ہو پر ہو کرامتوں سے پیر

(۵۰) تو وہ ہو حامیِ دُنیا و دیں زمانہ میں — کہ تجھ سے زیب ہو دُنیا کو دین کو توقیر

(۵۱) کیا شہانِ سلف نے مسخّر ایک جہاں — کئے ہیں تو نے شہنشاہِ دو جہاں تسخیر

(۵۲) سحر سے شام تلک زرفشاں ہو پنجۂ مہر — نثار کرتا ہو ہر روز ایک گنجِ خطیر

(۵۳) فلک پہ کرتا ہو ہر شب ادا جو سجدۂ شکر — نشانِ سجدہ ہو زیبِ جبینِ ماہِ منیر

(۵۴) یہ روز بہ سے ترے ہو جوان جہانِ کہن — کہے نہ کوئی دوشنبہ کو بھی جہاں میں پیر

(۵۵) حیات بخش جہاں تیرا مژدۂ صحّت — جو بخشے خلق کو عمرِ طویل و عیشِ کثیر

(۵۶) ہزاروں سال سیر ہر صدی نکال کے دانت — ہنسیں اجل پہ جوانوں کی طرح مردمِ پیر

(۵۷) جہاں کو یوں تری صحت کے ساتھ ہو صحت — صحیح جیسے کہ قرآں ہو مع تفسیر

(۵۸) یہ وہ خوشی ہو کہ فربہ ہوں جس سے روز بروز — ہلالِ بست و ہنم کی طرح بدن کے حقیر

پڑھوں ثنا میں تری اب وہ مطلعِ روشن | کہ جس کا مطلعِ خورشید بھی نہ ہووے نظیر (۵۹)

مطلع
شہنشہا وہ تری روشنی رائے منیر
عقولِ عشرہ کے انوار جس کے عشرِ عشیر (۶۰)

جو ہو نہ تابعِ امرِ تشاوِرْھُمْ فِی الْاَمْر | تو عقلِ کل کو کرے تو نہ ہرگز اپنا مشیر (۶۱)
جو ہیں نکات و معانی بشر کے فہم سے دور | وہ تیرے ذہن میں موجود سب قلیل و کثیر (۶۲)
اگر ہے سہو کو کچھ دخل حافظہ میں تو یہ | نہ اپنا یاد ہے احساں نہ اور کی تقصیر (۶۳)
حیا ہے گر متعلق تری نگاہ کے ساتھ | تو ہے ضمیر کی جانب تری صفا کی ضمیر (۶۴)
تیرا تو سیئہ بھی ہے یوں ہی داخلِ حسنات | کہ جیسے صحبتِ اصحابِ کہف میں قطمیر (۶۵)
کرے ہے سلبِ تغیر کو ذاتِ حادث سے | زمانہ عدل سے تیری یہ اعتدال پذیر (۶۶)
مجال کیا کہ ترے عہد میں شرر کی طرح | اٹھائیں سر کو شرارت سے سرکشانِ شریر (۶۷)
ہوا میں آکے جو کرتا ہے سرکشی شعلہ | تو چٹکیاں دلِ آتش میں لے ہے آتشگیر (۶۸)
ترے نسق سے جو بالکل رہی نہ خونریزی | لڑائیوں میں کہیں پھوٹتی نہیں نکسیر (۶۹)
جو پہنچے بت کدہ میں تیرا شورِ دینداری | بلند نالۂ ناقوس سے بھی ہو تکبیر (۷۰)
کیا یہ کفر کو اسلام نے ترے معدوم | کہ کوئی زلفِ بتاں پر نہ کرسکے تکفیر (۷۱)
جہاں میں چشمِ سیہ مستِ یار کا ہو یہ رنگ | جو میکشوں کو ترا احتساب دے تعزیر (۷۲)
پڑے گلے میں رسن خطِ سرمہ سے اُس کے | رہے مدام وہ گردش میں از پئے تشہیر (۷۳)
وہ برقِ قہرِ خدا تری تیغِ آتش دم | کہ جس کی آنچ ترے دشمنوں کو نارِ سعیر (۷۴)
جو ہے خدنگ کا ترے نشانہ چشمِ حسود | تو ہے تفنگ کا تیرے دلِ عدو نخچیر (۷۵)
ترے نہیب سے ہوں شکلِ فلسِ ماہی الگ | کریں نہ حلقۂ جوہر رفاقتِ شمشیر (۷۶)
جو تیر نکلے کماں سے تری وہ ہو جائے | طلب میں جانِ عدو کی رواں قضا کا سفیر (۷۷)
ترے ہی خامۂ طغرا نگار میں یہ زور | ق | جو کھینچے اک روش خطِ منحنی وہ لکیر (۷۸)

(۷۹) تو اس سے ایسی ہوں اشکالِ ہندسی پیدا — مثادے دیکھ کے اقلیدس اپنی سب تحریر

(۸۰) وہ روشنی ترے خط میں کہ ابنِ مقلہ اگر — ق — لگائے آنکھوں سے سرمہ کی جا تری تحریر

(۸۱) تو ہو یہ نورِ بصارت کہ پڑھ لے حرف بحرف — جو ہووے لوحِ جبیں پر نوشتۂ تقدیر

(۸۲) رقم میں گر ترے اوصاف کے قصور کرے — زبانِ خامہ عطارد کی ناک میں دے تیر

(۸۳) ترا سمند ہے وہ تیز رو کہ وقتِ خرام — نظر ہو دیدۂ زرقا کی بھی نہ اُس کی نظیر

(۸۴) کہ سیرگاہ ہے اُس کی تو راہِ یک روزہ — اور اس کا شرق سے تا غرب عرصہ گاہ مسیر

(۸۵) ترے جو فیل کی تعریف خسروا لکھوں — کروں حکایتِ شیریں و کوہ کن تحریر

(۸۶) کہ فیل کوہ کجک تیشہ فیلبان فرہاد — وہ دونوں دانت صفا ایک ایک جوئے شیر

(۸۷) چلے نہ اشرفیِ آفتاب عالم میں — خطِ شعاع سے اُس پر جو یہ نہ ہو تحریر

(۸۸) ابوظفر شہِ والا گہر ہما درشہ — سراجِ دینِ نبی سایۂ خدائے قدیر

(۸۹) شہِ بلند نگہ شہریارِ والا جاہ — خدیوِ مہر کلہ خسروِ سپہر سریر

(۹۰) جہاں مسخر و عالم مطیع و خلق مطاع — فلک مؤید و اختر معین و بخت نصیر

(۹۱) زمیں ہو سبز جو تیرے سحابِ بخشش سے — تو بوٹی بوٹی سے ہر خاک کی بنے اکسیر

(۹۲) بچشمِ مہر اگر تیرا نیرِ اقبال — ق — کرے نگاہ سیرابجو و آبِ غدیر

(۹۳) تو فلس فلس سے ہو ماہیوں کے وقتِ شکار — نگینِ دستِ سلیماں بدستِ ماہی گیر

(۹۴) نہ ہے ثنا کے لیے تیرے اختتام و تمام — نہ ہے دُعا کے لیے تیری انتہا و اخیر

(۹۵) مگر یہ ذوقِ ثنا سنج مدح خواں تیرا — غلامِ پیرِ کہن سال ایک فقیرِ حقیر

(۹۶) کرے ہے دل سے دُعا یہ سدا فقیرانہ — سُنا ہے جب سے کہ رحمِ خدا دعائے فقیر

(۹۷) الٰہی آب پہ تا ہو زمیں زمیں کو ثبات — زمیں پہ تا ہو فلک اور فلک کو ہو تدویر

(۹۸) فلک پہ چھوڑے نہ تا دامنِ مسیح حیات — زمیں پہ خضر کی تا ہو فنا نہ دامنگیر

(۹۹) عطا کرے تجھے عالم میں قادرِ قیوم — بجاہ و دولت و اقبال و عزت و توقیر

تنِ قوی و مزاجِ صحیح و عمرِ طویل | سپاہ وافر و ملک وسیع و گنجِ خطیر (۱۰۰)

قصیدہ نمبر ۲

ہیں مری آنکھ میں اشکوں کے تماشا گوہر | اک گہر دیکھو تو ہوں کتنے ہی پیدا گوہر (۱)
نظرِ خلق سے چھپ سکتے نہیں اہلِ صفا | تۂ دریا سے چمک کر نکل آیا گوہر (۲)
رزق تو درخورِ خواہش ہی پہنچتا سب کو | مرغ کو دانہ ملا ہنس نے پایا گوہر (۳)
پاک دنیا سے ہیں دنیا میں ہیں گو پاک سرشت | غرق ہی آب میں پر تر نہیں اصلا گوہر (۴)
ہی دلِ صاف کو عزلت میں بھی گردوں سے غبار | گرد آلودِ یتیمی ہوا تنہا گوہر (۵)
کورِ باطن کو ہو کیا جوہرِ دانش کی شناخت | کہ پرکھتا نہیں جز دیدۂ بینا گوہر (۶)
غیرِ پُرمایہ نہ کم مایہ سے ہو ضبطِ ہوس | بہہ گیا ژالہ ہوا آگ کے نہ پگلا گوہر (۷)
جوہرِ خوب کو درکار ہی آرائشِ خوب | خوب تو آب کی خوبی سے ہی ٹھہرا گوہر (۸)
سرکشی کرتے ہیں بے مغز نہ پرمغز و قار | جز حباب آب سے سر کھینچے نہ بالا گوہر (۹)
ربط ناچیز سے کرتے ہیں کوئی پاک نہاد | ہو نہ ہم صحبتِ تارِ رگِ خارا گوہر (۱۰)
دل خراش اور ہی طاقت دہِ دل ہی کچھ اور | کہ نہ گوہر کبھی ہیرا ہو نہ ہیرا گوہر (۱۱)
فیض کو عالمِ بالا کی ہی شرط استعداد | قطرہ یک جا ہی طبا شیر ہی یک جا گوہر (۱۲)
صدق اور کذب پہ ہر نکتہ کے ہی شرطِ نظر | کور کیا جانے یہ سچا ہی کہ جھوٹا گوہر (۱۳)
صاف باطن کی ہو جب قدر کہ ظاہر ہو درست | مول بھی ٹوٹ گیا صاف جو ٹوٹا گوہر (۱۴)
ہوتی غربت میں اگر قدر نہ خوش جوہر کی | تو کبھی کان سے باہر نہ نکلتا گوہر (۱۵)
خلشِ خارِ جنوں سے ہی پروتا کیا کیا | ہر قدم پر قدمِ آبلہ فرسا گوہر (۱۶)

(۱۷) دلِ عاشق میں کرے کیونکہ نہ آنسو سوراخ
اسی الماس سے جاتا ہو یہ بیندھا گوہر

(۱۸) ذوقؔ موقوف کر اندازِ غزل خوانی کو
ڈھونڈ اس بحر میں اب تو کوئی اچھا گوہر

(۱۹) غوطہ دریائے سخن میں ہو لگانا بہتر
آگے تقدیر سے خرمہرہ ملے یا گوہر

(۲۰) اثرِ مدح سے اُس خسروِ دریادل کے
کر سخن قابلِ گوشِ دلِ دانا گوہر

(۲۱) وہ بہادر شہِ غازی کہ برنگِ نیساں
روز برسائے ہو ابرِ کرم اُس کا گوہر

(۲۲) جشن سے اُس کے ہو اک فیض کا دریا جاری
بہتے پھرتے ہیں برنگِ کفِ دریا گوہر

(۲۳) زیور آرا ہوں اگر آج چمن میں گل و سرو
بیضۂ قمری و بلبل ہوں عجب کیا گوہر

(۲۴) پہونچے گر گوشِ صدف تک یہ نویدِ عشرت
اتنا بالیدہ بخود ہو کہ ہو مینا گوہر

(۲۵) کہتا ہو قطرۂ نیساں بھی کہ اس دور میں کاش
ہوتا میں دانۂ انگور نہ ہوتا گوہر

(۲۶) جدولِ آب میں کثرت سے حبابوں کے بھرے
مانگ میں مثلِ بتِ خویشتن آرا گوہر

(۲۷) ٹوٹا ہو کشمکشِ عیش سے جو صبح کا ہار
بکھرے شبنم سے ہیں گلزار میں کیا کیا گوہر

(۲۸) گلِ بشگفتہ میں یہ قطرۂ باراں سے بہار
بھر دیئے درجِ یاقوت میں گویا گوہر

(۲۹) موجِ گوہر میں بھی ہو طرزِ تبسم پیدا
کوئی دم میں وشِ غنچہ ہنسنے گا گوہر

(۳۰) رُخِ گلرنگ پہ ساقی کے عرق کا قطرہ
کیا تماشا ہو کہ بن جائے ہو مونگا گوہر

(۳۱) قطرۂ آب لطافت سے ہو ٹپکا پڑتا
گوشِ خوبانِ سمنبر میں مصفا گوہر

(۳۲) مدح حاضر میں کروں میں کوئی مطلع تحریر
آج ہو خامہ مرا منہ سے اُگلتا گوہر

(۳۳) مطلع
آج وہ دن ہو کہ ای خسروِ والا گوہر
کوہ دے نذر تجھے لعل تو دریا گوہر

(۳۴) بحر و بر میں ہو شہا تیری جہتیائے نثار
سیم سے زر تلک اور لعل سے لے تا گوہر

(۳۵) ہو ترے فیضِ قدم سے جو زمیں گوہر خیز
ہو نصیبِ صدفِ نقشِ کفِ پا گوہر

(۳۶) مشتری کہتے ہیں جس کو وہ اُٹھا لایا چرخ
ٹوٹ کر جو تیرے سمن سے گرا تھا گوہر

صبحِ اقبالِ سعادت کا ستارہ چمکا | جو ترا طرۂ دستار کا چمکا گوہر (۳۶)

تیرے آویزۂ سرپیچ کا ای قبلۂ خلق | صاف قندیل در مسجدِ اقصا گوہر (۳۷)

حلبِ خلق میں ہی سینہ ترا آئینہ | عدنِ علم میں ہی قلبِ مصفّا گوہر (۳۸)

پرورش دیوے چمن کو جو ترا ابرِ کرم | موتیا میں عوضِ غنچہ ہو پیدا گوہر (۳۹)

ماہ گہنے کے لیئے ہی نہ کہ گہنے کے لیئے | تیر کنٹھے کا کہوں کیا ہے زیبا گوہر (۴۰)

دُرفشانی سے تری اتنے گہر ہیں ارزاں | لکھتے ہیں نسخۂ مفلس میں اطبّا گوہر (۴۱)

عکس سے نیّر اقبال کے دریا میں ترے | ق | ای محیطِ کرم و جود کے یکتا گوہر (۴۲)

آبِ گوہر ہو تہ آب یہ اعجاز نما | کفِ دریا کو بنائے ید بیضا گوہر (۴۳)

کوہ کا زہرہ کرے آتے ہی ہیبتِ عدل | گر یہ سُن پائے کہیں سنگ نے توڑا گوہر (۴۴)

طبعِ نازک پہ تری بارِ گہر ہو جو گراں | پوست سے بیضہ ماہی کے ہو ہلکا گوہر (۴۵)

آبِ دریائے کرم سے جو ہو تیرے سیراب | ابرِ مردہ سے برسنے لگیں کیا کیا گوہر (۴۶)

آج محفل میں تری وہ گہرافشانی ہی | لگنِ شمع میں ہیں آنسوؤں کی جا گوہر (۴۷)

دستِ فراش میں جاروب ہی ریشِ فرعون | فرش پر تیلیوں میں اُلجھے جو صدہا گوہر (۴۸)

تیرے دورانِ حفاظت میں کہاں سیخ وگزند | حق میں بیمار کے بتخالہ ہی لب کا گوہر (۴۹)

افعیِ زلف کے کاٹے کو ہی جوں مُہرۂ ماہ | گوشِ خوبانِ سمنبر میں مصفّا گوہر (۵۰)

سینہ صافی کا تری ایک ہی نقشہ دریا | دلِ روشن کا ترے ایک نمونہ گوہر (۵۱)

نقرۂ خنگ ترا ایسا بہ رنگ شفاف | روبرو جس کی صفائی کے ہو میلا گوہر (۵۲)

غرقِ دریائے جواہر میں ہی وہ کوہِ گراں | گل ہیں جھنڈی کے جھڑاں لعل پسینا گوہر (۵۳)

پیل تیرا ہی بلندی میں فلک سے افزوں | جھول میں جس کے ہیں انجم سے زیادہ گوہر (۵۴)

لیکے خرطوم میں جو آب ہو وہ قطرہ فشاں | دیوے جوں ابرِ بہاراں ابھی برسا گوہر (۵۵)

ہی ترے قطرۂ پیکاں سے دمِ بارشِ تیر | جگرِ چاکِ عدو میں صدف آسا گوہر (۵۶)

(۵۸) تیرا نیزہ ہے وہ طائر کہ عوض دانہ کے — مہرۂ پشت سے دشمن کے ہے چنتا گوہر
(۵۹) شعلۂ برقِ غضب سے ترے شاہا ترآب — مثلِ مریخ ہر اک سُرخ ستارہ گوہر
(۶۰) مُہرداروں میں ہے دربار کے گر نامِ عقیق — آبداروں میں ہے سرکار کے ادنیٰ گوہر
(۶۱) گرجے گردوں کی طرح سے وہ بآوازِ مہیب — جوہری جس کو کہ بتلائے ہے گرجا گوہر
(۶۲) ہو تری کلکِ کرم جبکہ شہا گوہربار — جیم محتاج کے دامن میں ہو نقطہ گوہر
(۶۳) نقطۂ قافِ قلم سے جو ہو تیرے ہمسر — قاف تک قاف سے ہو بیضۂ عنقا گوہر
(۶۴) سینہ صافی سے تری ہووے صفا ایسی عام — دلِ کافر میں بھی ہو خالِ سویدا گوہر
(۶۵) ہو جو روشنگرِ عالم ترا نورِ دانش — موئے چینی میں پرویا کرے اعمیٰ گوہر
(۶۶) خسروا میں جو کہوں سب ترے اوصافِ نکو — تو سدا مونہہ سے مرے پھول جھڑیں یا گوہر
(۶۷) ذوق کرتا ہے دعایہ پر اب ختمِ سخن — تا کہ ہو سنگ سے لعل آب سے پیدا گوہر
(۶۸) تا رہے پنجۂ خورشید پہ ہر روز طلا — تا گرہ میں رکھے شب عقدِ ثریا گوہر
(۶۹) دانۂ انجم گردوں سے پروئے جب تک — رشتۂ کاہکشاں میں شبِ یلدا گوہر
(۷۰) جب تلک جوشِ بہاراں سے ہو لے دمِ صبح — ٹانکے شبنم سے سرِ دامنِ صحرا گوہر
(۷۱) ہر برس جشن ترا تجھ کو مبارک ہووے — برسیں نیسانِ کرم سے ترے شاہا گوہر
(۷۲) دوستوں کو ہو ترے گنج گہر روز نصیب — ہو نہ جز اشک سرِ دامنِ اعدا گوہر

قصیدہ نمبر ۸

ذوق نے یہ قصیدہ اکبر شاہ ثانی کی مدح میں لکھا تھا نظرِ ثانی کی نوبت نہیں آئی

(۱) قلم جو صفحۂ کاغذ پہ ہووے نکتہ نگار — تو اپنے نقش مٹا دیں جہاں کے جادو کار
(۲) سخن وروں نے جو باندھے سخن کے ہیں نگ — زباں سے اس کی ہیں وابستہ اُن کے سب اسرار

سوار توسنِ دستِ رواں پہ ہووے یہ جب — کرے قلمروِ معنی کو دم میں باج گزار (۳)

جو شاخِ سدرہ پہ بیٹھا ہو طائرِ مضموں — تو اُڑ کے صورتِ شاہیں کرے یہ اُس کو شکار (۴)

زبانِ تیغِ نگہ سے کیا فسوں شاید — کہ اس پہ اُڑ کے مضامیں ہیں کرتے جی کو نثار (۵)

ہیں دستِ بستہ کھڑے چاہوں باندھ لوں جس کو — کہ لفظ و معنی و مضموں ہیں بے شمار و قطار (۶)

ہے کرتی کام جہاں جاکے اُس کی نوکِ زباں — قلم دبیرِ فلک کا ہے واں پڑا بے کار (۷)

سخن زباں پہ ہے اور ہے نگاہ دل دل پر — کہ سو ہیں دل تو ہر ایک کی ہے اپنی اپنی بہار (۸)

سخن شناس اُنھیں دیکھ کر یہ کہتے ہیں — کہ جو گہر ہے وہی اس میں ہے دُرِ شہوار (۹)

کروں میں اس کو مگر کیا کہ مشتری نہ رہے — متاعِ بخت کو بیچوں جو میں تو کس بازار (۱۰)

شرابِ دَور سے دل ہو گیا ہے مست ایسا — کہ شام روزِ جزا تک نہ جس کا اُترے خمار (۱۱)

بنائے ناوکِ تقدیر خاک تو وہ جسے — بچا سکے اُسے کیا خاک بُلبُلے کا حصار (۱۲)

ہزار درد اسے بیدردیِ زمانہ دکھائے — زباں پہ لایا نہ لائے گا شکوہ یہ زنہار (۱۳)

میں لایا سینہ میں تھا دل کی جا پہ آئینہ — ق — کہ اہلِ دل اسے سمجھیں گے مطلع الانوار (۱۴)

سو اُس کو توڑا ہے لوگوں نے سنگِ باراں سے — میں کہتا تھا کہ گہربار ہوں گے یا گلبار (۱۵)

صفا کا اُس کے ایک ادنیٰ سا وصف یہ دیکھو — غبارِ غیر کی خاطر میں ہو تو اس پہ ہے بار (۱۶)

میں آبگینہ کے آگے ہوں آپ شرمندہ — کہ ایک بات سے پڑتے ہیں بال اس میں ہزار (۱۷)

مگر تردّدِ ایام کیوں کروں اے چرخ — نہیں رہا تری گردش سے کچھ مجھے سروکار (۱۸)

لے آیا حُسنِ مقدر اُس آستاں پہ مجھے — کہ سجدہ کرتے ہیں جھک جھک کے جس پہ لیل و نہار (۱۹)

سحابِ جود سے اُس کے زمانہ ہے گلشن — نہالِ ابرِ کرم اُس کے ہیں صغار و کبار (۲۰)

یہ سُن کے مجھ سے کہا طبع نے کہ اے ناداں — کچھ اُس کے نام کی تصریح بھی تو ہے درکار (۲۱)

ہے اُس کے نام کا لینا بھی یوں تو بے ادبی — کہ چشمہ پاس نہ دریا نہ ابرِ دریا بار (۲۲)

سو میں زباں کو گیا لیکے دل کے دریا میں — مذاقِ آبِ گہر میں ہلا لیا کئی بار (۲۳)

(۲۴) اور اُس کے بعد ہوں کہتا کہ نامِ پاک ہے وہ — جسے نمازوں میں لیتے ہیں سب پکار پکار

(۲۵) خدا کا سایہ ہے۔ اور نائبِ رسولِ خدا — محمد اکبر عالم نواز و عرش وقار

(۲۶) ملک صفات و فرشتہ سیر ولی خصلت — بدیں پناہ و بدل ولتے بہ رخ انوار

(۲۷) خدا شناس و طریقت نما۔ حقیقت بیں — بدست جود ہے دریا۔ بہ تمکنت کہسار

(۲۸) نہ حقِ وصف ہو اُس کا ادا کبھی لب سے — زباں بہر سرِ مو آ کے گر کرے گفتار

(۲۹) ہوا ہوں لیکے میں حاضر یہ تہنیت کے پھول — کہ اور پاس نہ رکھتا تھا کچھ برائے نثار

(۳۰) شہا! ہے آج اُسی شاہزادہ کی شادی — جہاں میں جو ہے جہانگیرِ شاہِ نیک اطوار

(۳۱) وہ شاہزادہ ہے پر ہے ابھی سے شاہ نشاں — وہ شاہزادہ جواں ہے و لے کہن کردار

(۳۲) پڑھوں حضور میں ایک مطلعِ دعائیہ — قبول جس سے دعائیں ہوں بر سرِ دربار

(۳۳) مطلع

شہا خدا سے یہی ہے مری دعا ہر بار
کہ شادیاں ہوں شبستاں میں تیرے لیل و نہار

(۳۴) شکوہ شادیٔ شہزادہ کس زباں سے کہوں — کہ جوں شگافِ قلم بند ہیں لب اظہار

. . . .

(۳۵) جو لکھنے بیٹھا میں سا چق کا وصفِ آرائش — تو نکلا خامہ سے جو حرف تھا خطِ گلزار

(۳۶) یکایک اُتریں پرستاں سے آن کر پریاں — ہوئیں جو تختِ ہوائی پہ ناچنے کو سوار

(۳۷) ہجومِ عیش و طرب اس قدر زمیں پہ ہوا — دبیرِ چرخ سے بھی ہو سکا نہ اُس کا شمار

(۳۸) یہ لعبتانِ فلک پر ہوا خوشی کا جوش — سہاگ گانے لگی زہرہ بن کے موسیقار

. . . .

(۳۹) شبِ برات کی وہ روشنی کہ صلِّ علےٰ — ہو روزِ عید اگر آئے سامنے شبِ تار

(۴۰) جو ٹٹیوں پہ ہوئی روشنی تو شور اُٹھا — فلک نے کھینچی زمیں پر ستاروں کی دیوار

(۴۱) دیا ہے لا یا ارسطو طلسم یوناں سے — کھلا یا سدِ سکندر میں چین کا گلزار

لگے ستاروں کو جب آگ دینے آتشباز	تو بولے اہلِ نظر دیکھنا ہے طرفہ بہار	(۴۲)
یہ دیں گے آگ کا دانہ جب اپنے موروں کو	تو آکے ہو ویں گے طاؤسِ خلدان پہ نثار	(۴۳)
جب اک طرف کو لگی جگمگانے چادرِ گنج	زمیں پہ سب کو نظر آئی آسماں کی بہار	(۴۴)
ہمارے کانوں کے پردے تو اُڑ گئے اُس دم	پٹاخے کرنے لگے چھٹ کے جب بہم تکرار	(۴۵)
پکارے سب کہ قواعد ہے فوج میں شاید	کہ فیر اُڑا رہے ہر صف میں ہیں قطار قطار	(۴۶)
عجب تماشا ہوا پتلیوں کو جب دی آگ	کہ ناچنے لگے مل کر ثوابت و سیّار	(۴۷)
ہوائی کہتی تھی جا کر شہابِ ثاقب سے	کہ تو زیادہ ہے یا میں فزوں ہوں آتش بار	(۴۸)
ہیں ابرِ طور سے برسے زمیں پہ نور کے پھول	زمیں تو تودۂ گل ہے گی آسماں گلبار	(۴۹)

اب اس دعا پہ قصیدہ کو ختم کرتا ہے ذوق	کہ دوست تیرے سرافراز اور عدو ہوں خوار	(۵۰)
پر اس ہوس کی ابھی چھٹ رہی ہے مہتابی	قلم میں سالِ عروسی کا پھول دیوے بہار	(۵۱)
اسی خیال میں تھا دیکھتا خدا کی طرف	کیے خموشی فکرت نے والبِ گفتار	(۵۲)
کہو میرا لبِ بستہ سے شادی فرزند	مبارک آپ کو ہوا ہے شہِ سپہر وقار	(۵۳)

۲۲+۳۰	جو ہو ویں اُس کے ہوا خواہ وہ رہیں سرسبز ہوں اُس کے دشمنِ بدکیش خالدًا فی النار	۱۱۹۳ / ۳۲ / ۱۲۲۵ (۵۴)

قصیدہ نمبر ۹

ہے وہ جانِ دارو سے مرنا نفع اعضا و حواس	کہ دل مردہ ہو زندہ تن بے حس حسّاس	(۱)
قطرۂ مے سے ترقی ہو اس خمسہ	یوں ہو جس طرح کہ اک نقطہ سے ہوں پانچ پچاس	(۲)
ہووے اس روغن کبریت سے مثل زر سرخ	رنگِ رخسار جو کلفت سے ہو ہمرنگِ نحاس	(۳)

(۴) خشک مغزوں کو جو ہو بوئے گلاب اس کی بو — تر دماغ اتنا ہو دم لینے نہ دے فرطِ عطاس

(۵) قلبِ ہیئت اگر اس سے نہ بالکل ہو تو کیوں — قلبِ انساں میں تہوّر سے مبدّل ہو ہراس

(۶) اُس کی دولت سے عجب کیا دلِ مفلس ہو غنی — کہ یہ ہی شربتِ دینار علاجِ افلاس

(۷) دیوے ساقی جسے اک جام تو دعوے سے کہے — آج جو پاس ہے میرے نہیں جمشید کے پاس

(۸) اللہ اللہ رے تری مستی و بالا دستی — شب کہے مست کہ کر لو لیِ گردوں سے مساس

(۹) سلسبیل آ کے اگر خلد سے ہو آبِ سبیل — کہے مے نوش کہ بجھتی ہے کوئی اُس سے پیاس

(۱۰) زندگانی سے ہے مقصود شراب و ساقی — اور باقی تو ہے سب وہم و خیال و وسواس

(۱۱) زندگی چند نفس ہے کہو زاہد سے کہ تو — پاس کر عیش کا کیا کرتا ہے پاسِ انفاس

(۱۲) بیٹھ گوشہ میں تو چھوڑ کے اس جلسہ کو — دیکھ رندانِ خراباتِ نشیں کا اجلاس

(۱۳) مے نہیں برقعِ مینا میں مگر جلوہ فروز — کوئی خورشید لقا ہے شفقی رنگ لباس

(۱۴) اے خنک تے ل کبھی تو اس سے ہو سرگرمِ نشاط — غم کو جا دل میں نہ دے جی کو نہ رکھ اپنے اُداس

(۱۵) دِل جو گھر غم کا ہو گیا اس میں ہو سرمایۂ عیش — وہ مثل ہے کہ کہاں گھونسلے میں چیل کے ماس

(۱۶) دل پُر وسوسہ کی ہوتی ہے مے سے واشد — کھلتا ہے ہاتھ سے ساقی کے ہی قفلِ وسواس

(۱۷) میں یہ کہتا ہی تھا جو دل نے مرے مجھ سے کہا — توبہ کر توبہ نہ کر اتنی زیادہ بکواس

(۱۸) ایسے مردار بد افعال کا تو نام نہ لے — حامی شرع ہے وہ بادشہِ پاک انفاس

(۱۹) شاہِ دیندار بہادر شہِ غازی جس نے — خانۂ توبہ و تقوےٰ کو کیا محکم اساس

(۲۰) دور میں اُس کے ہو گر مرتکبِ مے کوئی — کرے ہر قطرہ کلیجے میں خراشِ الماس

(۲۱) مے اگر آبِ بقا بھی ہو تو ہو وہ زہراب — جس کے پینے سے ہو جینے ہی سے میخوار کو یاس

(۲۲) دھو وے اس عہد میں گر زخم کو مے سے جرّاح — تو رہے حشر تلک سوزش و درد و آماس

(۲۳) کہتے اس آبِ شر انگیز کو ہیں آج بشر — کہ یہ روغن ہے سرِ آتشِ شرِّ خنّاس

(۲۴) آنہ باقی رہے مے اور نہ مے میں مستی — توڑتا سنگِ نمک سے ہے وہ شیشہ کا گلاس

احتساب اس کا جو دے سنگ پہ شیشہ کو ٹیک
تو صدا ہو نہ بلند اُس سے بجز حمد و سپاس (۲۵)

مدح حاضر میں پڑھوں اُس کے کوئی مطلع میں
کہ سخن فہم و سخنور کا ہے وہ قدر شناس (۲۶)

مطلع

نطق شیریں وہ ترا شہد کہ ہر درد کو راس
شان میں جس کے شہا فیہِ شفاءُ النّاس (۲۷)

ہندوی زلف کے ہے پاس سدا مصحفِ رُخ
عہد میں تیرے ہے کافر کو بھی اسلام کا پاس (۲۸)

مومیائی ہو حمایت تری حق میں اُس کے
سخت گیری سے فلک توڑے کسی کی گر آس (۲۹)

بوٹی اکسیر کی اور پارس اگر ہاتھ آئے
بل بے ہمت ترے نزدیک پتھر ہے وہ گھاس (۳۰)

چمنِ دہر میں نرگس بھی تری بخشش سے
رکھتی اک کاسۂ زر ہے اور اک سیمیں طاس (۳۱)

کیا عجب فیض سے گر ابرِ کرم کے تیرے
بید مجنوں میں ہو پیدا ثمرِ سیب و گلاس (۳۲)

تیری شمشیر کے آگے نہیں رکھتی ہرگز
مغربی تیغ مہِ نو کی شہا زہرۂ داس (۳۳)

فیضِ تعلیم سے تیرے ہو جو منکر انساں
احمق النّاس اُسے جانیے بلکہ نسناس (۳۴)

لوحِ تقدیر کے لکھے کو پڑھے حرف بحرف
تربیت سے ترے اُمّی بھی ہو یہ حرف شناس (۳۵)

یوں ترا حاسدِ پرعیب ہے عالم میں حقیر
اسپِ بدفال کوئی جیسے میانِ نخاس (۳۶)

دیکھے آہو کو جو ضیغم تو وہیں عدل ترا
ڈھانک دے آنکھوں کو اُس کی پئے گاوِ خراس (۳۷)

زہے خورشید کے طالع کہ شعاعِ خورشید
دمِ تزئیں تیرے گھوڑے پہ لگے جائے قطاس (۳۸)

ایسا چالاک کہ اس طرح سے اُڑ جاتا ہے
جس طرح عاشقِ دل باختہ کے ہوش و حواس (۳۹)

پہنچے اُس رخشِ فلک سیر زمیں پیما کو
نہ منجّم کا خیال اور نہ مہندس کا قیاس (۴۰)

تیرا ہاتھی ہے فلک کا کہکشاں ہے خرطوم
کان دو نو مہ و خور دُم ہے ذنب سر ہے راس (۴۱)

ذنب و راس وہ جن سے ہوں سیہ بخت عدو
ماہ و خور وہ کہ ہوا خواہ ہوں دشمنِ نعاس (۴۲)

رنگ ہاتھی کا سیہ اور وہ دانت اُس کے سفید
کہتا ہے دیکھ کے ظلمت و نور اپنا قیاس (۴۳)

طرفہ صنعت سے لپیٹا ہے شبِ یلدا نے
صفحۂ صبح منوّر کو مثالِ قرطاس (۴۴)

(۴۵) ختم کرتا ہے سخن ذوق دعا پر اس طرح | ق | تا ہوں دریا میں گہر کان میں پیدا الماس

(۴۶) توشۂ بحر و برای شاہِ سکندر فر ہو | دے خدا عمرِ خضرؑ تجھ کو حیاتِ الیاسؑ

(۴۷) عید ہر سال ہو فرخ تجھے با عیش و نشاط | تو ہمیشہ رہے خوش اور ترا بد خواہ اداس

قصیدہ نمبر ۱۰

یہ قصیدہ اکبر شاہ ثانی کی مدح میں عید کی تہنیت میں لکھا گیا تھا نظر ثانی کی نوبت نہیں پہنچی

(۱) صبح دم فکر جو تھا سیرِ فلک کا مشتاق | عرش پر اڑ گیا اک آن میں مانندِ براق

(۲) چمک اس برقِ جہاں کی ہو بیاں کیا کہ اگر | افقِ طبع پہ دکھلائے فروغِ اشراق

(۳) شعلۂ رنگ حنا کر کے اڑا دیوے ابھی | قفسِ دل میں جو ہیں بند طیورِ اشواق

(۴) رات مجھ کو یہ فلک گرد وہاں لے کے گیا | کہ عقولِ عقلا کی تھی جہاں طاقت طاق

(۵) فلسفی دہر کے جو جو تھے ہوئے مشائیں | نورِ اشراق سے تھے ہو گئے سب اہلِ وفاق

(۶) تھے سعادت سے جو سب برجِ فلک مالا مال | بخت و دولت سے یہ لبریز تھا ہر قصر و وثاق

(۷) تھی تعجب کی نہ جا بارِ جلالت سے ہو گر | حرکت چرخِ گرانبار کی قطبین پہ شاق

(۸) انجم و ثابت و سیار سعادت سے بہم | یوں نظر آئے کہ جوں دست و بغل اہلِ وفاق

(۹) نجم و ناہید لقب جس کا ہے رقاصِ فلک | تھا چپ و راست بہ آہنگ رباب و عشاق

(۱۰) بدر تھا پل میں قمر پل میں نظر آتا ہلال | خدمتِ دائرہ داری میں تھا ہر رنگ سے طاق

(۱۱) اس کا طنبور جو دیتا تھا سروں کو بہتات | جرمِ خورشید سے ہوتی تھیں شعاعیں اشراق

(۱۲) تیر گردوں کا خوشی سے تھا جو دل لہراتا | دے کے ترتیب ثریا کو باقسام ایاق

(۱۳) جلترنگ ایسی بجاتا تھا کہ سب وجد میں تھے | لعبتانِ فلکی صورتِ اہلِ اذواق

(۱۴) نظر آ جاتا تھا گر اخترِ دمدار کوئی | دیتا مریخ دمِ تیغ سے اس کو الحاق

ہاتھ پھر مارکے جو رنگ کا اک پھرتی سے ۔ دم میں تھا اپنے طپنچہ پہ چڑھا تا چقماق (۱۵)

جو چلا پارۂ تن اس کا سوئے عالمِ خاک ۔ یہ اُڑا اس پہ تڑاقا وہ اُڑا اس پہ تڑاق (۱۶)

سعدِ اکبر کہ جسے کہتے ہیں قاضیِ فلک ۔ حُسن کو عشق سے دیتا تھا بہم ربطِ وفاق (۱۷)

ہو تا زاہد بھی تھا آمادہ پئے دامادی ۔ زالِ دنیا کو جو تھا بیٹھ رہا دے کے طلاق (۱۸)

چرخِ ہفتم پہ فلک ہے تو بطئ الحرکت ۔ عالمِ خاک میں پرہے تگ و دو کا مشتاق (۱۹)

نفخِ تفریح سے پُر باد ہے گردوں کا شکم ۔ لیکن اس وقت میں قہقہہ بہت اُس کو ہے شاق (۲۰)

ہے جو ہر کوچہ میں آرائشِ نوبت خانہ ۔ خالی آواز دمامہ سے نہ ہو کوئی رواق (۲۱)

یوں جو آراستہ افلاک پہ ہو بزمِ طرب ۔ گلشنِ عیش و طرب کیوں نہ ہو بزمِ آفاق (۲۲)

آج وہ روزِ ہمایوں ہے جسے کہتے ہیں عید ۔ بذلہ سنجی میں شگفتہ ہے دلِ اہلِ مذاق (۲۳)

بزمِ خسرو میں چل اے باربد بزمِ سخن ۔ سب یہ کہتے ہیں کہ تو نکتہ سرائی میں ہے طاق (۲۴)

تیرا قانون ترے پاس خطِ مسطر ہے ۔ چھیڑ دے زابل و تبریز و خراسان و عراق (۲۵)

تیرے نغمے تیرے مضموں ہیں بہ شہنائے قلم ۔ دم کشی پر ہے سرِ دست کمر بستہ و چاق (۲۶)

زمزمے مدح کے لکھ اس کی جسے کہتے ہیں سب ۔ نائبِ ختمِ رسل ظلِ خدائے خلاق (۲۷)

کون وہ یعنی شہنشاہ محمد اکبر ۔ دستِ بخشش سے خجل جس کے ہے بحرِ آفاق (۲۸)

طبع وقاد کی گر اُس کی رقم ہو توصیف ۔ مہرہ اختر کا ہو اور ماہ سے آئے مہراق (۲۹)

نیرِ جاہ سے خورشید ہلال آسا ہے ۔ کا ہشِ رشک سے رکھتا ہو مرضِ استدقاق (۳۰)

عطر سے شیشۂ افلاک ہو دم میں لبریز ۔ ہووے گر لخلخہ سا اس کی نسیمِ اخلاق (۳۱)

خسروارات کو تھا منزل دل میں میرے ۔ کارواں شہرِ سمرقند کا رکھتا اتراق[۱] (۳۲)

اُن کے خرجیوں سے چن چن کے میں لایا ہوں متاع ۔ مدحِ حاضر کے لیئے تیری بہ صد استغراق (۳۳)

تو ہے وہ نسلِ خواقین بہ تتارِ آفاق ۔ جس نے توراں سے کیا ہند میں آکر قشلاق[۲] (۳۴)

---

[۱] فرود آمدن بہ منزل [۲] قشلاق ۔ گرم ملک جہاں سرد پہاڑوں کے لوگ آکر سردی کے دن بسر کریں۔

(۳۵) گر ترا مہرِ طبیعت ہو بہ جوزائے غضب
زمہریر از پئے آرام جہاں ہو ہیلاق

(۳۶) گر نہ دے حکم تو پھر ابر کے سینہ میں کبھی
رحمتِ عام نہ ہو مایۂ ماہِ مُہراق

(۳۷) تر زباں وصف میں سب ہیں ترے طفلانِ نبات
دایۂ غیب سے پلواتا ہے شیرِ اشفاق

(۳۸) تیرے شیلانِ کرم پر ہے زمانہ مہماں
مہ و انجم سے فلک پر ہیں مہیّا اطباق

(۳۹) گر سبق لیں نہ ترے فلسفۂ حکمت سے
اہلِ یوناں پہ نہ ہووے حکما کا اطلاق

(۴۰) ہوں نظر سے کبھی باہر نہ غوامض کے طیور
تیرے شہبازِ فراست کا ہے یہ استحقاق

(۴۱) درکِ امراض کریں جبکہ انامل تیرے
نبض آسا متحرک ہو رگِ سنگِ سماق

(۴۲) دیکھ کر نجمِ سعادت کا ترے حسنِ طلوع
مادرِ شب پسرِ مہ کو کرے شرم سے عاق

(۴۳) تو جو محرابِ عبادت میں رکھے سر بسجود
طاقِ مسجد میں جھکے آکے سرِ ہفتم طاق

(۴۴) پاسِ دیں تیرا جو زنّار کی چاہے تبدیل
دوشِ گردوں پہ خطِ منطقہ ہو خطِ نطاق

(۴۵) ہو گیا تیغِ سیہ تاب سے ہی سُرمہ گلو
دم نہ مارے گا ترے آگے حسود بقباق

(۴۶) رعبِ شمشیر ترا یوں ہو سپر سے دہ چند
جیسے نقطہ سے کریں ایک کو دس اہلِ سیاق

(۴۷) ہو ترے فیضِ تکلّم سے شفا عام تو ہو
زہر کی جا دہنِ مار میں پیدا تریاق

(۴۸) عدل نے تیرے شہا دفع یہ کی خونریزی
فصد کی منع اطبا نے پئے رفعِ خُناق

(۴۹) اللہ اللہ رے لشکر کا ترے خیل و حشم
ہم عدو جس سے نہ ازبک ہو نہ ہمسر قلماق

(۵۰) تیرے دربارِ جلالت کے جو ہیں میرِ غضب
کہکشاں کو ہیں سرِ دوش لیے مثلِ چماق

(۵۱) اور ایک مطلعِ دلکش نے طبیعت سے مری
ہے ترے عدل کی تعریف میں پایا الصاق

(۵۲) مطلع
اُٹھ گیا مدرسۂ دہر سے یہ شر و شقاق
زید سے عمر کے دل میں نہیں باقی ہے نفاق

(۵۳) چرخ کے گنبدِ بے در میں رہیں گے محبوس
دم نہ ماریں گے مگر گونج کے شور و شلتاق

(۵۴) گر لکھوں وصف ترے اسپِ جہاں گرد کا میں
دے فلک از پئے پامال قلم ہفت اوراق

تن میں اس طرح سے ہی اُس کے پڑکتی شوخی — قفسِ تن میں ہی جوں طائرِ جانِ عشاق (۵۵)

ماہیِ زیرِ زمیں لوٹ کے ہو جائے کباب — جھاڑے گر سنگ تہ و نعل سے اپنے چقماق (۵۶)

وقت کو باندھ کے فتراک میں راکب اس کا — چرخ پر دائرے کھینچا کرے مانندِ نطاق (۵۷)

اُس فلک سیر کو گلگشت میں گر تو شاہا — جو دتِ طبع کی جنبش کا چھواوے مطراق (۵۸)

یوں اُٹھے سوئے فلک جیسے بہ تفریح مشام — بوئے گل جائے تنفس میں دمِ استنشاق (۵۹)

کیا لکھوں وصف ترے فیلِ فلک پیکر کا — کہ گرانباری ہے اس کی تن البرز پہ شاق (۶۰)

عمر بھر مطبخِ عالی میں رہا نعمت خوار — صفتہ اطعمہ پر خام رہا جوں بسخوق (۶۱)

ہیں ستاروں کی بھی آنکھیں نہی ہاتھوں کو لگی — نورِ ہمت کا زمانہ میں جو ہے عام انفاق (۶۲)

بر سرِ دشمنِ بد کیش بہنگامِ وغا — گر قشوں ہووے جلوریز بہ دشتِ قبچاق (۶۳)

تو عجب کیا ہی کہ اس کشورِ برفانی میں — شعلۂ تیغ شرر بار ہو برقِ حراق (۶۴)

دل مرا ہو گیا اس وقت ہے وہ عالمِ نور — جس کی مشرق سے کریں نورِ معانی اشراق (۶۵)

کر دعا صدقِ ارادت سے کہ ہے وقتِ دعا — کیوں خموشی پہ کیا ذوقِ زباں کو مشاق (۶۶)

دوشِ گردوں پہ ہو تا فرغلِ سنجابِ غمام — سبزہ تا خاک پہ ہو پیرہنِ استبراق (۶۷)

دختِ رز کو بہ سرِ محفلِ اہلِ تقویٰ — جب تلک سینۂ مینا میں رہے دردِ فواق (۶۸)

تجھکو آفاق میں ہوئے رمضان بھی مہِ عید — ہو ترے رویتِ دیدار پہ عیدِ آفاق (۶۹)

اور ترے نیّرِ اقبال کے آگے دشمن — یوں رہے جیسے کہ ہو ماہ بایامِ محاق (۷۰)

صفحۂ دہر سے پھر گردشِ افلاک اسے
حرفِ باطل کی طرح دیوے جہاں سے ازہاق (۷۱)

قصیدہ نمبر ۱۱

ایک ہے رشیدِ لقا طرفہ جوانِ ارشق — آبِ رخسارِ فلق سرخیِ رخسارِ شفق (۱)

(۲) وہ جبیں ماہ مبیں اُس پہ خطِ چینِ جبیں
تھی وہ انگشتِ نبی جس نے کیا ماہ کو شق

(۳) کرے دو ٹکڑے جگر کھینچ کے ابرو تلوار
باندھ کر کھینچ لے دل زلفِ مسلسل کی وہق

(۴) تیرا انداز جو مژگاں تو ادا دشنہ گزار
چشمِ ابلق تو نگہ ترک سوارِ ابلق

(۵) غمزہ و ناز کرشمہ وہ بلا غارت گر
کہ نہ چھوڑیں تنِ عشاق میں جاں ایک رمق

(۶) سرو قامت سمن اندام گلستاں رخسار
ہونٹ گلبرگ دہن غنچہ و بینی زنبق

(۷) سرو قامت سے اگر اُس کے ہو طوبیٰ سرکش
راست ہاں راست ہے یہ کُلُّ طَوِیْلٍ اَحْمَقْ

(۸) شکر آمیختہ بادام مقشّر دنداں
سیب فردوس زنخداں لبِ خنداں فستق

(۹) کھلنا اُس کے دہنِ تنگ کا ایسا مشکل
جیسے دُشوار ہو مفہومِ کلامِ مغلق

(۱۰) مصحفِ روئے کتابی کو جو دیکھو اُس کے
تو کہیں صورتِ اخلاص نہ پاؤ مطلق

(۱۱) لوحِ رنگیں سے نہ زیبا ہو بیاضِ گردن
تاکہ ہو سُرخیِ شنجرف نہ خونِ ناحق

(۱۲) دست و بازو و بر و دوش عجب صبحِ بہار
پنجۂ و پنجۂ خورشید و حنا رنگِ شفق

(۱۳) سینہ تا ناف صفا آبِ گہر کا دریا
ناف اک عکسِ فق اس میں بجائے زورق

(۱۴) نازک ایسی کمر اس کی کہ سمجھنا مشکل
جس طرح شعرِ خیالی میں ہوں معنیِ ادق

(۱۵) ہے گراں اس پہ نزاکت سے نہ باندھے ہرگز
گر ہو تارِ نظرِ دیدۂ عنقا منطق

(۱۶) اُس کا زانو وہ مصفا کہ اگر دیکھے اُسے
آئینہ آبِ خجالت میں رہے مستغرق

(۱۷) کیا کہوں ساقِ بلوریں کی صفائی اُس کی
شمع گر دیکھے اُسے شرم سے آجائے عرق

(۱۸) قد جو گلبن تو وہ پاؤں کے حنائی ناخن
نیچے گلبن کے پڑے جیسے ہوئے گُل کے ورق

(۱۹) آکے بالیں پہ وہ طنّاز سراپا انداز
مجھ سے یہ کہنے لگا کیوں ہے تو غمگیں ناحق

(۲۰) مژدۂ عید سے ہے گلشنِ عالم میں بہار
نغمۂ عیش سے ہے بزمِ جہاں میں رونق

(۲۱) دوش پر سروِ لبِ جو کی ہے اک سبز قبا
بر میں لالہ کے بھی گلشن میں ہے گلگوں ملبق

(۲۲) جوشِ سبزہ سے ہے وہ فرش سرِ صحنِ چمن
کوئی مخمل اسے کہتا ہے کوئی استبرق

باغ عالم میں ہی یہ جوشِ بہارِ عشرت
ٹپکے ہی نخل سے مستی میں ہمیشہ اوق (۲۳)

تو بھی کر تہنیتِ عید کا اُس کے ساماں
کہ ہی وہ خسروِ دین حامیِ دینِ برحق (۲۴)

وہ بہادر شہ غازی کہ دمِ معرکہ ہوں
اُس کے تیروں کی حدف اُس کے حسودوں کی حلق (۲۵)

مدح اُس کی ہی مناسب تجھے بلکہ انسب
یعنی توصیف کے لائق ہی وہ بلکہ الیق (۲۶)

سُن کے یہ میں نے کہا مدح میں اُس کی مطلع
جس پہ احسنت کہیں مجھ کو بلید و احمق (۲۷)

مطلع

تو ہی وہ نائبِ ختمِ رسل ای سایۂ حق
کہ ترے سایہ میں ہی گلشنِ دیں کو رونق (۲۸)

ابرِ رحمت کا ہی سایہ ترا ای سایۂ حق
کیونکہ سایہ میں ترے ہو نہ جہاں کو رونق (۲۹)

کس کا مقدور کہ سرتاب ترے حکم سے ہو
جو ترا امر ہی الحق جو کہے تو صدق (۳۰)

ذکرِ حق سے کوئی خالی نہیں تیرا ہی وہ دَور
کرتا میخانہ میں ہی شیشۂ مے بھی حق حق (۳۱)

گر کرے نشو و نما نامیۂ فیض ترا
گل جو ہو شمع سے پیدا تو گلابِ زنبق (۳۲)

حرف ہیبت کا تری کوئی زباں پر آیا
ہو گئی وقتِ کتابت جو زباں خامہ کی شق (۳۳)

نطقِ شیریں سے ترے ہووے حلاوت گر عام
کام میں خلق کے پورا ہو بجائے ورق (۳۴)

ناتوانوں کو جو دے زور حمایت تیری
مارے لات اُڑ کے سرِ پیلِ دماں بچۂ بق (۳۵)

کہتے ہیں برق جہاں جس کو وہ ہی ایک دنی
توپخانہ میں ترے توپ پہ زریں بیرق (۳۶)

کوتہی جس پہ کرے کاہکشاں کی بھی کمند
وہ تری ہمت عالی کا ہی عالی جوسق (۳۷)

قطرہ افشاں ہو اگر تیرا سحابِ ہمت
بوٹی اکسیر کی پیدا ہو بجائے سرمق (۳۸)

کرتا ادنےٰ کو جو اعلےٰ نہ ترا منصوبہ
پاتا شطرنج میں فرزیں کا نہ رتبہ بیذق (۳۹)

کرتا اک جست میں ہی ماہی گردوں کا شکار
طائرِ تیرِ ہوائی ترا مثلِ لقلق (۴۰)

ق

ای شہِ دادگر ای خسروِ انصاف پرست
اللہ اللہ رے عدالت کا تری نظم و نسق (۴۱)

(۴۲)	اتنا عالم میں حذر خون سے ہے خونخواروں کو		خونِ فاسد کو بھی ہرگز نہ کرے نوش علق
(۴۳)	پرتو افگن ہو اگر روشنی طبع تری		ابرقِ آئینہ ہو اور سنگ سیہ ہو ابرق
(۴۴)	مشتری بھی ترے شطرنج کا اک مُہرہ ہے		آفتاب ایک ترے گنجفہ کا گر ہے ورق
(۴۵)	ابر ہے گرچہ مثالِ نمدِ نم دیدہ	ق	گر تری برق غضب جھاڑ دے اُس پر چقمق
(۴۶)	تو شتابہ سے بھی جل اُٹھے زیادہ وہ شتاب		آگ لگ جانے میں دیر اُس کے نہووے مطلق
(۴۷)	ترے توسن میں وہ جلدی کہ اگر چھیڑ دے تو		یوں وہ اُڑ جائے کہ جیسے سرِ آتش زیبق
(۴۸)	شمس کو پہونچے تری ٹاپ سے یوں مشرق میں نور	ق	تو ہو مغرب میں گرا ہی پرتوِ نورِ مطلق
(۴۹)	جس طرح روشنی قلب سے اہلِ اشراق		عرصۂ دور سے شاگرد کو دیتے ہیں سبق
(۵۰)	ذوق کرتا ہے ثنا ختم دُعا پر اس طرح	ق	تا کہ ہوں ارض و سما دونوں طبق زیرِ طبق
(۵۱)	ہووے ہر سال مبارک تجھے عیدِ رمضاں		اور دشمن کو رہے ترے سدا رنج و قلق

قصیدہ نمبر ۱۲

یہ قصیدہ ۱۸۳۷ء کی تصنیف ہے یہ وہ زمانہ تھا جبکہ ۲۰ جمادی الثانی ۱۲۵۳ھ کو خاندان مغلیہ کا وہ بدبخت آخری بادشاہ جو ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ کی بدولت قید کر کے رنگون بھیجا گیا تھا دہلی کے تخت پر بیٹھا تھا اسی کے جلوس تخت نشینی کی تقریب میں اُستاد نے یہ مرصع قصیدہ لکھا تھا

(۱)	ہے آج جو یوں خوشنما نورِ سحر رنگِ شفق	پرتو ہے کس خورشید کا نورِ سحر رنگِ شفق
(۲)	یہ جوشِ نسرین و سمن یہ لالہ و گل کا چمن	گلشن میں گویا چھا گیا نورِ سحر رنگِ شفق
(۳)	ہر سروِ قد غنچہ دہن زیبِ چمن نازِ چمن	ہر سیمبر گلگوں قبا نورِ سحر رنگِ شفق
(۴)	افشاں جبیں پر سر بسر مہتاب انجم جلوہ گر	اور گہرے ہاتھوں میں حنا نورِ سحر رنگِ شفق

لبِ پر تبسم ہی کہ ہی جوشِ بہار و موجِ گل — دندانِ پانخوردہ ہیں یا نورِ سحر رنگِ شفق (۵)

ہر صبح پیر و جواں ایک طرفہ مشرق ہی کہ واں — روشن دل و رنگیں ادا نورِ سحر رنگِ شفق (۶)

جامِ بلوریں میں ہی یوں عکسِ شرابِ لالہ گوں — ہو جیسے کیفیت فزا نورِ سحر رنگِ شفق (۷)

حسنِ گل مہتاب نے جوشِ گلِ سیراب نے — کیا باغ میں چمکا دیا نورِ سحر رنگِ شفق (۸)

دیکھے چمن میں برگِ گل آلودۂ شبنم جو کل — خجلت سے پانی ہو گیا نورِ سحر رنگِ شفق (۹)

ہی شوق کو بالیدگی ہی ربط کو چسپیدگی — کس رنگ ہی مل کر جدا نورِ سحر رنگِ شفق (۱۰)

ساقی مئ عشرت سے بھر ساغر کہ ہی اس رنگ پر — آب و ہوا جائے فضا نورِ سحر رنگِ شفق (۱۱)

جشنِ بہادر شاہ ہی روزِ علو جاہ ہی — ہی اس لیے بہجت فزا نورِ سحر رنگِ شفق (۱۲)

وہ خسروِ روشن گہر جس کو خجل ہوں دیکھ کر — ماہ و ثریا و سہا نورِ سحر رنگِ شفق (۱۳)

اک صاف مطلع میں لکھوں ورقہ ثنائے رنگ دوں — ہوں دیکھ کر غرقِ حیا نورِ سحر رنگِ شفق (۱۴)

مطلع

روکش ہو تیرے رُخ سے کیا نورِ سحر رنگِ شفق
ذرہ ہی تیرے فیض کا نورِ سحر رنگِ شفق (۱۵)

ای آفتابِ عزوشاں تیری جبیں سے ہی عیاں — نورِ یقیں رنگِ حیا نورِ سحر رنگِ شفق (۱۶)

روشن بیانی سے تری رنگیں کلامی سے تری — شرمندہ ہوتا ہی سدا نورِ سحر رنگِ شفق (۱۷)

وہ سیمگوں ایواں ترا وہ سائباں رنگیں کھنچا — لیل و ام اب جس سے سمجھا نورِ سحر رنگِ شفق (۱۸)

فانوسِ شیشہ لعلگوں روشن تری محفل میں یوں — گویا کہ شیشہ میں بھرا نورِ سحر رنگِ شفق (۱۹)

انصاف نے تیرے شہا سیماب و آتش کو کیا — یوں جمع جیسے ایک جا نورِ سحر رنگِ شفق (۲۰)

تیری امان و حفظ سے ہو جائے حق میں شمع کے — نارِ خلیل آبِ بقا نورِ سحر رنگِ شفق (۲۱)

خورشید تجھ سے فیض کو پہنچے تو مشرق میں نہ ہو — جز درّ و لعلِ بے بہا نورِ سحر رنگِ شفق (۲۲)

جس پر کہ تو ہووے غضب ہو وے اُس کے حق میں کیا عجب — سیلِ فنا برقِ بلا نورِ سحر رنگِ شفق (۲۳)

شمشیر کی تیری چمک خونِ عدو سے یک بیک — دکھلائے ہی ہر روز و غا نورِ سحر رنگِ شفق (۲۴)

(۲۵) پیکاں ترا الماس گوں منہ سرخ سوفاروں کے یوں — گویا لگا کر پر اُڑا نورِ سحر رنگِ شفق

(۲۶) جلوہ ہی تیری مہر کا شعلہ ہی تیرے قہر کا — ہی جس کو عالم جانتا نورِ سحر رنگِ شفق

(۲۷) اسپِ حنا بستہ ترا وہ نقرہ خنگِ باد پا — غیرت سے جس کی اُڑ گیا نورِ سحر رنگِ شفق

(۲۸) اب ذوقؔ کی ہی یہ دُعا جب تک ہے شاہنشہا — ق — خورشید و مہ ارض و سما نورِ سحر رنگِ شفق

(۲۹) جب تک لباسِ چرخ ہر کو صابون اور شنجرف ہو — زینت دہِ صبح و مسا نورِ سحر رنگِ شفق

(۳۰) ہر جشن فرخ ہو تجھے اس طرح آب و تاب سے — ہوں تیرے محتاجِ ضیا نورِ سحر رنگِ شفق

(۳۱) شاہا زمانہ میں ہو تابا آبرو اور سرخ رو — ہو جلوہ گر مشرق سے تا نورِ سحر رنگِ شفق

(۳۲) دشمن کا تیرے منہ ہو فق اور خوں بہے دل ہو کے شق — دیکھے نہ وہ اس کے سوا نورِ سحر رنگِ شفق

قصیدہ نمبر ۱۳

(۱) طرب افزا ہی وہ نوروز کا نارنجی رنگ — دیکھ کر بھاگے جسے رنج ہزاروں فرسنگ

(۲) بل بے بالیدگیٔ عیش کہ برگِ گل پر — قطرہ شبنم کا ہی مینائے شرابِ گلرنگ

(۳) واہ کیا گلشنِ آفاق میں ہی جوشِ بہار — چہچہے کرنے لگی بلبلِ تصویرِ فرنگ

(۴) کلکِ نقاشیِ قدرت سے گلستاں میں ہی آج — تختۂ لالہ و گل صفحۂ نقشِ ارژنگ

(۵) خسروا آج کیا تو نے وہ جشنِ نوروز — دیکھ کر جس کے تجمل کو ہو جمشید بھی دنگ

(۶) ہی ترے بزمِ طرب میں پئے رسمِ نوروز — صورتِ بیضۂ رنگین فلکِ مینا رنگ

(۷) مشک افشاں ہو جہاں میں جو تری نکہتِ خلق — نافِ آہوئے ختن سے نہ ہو کم داغِ پلنگ

(۸) بلکہ ہو جوشِ بہارانِ کرم سے تیرے — کیا عجب شاخ میں آہو کے گلِ رنگا رنگ

(۹) تیرے انصاف سے ہی بزمِ جہاں میں شاہا — شمع گلگیر سے اور شمع سے محفوظ پتنگ

(۱۰) ہو اگر شعلہ فشاں تیری ذرا آتشِ قہر — تو سمندر رہے پانی میں بجائے خرچنگ

زیر ران تیری ہی وہ توسنِ چالاک کہ تو ‏(ق)‏ — چھیڑ دے ایک فرا اُس کو جو وقت صف جنگ (۱۱)

یوں کرے جست کہ نہ جیسے سر میدانِ نبرد — منہ سے اُڑ جائے حریفوں کے ترے خوف سے رنگ (۱۲)

رکھتی سرعت ہی تپ لرزۂ ہیبت سے تری — نبض محموم کی مانند جبل میں رگِ سنگ (۱۳)

مرغِ دل کو ترے دشمن کے قفس ہی سینہ — اور جگہ چوبِ قفس کی ہی تیرا تیرِ خدنگ (۱۴)

ہووے حاسد کو نہ آزارِ حسد سے صحت — تا کہ دارو نہ پیالے میں بھرے تیرے تفنگ (۱۵)

مفسد و حاسد و غماز و عدوئے سرکش — زیرِ شمشیرِ غضب تیرے ہوں چاروں چورنگ (۱۶)

آ نہیں سکتے بیاں میں ترے اوصاف تمام — ہوتا ہی قافیہ سنجوں کا یہاں قافیہ تنگ (۱۷)

کرتا اس رنگ سے ہی ختمِ سخن وے کے دعا ‏(ق)‏ — ذوق جو ہی ترا مداح محبِ یک رنگ (۱۸)

گلشنِ دہر میں ہر سال مبارک تجھ کو — جشنِ نوروز بہر رنگ بتاج و اورنگ (۱۹)

اور ترے حاسدِ بد بیں کو دکھائیں لاکھوں — خسروا روز نئے رنگ فلک کے نیرنگ (۲۰)

قصیدہ نمبر ۱۴

حبذا ساقی فرخ رخ و خورشید جمال — مرحبا مطرب ہاروت فن و زہرہ خصال (۱)

بارک اللہ کہ درافشاں ہی تو ای ابر بہار — خیر مقدم کہ خراماں ہی تو ای بادِ شمال (۲)

للہ الحمد لبالب ہی مے عیش سے جام — شکر للہ زرِ گل سے ہی چمن مالا مال (۳)

جوشِ روئیدگی سبزہ سے ہوجائے گا سبز — گل زمینِ چمنِ حسن میں تا دانۂ خال (۴)

اللہ اللہ رے سرسبزی گلزارِ جہاں — کیا عجب ہو روشِ خضرا اگر رنگِ بلال (۵)

شررِ تیشۂ فرہاد سے پیدا ہوئے گل — بل بے جوشِ گل خودرو سرِ دامانِ خیال (۶)

جوشِ فوارہ ہی واں کثرتِ تارِ بارش — سرِ مجنوں کے تھے آلودہ جہاں گرد سے بال (۷)

(۸) کیا عجب رحمتِ باری سے کہ وقتِ باراں | ابرِ مردہ سے بھی ہو قطرہ فشاں آبِ زلال

(۹) معجزِ باد ہے مانندِ عصائے موسیٰ | شجرِ خشک بھی ہو جائے تر و تازہ نہال

(۱۰) ذوقِ مستی سے ہے طاؤس چمن میں رقاص | شوقِ آہنگ سے ہے سرو پہ قمری قوال

(۱۱) شورِ بلبل بھی یہ رکھتا ہے نمک آج کہ گل | بن گیا کثرتِ شبنم سے نمکداں کی مثال

(۱۲) دیتی ہے طاقتِ پرواز یہ کیفیتِ مے | اس ہوا میں ہے بطِ مے کو اڑوں لے پر و بال

(۱۳) ہے یہ وہ دور کہ ہر صوفی صافی مشرب | رقصِ مستاں میں ہے وجد کناں شاملِ حال

(۱۴) بیدموں کو ہو جو نہ چارہ گرِ عیسیٰ دم | شمعِ مردہ کی رگِ تار سے کھولیں قیفال

(۱۵) پتلیاں ناچتی ہیں چشم کے گھر میں بے ساز | جنبشِ دستِ مژہ دے ہے اس انداز سے تال

(۱۶) ہوں قلم ہاتھ اگر کوئی سے لکھے خطِ غبار | صفحۂ دہر پہ کیا دخل جو ہو گردِ ملال

(۱۷) روزِ جشن آج ہے اس کا کہ جسے کہتی ہے خلق | نائبِ ختمِ رسل ظلِ خدائے متعال

(۱۸) وہ بہادر شہِ غازی کہ اگر تیغ اس کی | اپنی دکھلائے چمک چرخ پہ کٹ جائے ہلال

(۱۹) وہ نکو خوئے و نکو روئے و خجستہ منظر | وہ بلند اختر و فرخ روش و فرخ فال

(۲۰) وہ مسیحا دم و یوسف رخ و داؤد الحان | وہ سلیماں روش و موسیٰ کف و صالح اعمال

(۲۱) چمنِ خلق و نسیمِ کرم و ابرِ سخا | چشمۂ فضل و ہنر کانِ عطا بحرِ نوال

(۲۲) آسماں جاہ و عطا و قلم و مہرِ علم | مشتری دانش و مہ بینش و مریخ جلال

(۲۳) خسرو جم حشم و داور کسریٰ انصاف | شاہ دارا دل و سلطان سکندر اقبال

(۲۴) مدح حاضر ہیں پڑھوں اس کے وہ مطلع جس سے | ہمسری کی نہ رکھے مطلعِ خورشید مجال

(۲۵) مطلع
ہو تری یک نظرِ فیض سے ناقص کو کمال
مہر سے گر مہ کامل ہو دو ہفتہ میں ہلال

(۲۶) نیرِ جاہ ترا وہ ہے کہ تا دورِ فلک | نہ کسوف و نہ غروب و نہ ہبوط و نہ وبال

(۲۷) آگے بخشش کے ترے خرمنِ دُر یکدانہ | آگے ہمت کے ترے کوہِ طلا یک مثقال

ہووے جوں چادرِ مہتاب گلیم شب تار | رُخ پر نور جو تو پونچھ کے جھاڑے رومال (۲۸)

جام سے قطرہ جو ٹپکا تو معلق ہی رہا | دستگیری نے بہا تیری جو گرتوں کو سنبھال (۲۹)

گر ترے قہر کی گرمی تپ محرق بن جائے | لب دریا پہ حبابوں کی جگہ ہوں بنخال (۳۰)

قوت ماسکہ مسک کے قویٰ سے گم ہو | فیض جاری سے ترے نخل کو یا تک ہو زوال (۳۱)

حکمت آموز ترا علم جہاں ہو تو وہاں | نہ ارسطو کو ہو طاقت نہ فلاطوں کو مجال (۳۲)

ہو تری عقل سے عاجز دمِ بحث معقول | اک مقولہ ہیں فقط فعل کی عقلِ فعّال (۳۳)

ق دم ہی کیا بادِ صبا میں کہ دمِ سیر جہاں | تیرے گلگونِ سبک سیر کے جا پڑے دُنبال (۳۴)

یوں ہی دو چار قدم خاک اُڑا کر رہ جائے | اور پہنچ جائے کہیں سے وہ کہیں مثلِ خیال (۳۵)

ہی وہ ہیکل میں اگر دیو تو صورت میں پری | ہی اُڑان اُس میں ملک کی تو بشر کے سے خصال (۳۶)

جلد اتنا کہ جہاں عرصۂ جولاں اُس کا | عہدِ مستقبل و ماضی کا وہاں ہی یک حال (۳۷)

زیبِ تن اُس کے جو مہندی کا ہو ہر گل تصویر | پھر تماشے میں ہی وہ صورتِ فانوسِ خیال (۳۸)

اُس فلک سیر کو جولاں جو کرے تو تو یہ ڈر | مزرعِ سبز فلک ہو نہ مبادا پامال (۳۹)

ق تیرے ہاتھی کی بلندی کی طرف کی جو نگاہ | سر پہ اندیشہ نے لی ہاتھ سے دستار سنبھال (۴۰)

کہکشاں کو وہ فلک پر سے زمیں پر پھینکے | نی شکر راہ میں مانگیں اگر اُس سے اطفال (۴۱)

جیسے ماتھے پہ بزرگوں کے ہو سجدہ کا نشاں | اس کی مستک پہ شہا جلوہ نما ہوں ہی ڈھال (۴۲)

ہی جو اُس فیل کی خرطوم سرافیل کا صور | آئے اعدا پہ قیامت سرِ میدانِ قتال (۴۳)

اُس کے دانت اُن کیلئے ہیں وش تیر شہاب | ہی جن اعدا کو سراوجِ شیاطیں کی مثال (۴۴)

ق آبداری میں تری تیغ کہ ہی برق کی موج | کیا تماشا ہی کہ ہی آب سے آتش سیال (۴۵)

تیری شمشیر کو ہی خونِ عدو روز مباح | یہ غلط تیسرے دن ہوتا ہی مردار حلال (۴۶)

طائرِ روحِ عدو کے لیے صیّادِ اجل | سبزۂ تیغ میں جوہر سے لگا رکھتا ہی جال (۴۷)

طاقتِ دم زدن اُس دور میں ہی کس کو رہی | دیکھ کر تیرا نسق ہی شہِ فرخندہ خصال (۴۸)

(۴۹) پھر ترا ذکر جو آتا ہے زباں پر تو نفس ۔۔۔ لب پر آجائے ہے سینہ سے پئے استقبال

(۵۰) ہو قوی دست اگر زورِ حمایت سے ترے ۔۔۔ شیر سے پنجہ کرے پنجۂ مژگانِ غزال

(۵۱) تقویت دیوے اگر پاسِ حفاظت تیرا ۔۔۔ شعلۂ شمع کو صرصر سے نہ ہو اضمحلال

(۵۲) ہے ترے عہد میں فتنہ سے زمانہ خالی ۔۔۔ فیلسوفی ہے حکیموں کی خلا کہنا محال

(۵۳) آتش و آب میں یہ ربط ترے عدل سے ہے ۔۔۔ ق ۔۔۔ دیوے ہیزم کو جلا کر کوئی پانی میں جو ڈال

(۵۴) کاکلِ موجِ دخاں کے لیئے اُس کے دریا ۔۔۔ لے تہِ آب سے شانہ پرِ ماہی کا نکال

(۵۵) خبرِ جملۂ عشرت ہے ترا جشنِ سعید ۔۔۔ مبتدا جس کا شہا غرّۂ ماہ شوال

(۵۶) ہوتی ہے حیرتِ توصیف سے تیری شاہا ۔۔۔ روشِ غنچۂ تصویر زباں منہ میں لال

(۵۷) بس دعا ہی پہ فقط ختم سخن کرتا ہے ۔۔۔ ق ۔۔۔ یہ جو ہے ذوق ثنا خواں ترا اور مدح سگال

(۵۸) جشن ہر سال ترا ہووے مبارک تجھ کو ۔۔۔ رہے جب تک کہ زمانہ میں حسابِ مہ و سال

قصیدہ نمبر ۱۵

(۱) لا تا نیرنگ سے ہے رنگ نئے چرخِ محیل ۔۔۔ واہ بگڑا ہے کچھ اس خم میں عجب رنگ سے نیل

(۲) ڈر زمانہ سے وہ عیار ہے یہ ہوش ربا ۔۔۔ لاکھ بے ہوشیوں سے جس کی بھری ہے زنبیل

(۳) ہے توکل کا احاطہ وہ عزیمت کا حصار ۔۔۔ کہ بجز حفظِ خدا جس کی نہ خندق نہ فصیل

(۴) گم ہوں ظاہر کی خرابی سے صفاتِ اصلی ۔۔۔ زنگ دیتا ہے چھپا جو ہرِ شمشیرِ اصیل

(۵) پیشِ دشمن نہ گزر حق سے نہیں سانچ کو آنچ ۔۔۔ بلکہ ہے آتشِ نمرود گلستانِ خلیل

(۶) ہوتے سیرت سے ہیں مردانِ دلاور ممتاز ۔۔۔ ورنہ صورت میں تو کچھ کم نہیں شہبا ز سے چیل

(۷) نہیں بے قیدِ علایق کسی عالم میں بزرگ ۔۔۔ رسم تحریر میں بھی چھوٹے نہ زنجیر سے فیل

(۸) ہے تہِ خاک بھی قاروں کو سفر حشر تلک ۔۔۔ نہیں تا تحتِ ثرٰے منزلِ آرامِ بخیل

عیدِ یک روز جہاں میں رمضاں ہی یک ماہ — بعد ہو کثرتِ تکلیف کے یاں عیشِ قلیل (۹)

کشتِ سبزِ فلکِ دوں سے نہ رکھ چشمِ ثمر — خوشۂ فیض سے بے بہرہ ہی یہ مزرعِ نیل (۱۰)

قابلِ انساں کی صحبت کے ہی انساں نہ ملک — بن گیا پیشِ نبیؐ صورتِ دحیہ جبرئیلؑ (۱۱)

جتنا خورشید تپے اُتنی ہی بارش ہو سوا — ہووے کیونکر تپشِ عشق نہ رحمت کی دلیل (۱۲)

عشق کھنچوائے ہی اکِ ارجا کش سے بزور — بار صد کوہِ الم سے بے عمل جرِّ ثقیل (۱۳)

نہ لگے چرخ کو گر نالۂ عاشق کی ہوا — دم میں اجزائے دخانی کی طرح ہوں تحلیل (۱۴)

شمع کشتہ کے لئے ہی دمِ عیسیٰ آتش — سوزشِ عشق سے زندہ ہوں محبت کے قتیل (۱۵)

معتبر ہی جو کرے نالۂ دل دردِ اظہار — نالہ ہی دل کی زبان دل ہی موکل یہ وکیل (۱۶)

دل کے ہی ایک ورق میں وہ حقیقت ساری — جس کا اجمال قضا اور قدر ہی تفصیل (۱۷)

جی میں ہی اور پڑھوں میں کوئی مطلع ایسا — گوہرِ مخزنِ معنی سے ہو جس کو تا ویل (۱۸)

مطلع

کنج حیرت میں کروں علم خموشی تحصیل
یہ عجب مدرسہ ہی جس میں نہ ہی قال نہ قیل (۱۹)

درسِ توحید سے لوں ایک شفا کا نسخہ — بحث میں علتِ معلول کے ہی عقلِ علیل (۲۰)

جلوہ افروزیِ یک بدرِ دجیٰ ہی اُس کو — شمع فانوس سمجھ خواہ چراغِ قندیل (۲۱)

ق

فکرِ بے ہودہ میں کس واسطے ہی تو پابند — کچھ نکال اپنے لیئے ذوق نکلنے کی سبیل (۲۲)

خوابِ غفلت سے ہو بیدار کہ آئی پیری — نہیں مہتاب یہ ہی روشنیِ صبحِ رحیل (۲۳)

عرصۂ عمر ہی وہ تار کھنچا اور ٹوٹا — کچھ اگر وقت معین کی طرف سے ہو نہ ڈھیل (۲۴)

وہی منزل ہی جہاں ٹھہرے حیاتِ گزراں — کہ پئے راہ فنا کوئی نہ فرسخ ہی نہ میل (۲۵)

عشق اندوہ سے اک روز نہیں تو بیکار — تیرے ہفتہ میں نہیں کوئی بھی روزِ تعطیل (۲۶)

غم عصیاں ہی تو ہی رحمتِ غفار وسیع — فکرِ روزی ہی تو ہی رزق کا رزاق خدا (۲۷)

ہی تمنائے زر و مال تو سب جائے گا چھوڑ — چھوڑ جانے کو تو کافی ہی فقط ذکرِ جمیل (۲۸)

(۲۹) پھر بہارِ چمنِ عمر میں دلگیر ہی کیوں
سیر کر سیر کہ ہی فرصتِ گلگشت قلیل

(۳۰) مژدۂ عیسیٰ کے ہی دیکھ تو کیا رنگِ چمن
گل کی رنگیں ہی قبا غنچہ کی رنگیں مندیل

(۳۱) ہوئے آراستہ ہیں آج بدل کر پوشاک
فصل سے باغ تلک باغ سے لے تا بہ نخیل

(۳۲) نظر آتا ہی برنگِ لبِ ساغر جو ہلال
پڑا پڑتا ہی لبِ مست سے شوقِ تقبیل

(۳۳) گاہ خُم میں ہی گہ شیشہ میں کیا کیا پئے سیر
روح کرتی ہی کسی مست کی قالب تبدیل

(۳۴) تہنیت خواں ہو تو آج اُس شہ دریا دل کا
جس کے نزدیک ہی اک قطرہ سے کم قلزم و نیل

(۳۵) وہ بہادر شہ والا نسب و پاک گہر
خسروِ چرخ سریر و شہِ خورشید اکلیل

(۳۶) ماہِ نو چشم زدن میں مہ کامل ہو جائے
نظرِ مہر میں ہی اس کے وہ نورِ تکمیل

(۳۷) نورِ معنی ہی بہر شکل نتیجہ اس کا
اللہ اللہ رے زہے شکلِ شہنشاہ و شکیل

(۳۸) مدح حاضر میں پڑھوں مطلعِ روشن ایسا
مطلعِ شمس کو بھی جس کے ہو واجب تجلیل

(۳۹) **مطلع**
یادشاہانِ سلف سے تجھے یوں ہی تفضیل
جیسے قرآن پسِ توریت و زبور و انجیل

(۴۰) تو ہی اس طرح سے عزّت دہِ اولادِ تمر
جیسے موسیٰ شرف افزائے بنی اسرائیل

(۴۱) نور افزائے بصارت ہو اگر تیرا جمال
آئیں آنکھوں سے نظر معنیِ اللہُ جمیل

(۴۲) رخِ نیکو پہ ہی مائل تیری خوئے نیکو
کہوں کیونکر نہ کہ اَلحُسنِ اِلَی الحسن تمیل

(۴۳) ہی جو انسان کے قالب میں ترا نورِ ظہور
برجِ خاکی میں ہی خورشیدِ فلک کی تحویل

(۴۴) دانش آموز ہو گر تربیتِ عام تری
بید مجنوں کو بنا دے ابھی انسان عقیل

(۴۵) جوہرِ تیغِ اجل ایک ترے حکم کی نقل
تیرِ حکمیِ قضا حکم کی تیرے تعمیل

(۴۶) عہد میں تیرے جو ہو راہِ تعدّی مسدود
کھلے فعلِ متعدّی سے نہ بابِ تفعیل

(۴۷) تشنۂ ذوقِ حلاوت ہیں نہ کیونکر سیراب
تیری شیریں سخنی ہی اُنھیں شربت کی سبیل

(۴۸) نکتہ چینوں کے لیے نکتۂ برجستہ ترا
قابضِ طبع رواں ہی روشِ دانۂ ہیل

جب ہوں مرغانِ ہوا تیرے نشان بندوق ۔۔ نسرِ طائر کو بھی تو سمجھے ایک اُڑتی ہوئی چیل (۴۹)

مُہرۂ پشت عدو میں ترا تیر صف دوز ۔۔ رشتۂ مہرۂ تسبیح کی مانند دخیل (۵۰)

طائرِ روحِ عدو کے لیئے بہر پرواز ۔۔ تیر کی تیر سے صدا جیسے کبوتر کو زفیل (۵۱)

ق

وہ قیامت ہی تری فوج کہ شورِ محشر ۔۔ دم نہ مارے کبھی مَحن پائے جو گھوڑوں کی ہنہیل (۵۲)

نالۂ بوق کی ہیبت سے رکھے بھونک کے پاؤں ۔۔ کوچۂ صور سے گزرے جو دمِ اسرافیل (۵۳)

ق

دوں ترے گھوڑے کو کیونکر میں پری سے نسبت ۔۔ نہ یہ صورت نہ یہ رفتار نہ یہ ڈول نہ ڈیل (۵۴)

گرم جولاں وہ کہاں ہو کہ رکھے ہی وسعت ۔۔ نہ تو میدانِ تصوّر نہ فضائے تخئیل (۵۵)

عرصۂ معرکہ میں گر تجھے ای شاہ سوار ۔۔ اس سبکسیر سے منظور ہو کارِ تعجیل (۵۶)

جائے یوں جیسے ہوا سُم بھی نہ پانی سے ہو تر ۔۔ نہ ہو پر شا اُسے ہی راہ میں تالاب کہ جھیل (۵۷)

ق

کوہ البرز کو سائے میں دبالے اپنے ۔۔ ہی وہ ای شاہ فلک رتبہ تری رفعتِ فیل (۵۸)

حملہ آور ہو وہ جس دم تو پئے جان عدو ۔۔ اُس کی خرطوم ہو دستِ کششِ عزرائیل (۵۹)

تو جو محرابِ عماری میں ہوا جلوہ نما ۔۔ اُس کے دانتوں پہ یہ خرطوم سے سوجھی تمثیل (۶۰)

خانۂ قوس میں خورشید جہاں تاب آیا ۔۔ دن تو کوتاہ ہوا اور ہوئی رات طویل (۶۱)

نہیں یہ جوشِ گل و لالہ نکل آیا ہی ۔۔ داد خواہی کے لیئے خاک سے خونِ ہابیل (۶۲)

عدل نے تیرے کیا رقعے زمیں کو گلزار ۔۔ آج تک عدل میں کوئی نہ رہا تیرا عدیل (۶۳)

واسطے دیدۂ بدبیں کے ہی یہ عین صلاح ۔۔ ہو تری نوکِ سناں سرمہ کوری کی میل (۶۴)

تیر برسائے عدو پر جو کمان دارِ قضا ۔۔ کم نہ فوارہ سے ہو تیروں کی اُس کی منڈیل (۶۵)

رہزنِ نطفۂ بد خواہ ہو اوّل ہی قضا ۔۔ آسکے پشتِ پدر سے نہ کبھی تا احلیل (۶۶)

محکمہ میں تیرے انصاف کے ہوں ہاتھ قلم ۔۔ دے اگر بھول کے بھی کوئی سرِ حرف کو جھیل (۶۷)

ذوق کرتا ہی سخن تیری دعا پر کوتاہ ۔۔ ہو گراں خاطرِ نازک پہ مبادا تطویل (۶۸)

عید ہر سال ہو فرخ تجھے با جاہ و جلال ۔۔ ہوں قوی پایہ ترے دستِ بصدقِ جبلیل (۶۹)

(۱۰۰) جو ضلالت سے ہوں گمراہ وہ ای ظلّ خدا | ذُل اقدام سے ہوں خاک مزلّت پہ ذلیل

قصیدہ نمبر ۱۶

اس قصیدہ میں طالب علمی کے خیالات کا رنگ جھلکتا ہو اس لیئے یہ ماننا پڑتا ہو کہ یہ قصیدہ جوانی کے زمانہ کی ابتدائی مشق کا نتیجہ ہو اور اکبر شاہ ثانی کی مدح میں لکھا گیا ہو۔

(۱) تا زباں زد وہ رہیں ہو فلسفی کا یہ کلام | ہو پئے افلاک لازم نفی خرق و التیام
(۲) تا خطِ محور پہ ہووے گرمِ گردش آفتاب | تا نہ قطبین فلک تک پہنچے دورِ صبح و شام
(۳) سبعہ سیّارہ ہوں سائر تا سرِ ہفت آسماں | ہو ثوابت کا سپہرِ ہشتمیں پر اژدہام
(۴) منجمد ہو کر میانِ طبقہ ہائے زمہریر | قطرہ افشاں تا بخار ابر ہوں بن کر غمام
(۵) آبِ باراں سے گزر کر منتشر تا ہو شعاع | انعکاس رنگ سے قوس قزح پائے نظام
(۶) تا حقیقت کے لیئے لطفِ سخن ہووے مجاز | صنعتیں ہوں اس سے پیدا با مرام و بے مرام
(۷) تا کریں روشن معانی و بیاں سحر بدیع | جن سے ایرادِ معانی ہو بہ تحسین الکلام
(۸) تا اَنْ وَلَن کے اِذَنْ دیں فعل مستقبل کو نصب | جازمِ فعل مضارع اِنْ وَلَمْ لَمَّا و لام
(۹) تا کہ علم شعر ہو داخل بہ اوزانِ بحور | تا افاعیل و تفاعیل اس سے پاہیں انقسام
(۱۰) اور زحافوں کا عمل لیکر ردیف و قافیہ | گہ عرب گاہے عجم میں اُن کو دے موزوں عام
(۱۱) تا اطبا زماں کو ہووے علمِ طب کے ساتھ | غورِ نبض و فکرِ بحراں ۔ فکرِ الوانِ قوام
(۱۲) تا خس و حکاک لا فع ۔ رخوہ و ثاقب ثقیل | جب تلک امراض مہلک کا اطبا میں ہو نام

. . . .

(۱۳) کلیات خمسہ ہوں منطق میں ایسا غوجیا | یعنی جنس و فصل و نوع و خاصہ اور عرضِ عام

مادّی و فاعلی علت کو تا صورت کے ساتھ — علت غائی پہ دیویں اہلِ دانش انصرام (۱۴)
تا ریاضی و طبیعی سے بزورِ فلسفہ — فیلسوفانِ جہاں علم و عمل میں لیویں کام (۱۵)
تا کہ بیت سعدِ اکبر ہوں فلک پہ قوس و حوت — تا کہ جوزا اور حمل میں شمس کو ہو احتشام (۱۶)
سنبلہ کو تا منجم کہوے ہے شاید عقیم — تا کہ ہو دست و بغل جوزا فلک پر شاد کام (۱۷)
حکم ہو برجیس و کیواں کا رواں بر چین و ہند — تا کہ تیر و ماہ روم و بلخ پر رکھیں مقام (۱۸)
تا خراساں مہر کو بہرام کو ہو ملکِ ترک — ماوراء النہر پر ناہید کو تا ہو قیام (۱۹)
تا کرے معلوم اصطرلاب سے اختر شناس — ارتفاعِ ہر ستارہ روز و شب یا صبح و شام (۲۰)
تا زحل کے ساتھ شکل عقلہ و انکیس کو — زائچہ میں و بیتے ہوں صاحبِ ل نسبت مدام (۲۱)
ہووے دائرہ عرصہ برزخ میں تا بحثِ حکیم — ہوں مذبذب جبر اور تفویض میں اہلِ کلام (۲۲)
رد کریں تا دعوئے رویت کو اہلِ اعتزال — اور ملاحدہ وسوسوں سے دینِ نبی کو اتہام (۲۳)
محو ہو جب تک کہ جوگی شغلِ استدراج میں — سینہ و سر میں رکھے مرغِ نفس کو اپنے تھام (۲۴)
تا کہ سالک مسلکِ تقوےٰ میں کرتا ہو سلوک — تا رہے مجذوب مستِ بادۂ غفلت مدام (۲۵)
تا وجودِ پاک سے ابدال اور اوتاد کے — انتظامِ اہلِ عالم ہووے عالم میں تمام (۲۶)
تا خراسان و عراق و زابل و تبریز سے — نغمہ ریز فارس آباداں کرے اپنے مقام (۲۷)
تا ہم و پنجم کھرج گندھار و ہیوت و رنکھاد — نغمۂ ہندی کا ہووے سات سر سے انتظام (۲۸)
تا کہ فروردی - ابارد - آب - ایلول اور دیل — ماہ شمسی ہو مطابق ہر ولایت میں مدام (۲۹)
یارب اس کا رتبۂ عالی ہمیشہ ہو فزوں — دولت اس کی ہو کنیز اقبال ہو ادنیٰ غلام (۳۰)
کون وہ یعنی محمد شاہ اکبر دیں پناہ — نیک صورت نیک سیرت نیک طالع نیک نام (۳۱)
زورِ دینداری سے جس کی ہے دکھاتی خود بخود — بیخ و بنیانِ ضلال و کفر شکل انہدام (۳۲)
کیا تعجب ہے اگر اس کی بہارِ فیض سے — گلشنِ گیتی ہو رشکِ روضۂ دار السلام (۳۳)
مرغزارِ عالم اس کے فیض سے ہے بسکہ سبز — پائے ہے رنگِ زمرد پارۂ سنگِ رخام (۳۴)

(۳۵) کہکشاں سے لے عصائے نقرئی پیرِ فلک — کرتا ہے وقتِ سواری شکلِ چاؤش اہتمام

(۳۶) لے شمیمِ خلق اگر اس سے تو ہو جائے ابھی — طبلۂ عطار کی صورت معطر ہر مشام

(۳۷) گلشنِ مدح و ثنا سے اس کے اے گلچینِ فکر — لا گلِ مضمونِ تازہ جلد بہرِ اشتمام

(۳۸) محترم یوں ذاتِ عالی ہے بہ جمہورِ انام
حلقۂ تسبیح میں جوں سر برآوردہ امام

(۳۹) مائدہ اور من و سلویٰ کی کسے ہے احتیاج — مطبخِ عالی سے تیرے سب کو پہنچے ہے طعام

(۴۰) بہرہ ور خورشید سے کوہِ بدخشاں ہے فقط — نیرِ اجلال کی تیرے نظر عالم پہ عام

(۴۱) غنچۂ تصویر کو بھی مثلِ گلہائے چمن — ہے نسیمِ لطف سے تیرے ہوائے ابتسام

(۴۲) ہے ملا دستِ سخا کے ساتھ تجھ کو زورِ حکم — دستِ قسامِ ازل سے بسکہ وقتِ انقسام

(۴۳) فیض تیرا ہے کہ پائے خرقۂ ماہی درم — حکم تو دیوے تو ہووے زیرِ دریا تشنہ کام

(۴۴) دشمنِ بدبیں کو آبِ خضر بھی زہراب ہے — اور دمِ عیسیٰ گلے میں برشِ آبِ حسام

(۴۵) پر ہوا خواہوں کو تیری مرحمت سے خسروا — فیضِ انفاسِ الٰہی ہوں نفوسِ انتسام

(۴۶) دستِ صحت سے رگِ ہر سنگ کوہ و دشت میں — نبضِ سالم کی طرح جنبش دکھائے گی دوام

(۴۷) دیں مریضوں کو دمِ عیسیٰ تو یوں نکلیں بال — قطرہ ریزش کریں جس طرح سے وقتِ زکام

(۴۸) مستفیدِ نور کب ہے شمس سے جرمِ قمر — نیرِ اجلال سے تیرے جلا لیتا ہے دوام

(۴۹) روبرو دستِ کرم کے ہوتی گرد و باد ہے — آبروئے ابرِ گوہر بار اے ذو الاحترام

(۵۰) تو جھروکوں میں جو بیٹھے آ کے بہرِ عدل و داد — شیر و آہو گھاٹ پر جمنا کے ہوں آپس میں رام

(۵۱) تا نہ آئے زخم عاشق کے دلِ ناکام پر — تیغِ ابرو پہ بتاں کھتے ہیں وسمہ سے نیام

(۵۲) اے فریدوں تو جو کر دے راہِ خونریزی کو بند — ق — اور لبوں سے جام کے چھلکے رحیقِ لالہ فام

(۵۳) شانۂ ضحاک کی مانند ایک ایک اس کی موج — مار پیچاں بن کے ہو وے متحد با خطِ جام

(۵۴) معجز انصاف سے تیرے بسر و دشت و جبل — ہر غزالہ ناقۂ صالح ہے گویا بے زمام

قصد صید اس کا کرے کوئی معاذ اللہ اگر
ہو خدا کا قہر نازل اس پہ بہرِ انتقام (۵۵)

آیا جب تیرے مقابل ای نہنگ بحرِ رزم
شکل خرچنگ اُلٹے پاؤں ہٹ گیا دستانِ سام (۵۶)

گنجِ استقلال پر ہی قفل اگر تیری سپر
وقت پر شمشیر ہی مفتاحِ ابوابِ مہام (۵۷)

جوں عصائے حضرتِ موسیٰ سرِ دریائے نیل
نیزہ تیرا لشکرِ اعدا میں کر جاتا ہی کام (۵۸)

ہی خدنگِ تیر تیرا یا ہوا پر ہی عقاب
دمبدم دے ہی قضا کا اُڑ کے اعدا کو پیام (۵۹)

گر عدو سدِ سکندر کو کرے چار آئینہ
آگے تیری تیغ کے وہ بھی ہی پر کاغذ ہی خام (۶۰)

تیرے وصفِ ناوک اندازی پہ تیر اندازِ فکر
مطلعِ برجستہ کو ہی لکھ کے دیتا انتظام (۶۱)

مطلع
بر سرِ پرواز ہوں جب تیرے شہبازِ سہام
جوشنِ جسمِ عدو میں ہو شبے دم مجبوسِ دام (۶۲)

دستِ دہقاں میں فلاخن شعلۂ جوالہ ہو
لیں ترے برقِ غضب کا کشتِ اعدا پر جو نام (۶۳)

گر سحابِ قہر تیرا ہو تگرگ افشاں تو ہو
حالِ اہلِ قاف وہ ای خسروِ عالی مقام (۶۴)

وادیِ بطحا میں جیسے بر سرِ اصحابِ فیل
معجزِ طَیراً اَبابیل آیا وقتِ انہزام (۶۵)

جنبشِ خامہ سے میرے سرد ہو برقِ جہاں
گر کروں شاہا رقم وصفِ سمندِ تیز گام (۶۶)

ترکِ تازی بیٹھی تھی اس کی شوخی پر نظر
البتہ چشمِ بتاں کی ہو گئی ترکی تمام (۶۷)

صفحۂ غبرا پہ کھائے نقطۂ رمال رشک
دیکھے نقشِ سم جو اُس کا جلوہ گر وقتِ خرام (۶۸)

سرعتِ طیِ منازل کا لکھوں گر اُس کی وصف
حال و مستقبل کا داخل فعلِ ماضی میں ہو نام (۶۹)

عرصۂ چوگاں میں جب اس کو بوقتِ معرکہ
لائے جولانی میں دیکر جنبشِ دستِ لگام (۷۰)

گاہ سرپٹ گہ اوڑان اور گاہ میٹھا پوئیہ
گاہ دل کی ریبیہ اور گاہ جائے شاہ گام (۷۱)

ذرا اشارہ ہو اگر اس قاف سے اُس قاف پر
اس طرح اُڑ جائے جوں مرغِ نظر بالائے بام (۷۲)

فیل کو تیرے شبِ یلدا تو کہتا ہی جہاں
پر جو ہی نقشِ قدم اس کا وہ ہی ماہِ تمام (۷۳)

یا سیہ خیمہ ہی لیلی کا دیا ہی تھم گئی
جانِ قیسِ تفتہ دل بن کر دھواں شکلِ غمام (۷۴)

(۷۵) حلقۂ زلفِ بتاں کب کھائے ہے یوں پیچ و تاب — جب اُٹھا خرطوم کو اپنے کرے ہے وہ سلام

(۷۶) منزلِ توصیف کو کیونکر تری طے کر سکے — دم کہاں پایِ خرد میں یہ خیال اس کا ہے خام

(۷۷) تہنیت کو ہے دُعا پر ذوقؔ کرتا مختصر — ہو مبارک تجھ کو باعیش و طرب عیدِ صیام

(۷۸) جو کہ ہوں بدخواہ وہ ناشاد اور غمگیں رہیں
اور ہوا خواہوں کے دل ہوویں ہمیشہ شاد کام

قصیدہ نمبر ۱۷

ذوقؔ نے یہ قصیدہ شہزادہ سلیم کی شادی کی تہنیت میں لکھکر اکبر شاہ ثانی کو نذر گذرانا تھا۔ عالم شباب کا کلام ہے

(۱) اُفقِ دل پہ مرے عیش و طرب دونوں ہم — آج یوں آئے سحر جیسے دو پیکر توام

(۲) ایک کا ایک سے وہ ربطِ سخن تھا گویا — دو لبِ یار ہیں با حضرت عیسٰے ہمدم

(۳) روشِ ناز پہ ہمدوش تھے یوں جیسے کبھی — لام الف لکھتا تھا اسلام کا یاقوت رقم

(۴) یا تھے دو مصرعِ مربوط بہم دست و بغل — یا کہ پیوند تھے دو نخلِ گلستانِ ارم

(۵) رل کے دو تارِ نظر ایک ہوئے تھے دونوں — یا وہ اک بینی کے دو پٹے تھے باہم ہمدم

(۶) دونوں پیچیدہ بہم ایسے سیہ مستی میں — کوئی مشاطہ بھی یوں گوندھے نہ جعدِ پُر خم

(۷) ایک معنی کے وہ لفظِ مترادف تھے دو — ایک مضمون کے دو فقرے۔ مگر مستحکم

(۸) تھے جڑے دو دُرِ شہوار کہ ہرگز نہ ملیں — ابرِ نیساں سے گریں لاکھ اگر قطرۂ یم

(۹) ایسے تھے دونوں وہ یک دل کہ دو قالب یکجاں — یک زباں دونوں وہ اس طرح کہ جوں چاکِ قلم

(۱۰) آئے لپٹے ہوئے یوں عالم سرشاری میں — نالۂ زیر کی ہمراہ ہو جوں نالۂ بم

(۱۱) میں نے پوچھا جو سبب اُن کے بہم ہونے کا — تو یہ ہاتف نے کہا غیب سے ہو کر ملہم

(۱۲) کیوں معموں کے دلِ تنگ میں معنی ہوں بہ تنگ — جب ہے معلوم تو پھر بات رہے کیوں مبہم

آج اُس شاہ کے فرزند کی ہی شادی طوبیٰ
کہ شجاعت میں وہ رستم ہی سخا میں حاتم (۱۳)

کون وہ ظلِ خدا۔ شاہ محمد اکبر
جس کی ہمت سے ہوں دریوزہ گر ارباب ہمم (۱۴)

شاہ کا پوچھو جو فرزند تو شہزادہ سلیم
ہو سلامت سو ہی اس کی بہ سلامت منضم (۱۵)

اس لیے عیش و طرب مثل قرانِ السعدین
متفق ہو کے پئے تہنیت آئے اس دم (۱۶)

یمن اس عقد نے بخشا ہی جہاں کو ایسا
جو گرہ آج لگائیں سو ہی لگتی محکم (۱۷)

آج وہ دن ہی مبارک کہ اُٹھی لائے ثمر
دو درختوں کو جو پیوند لگائیں باہم (۱۸)

دیتا شکلوں میں ہی پیوند بدیہ الانتاج
یہ قلم سمجھے نہ تہذیب نہ جانے سُلّم (۱۹)

بزمِ عشرت کی طرف کرتا ہی جو نظارہ
پڑھتا یہ مطلعِ رنگیں ہی وہ ہو کر خرّم (۲۰)

مطلع

ہی اُٹھا عیش کا طوفانِ بسرِ ساحلِ یم
زمزمہ موج کا بربط سے ہوا ہی ہمدم (۲۱)

گٹکری کا سا ہی لچھا بہ گلوئے مینا
ہچکیاں قلقلِ مینا جو ہی لیتی پیہم (۲۲)

لوگے جس سازِ خدا ساز کو آغوش میں آج
تارِ چھیڑو گے کھرج کا تو سنو گے پنچم (۲۳)

اثرِ نغمۂ شیریں سے جہاں بھول گیا
کہ سوا راگ کی سم کے ہی کوئی اور بھی سم (۲۴)

جن مزامیر کو ہم سُنتے تھے واعظ سے حرام
وجد میں آئیں سنیں آج گر آہوئے حرم (۲۵)

تارِ طنبور بنے آج رگِ سنگِ صفا
بے زباں زمزمہ سازی کرے موجِ زمزم (۲۶)

نہیں کچھ دور کہ تبدیل ہو کعبہ کا لباس
تا کہ دکھلائی نہ دے صورتِ اہلِ ماتم (۲۷)

دھوم اس شادی کی یہ ہی کہ منڈھے کی صورت
چھا گیا گلشنِ آفاق پہ ہی ابرِ کرم (۲۸)

رقعہ شادی کا ہی اس رنگ سے تحریر ہوا
کہ جوانانِ چمن آئیں جو مل کر باہم (۲۹)

شاخِ گل پہنے کلائی میں کلی کا کنگنا
زرد جوڑے پہ بسنت اپنا دکھائے عالم (۳۰)

عطرداں میں گلِ نرگس وہ بھیجے عطرِ سہاگ
سالے گل بھرنے لگیں بلبلِ بیتاب کا دم (۳۱)

بل بے تیاریِ پوشاک کہ چرخِ اطلس
لایا اطلس جو لگانے تو یہاں نکلی کم (۳۲)

(۳۳) یہ خیاطہ کی ہی جلدی کہ کھلا جاتا ہی — شکمِ کرمِ بریشم ہی میں تارِ ریشم

(۳۴) یہ جڑاوے کی ہی کثرت کہ جڑے ہی ہر صبح — ورگِ گل ہر گل داؤدی کے ہیرے شبنم

(۳۵) اللہ اللہ رے نوشہ ترا عالی رُتبہ — جس کی اُنگلی میں پنھائے گا سلیمانؑ خاتم

(۳۶) ہوئی نوبت کی یہ نوبت کہ سحر اُس کی ٹکور — گوشِ افلاک سے بھرتی ہی سوا گوشِ اصم

(۳۷) نے قلیاں کو بھی گر منہ سے لگاتا ہی کوئی — تو وہ بھرتی ہی ہم آوازیِ شہنائی کا دم

(۳۸) پہنچا یہ طنطنۂ کوس کا گردونِ دماغ — کہ نہیں رکھتا سرِ روئے زمیں اپنا قدم

(۳۹) آتی اس طرح سے پیہم ہی جلاجل کی صدا — کہ پری زاد ہی آتی کوئی کرتی چھم چھم

(۴۰) کہتا ہر دم ہی یہ نقارچیِ پیرِ فلک — کہ تھا مدت سے دمامہ کا مرے پھولا شکم

(۴۱) سارے ارمان نکالوں گا وہ اس شادی میں — اس کے سینہ سے جو نکلیں گے یہ آوازۂ بم

(۴۲) جو گھڑے سونے کے اور سونے کی ٹھلیاں ان میں — صف بہ صف دیکھ کے ان کو یہ پکارا عالم

(۴۳) ہی یہ سلکِ دُرِ شہوار بگوشِ بہجت — یا کہ ہنستی ہی خوشی دانت نکالے پیہم

(۴۴) ہر سبوچے پہ یہ جوبن ہی کہ جیسے کوئی شوخ — اپنے اُبھرے ہوئے پستاں پہ چڑھا دے محرم

(۴۵) دیکھ نُقلوں کو سبوچوں میں یہ حیران ہی خلق — کہ بھرے موتیوں سے کیونکہ حبابِ لبِ یم

(۴۶) ایسے شیریں کہ اگر رکھے زباں پر ان کو — وصفِ شیریں سخنی پائے زبانِ ابکم

(۴۷) کروں تحریر جو رنگت کو حنابندی کی — شاخِ گل مہندی ہو پھولوں سے ابھی میرا قلم

(۴۸) ہوئے روشن جو کنول شکلِ رُخِ آتشناک — تو لپٹیں اُن پہ دھوئیں کی ہوئیں زلفیں پرخم

(۴۹) کاغذِ زرد کے پھولوں میں یہ گل کترے تھے — آگیا بھاگِ گلِ صد برگ کا پھر کر موسم

(۵۰) نخلِ آرایش اگر دیکھو تو ایسے دلکش — نوجوانانِ چمن جیسے بصد نازو نعم

(۵۱) بیاہ کی شب وہ تجمل تھا کہ اللہ اللہ — کہتا تھا دیدۂ انجم سے یہ گردوں ہر دم

(۵۲) سچ کہو کرتے ہو نظارہ جہاں کا جب سے — کبھی یہ جلوہ ہی دیکھا تمھیں آنکھوں کی قسم

(۵۳) دیکھے دولہ کے نہیں دستِ حنابستہ ابھی — ورنہ مٹھی کا ابھی غنچہ کی کھل جاتا بھرم

[illegible] ۱۲

مُنہ پہ نوشاہ کے یوں سہرۂ زرتار کی زیب ۔۔۔ لٹے خورشید پہ جوں خطِ شعاعی کی جھلم (۵۴)
ہوا شبدیزِ فلک سیر پہ دولھا جو سوار ۔۔۔ روز نے صدقہ کیا اشہبِ شب نے ادہم (۵۵)
وصف میں اُس کے پڑھوں کیونکر نہ اک مطلع میں ۔۔۔ توسنِ طبع نے اب تیز نکالا ہے قدم (۵۶)

مطلع

یار ہمدم ہے وہ لیکن نہیں نسلِ آدم ۔۔۔ ہے وہ اُس نسل میں جس اصل میں رخشِ رستم (۵۷)

رمزِ راکب سے ہے آگاہ وہ صرصر رفتار ۔۔۔ گزرے گر دل میں توقف تو وہیں جائے ہے تھم (۵۸)
ہے تو وہ حور شمائل، نہیں پر زادۂ حور ۔۔۔ خوئے آدم ہے و لیکن نہیں نسلِ آدم (۵۹)
چادریں بھیجتا مہتاب کی ہے بسکہ فلک ۔۔۔ چاہیئے اس کو زمیں پر نہ گلیم و نہ گلم (۶۰)
نور کے قطرے فلک سے ہیں زمیں پر برسے ۔۔۔ چھوٹتے گنج ستاروں کے کہاں ہیں پیہم (۶۱)
سر اُٹھایا یہ ہوائی نے ہے آخر کہ ہوا ۔۔۔ شعلہ اس کا علمِ کاہکشاں کا پرچم (۶۲)
ٹہنیاں جھومے ہیں اس رنگ سے نافرماں کی ۔۔۔ جیسے رکھے ہوں تراشے ہوئے جامِ نیلم (۶۳)
ہاتھی لڑتے نہ سمجھنا۔ فیلِ عشرت نے بزور ۔۔۔ سر کو دو کوہ کے ٹکرایا ہے مانندِ غنم (۶۴)
نخل پھولا ہوا دم بھر میں نکل آتا ہے ۔۔۔ ہے اناروں میں اچنبھے کا تماشا عالم (۶۵)
چھوٹے ڈگھن چکّر اس انداز سے کھا کر چکّر ۔۔۔ چرخ میں آیا جسے دیکھ کے گردونِ دژم (۶۶)
پھولیں کیونکر نہ چمک کر گلِ آتشبازی ۔۔۔ شاخ بھی گل کی قلم۔ بن گئی شورے کی قلم (۶۷)
جھاڑ ابرک کے نہیں۔ چادرِ مہتاب میں ہیں ۔۔۔ جڑ تلک لپٹے ہوئے نخلِ گلستانِ ارم (۶۸)
شجرِ طور کا جوں وادیِ ایمن میں ہو نور ۔۔۔ شمعِ ابرک کے کنول میں ہے دکھاتی عالم (۶۹)
ہیں جو سرگرمیٔ شادی سے فتیلے روشن ۔۔۔ تا ب کیا خانۂ گیتی میں رہے سایۂ غم (۷۰)
باندھے سو شعلۂ فندق بسرِ ہر انگشت ۔۔۔ پنج شاخوں کو کہوں میں نہ کبھی دستِ صنم (۷۱)
کھولا مصحف۔ تو زہے یمن۔ سرِ لوحِ ورق ۔۔۔ اسمِ اعظم تھا عیاں خطِ شعاعی سے رقم (۷۲)
رونمائی پہ لگی رشک سے زہرہ گانے ۔۔۔ غیرت از چشم کنم روئے تو دیدن ندہم (۷۳)

(۷۴)	ایسی شادی کے تجمل کو لکھے کیا کوئی		دھوم ہی جس کی گئی تا سرِ ہفتم طارم
(۷۵)	جی میں ہی توسنِ خامہ کی عناں پھیر کے میں		مدح اکبر شہِ ثانی کروں پھر زیبِ رقم
(۷۶)	جس کے باعث سے منور ہی چراغِ خورشید		جس کی دولت سے ہی آراستہ بزمِ عالم
(۷۷)	اُس کی بیداری کے نقارہ کی اللہ رے صدا		از عجم تا بہ عرب اور ز عرب تا بہ عجم
(۷۸)	جس سے پوچھو کہ تو آگاہ ہی؟ کہے گا کہ بلے		انت تعرف کہو جس سے وہ کہے گا کہ نعم
(۷۹)	مدح میں اُس کی رقم کرتا ہوں یاں تازہ غزل		کہ غزل خواں ہی ہر ایک آج بجانِ خرم

(۸۰)	غزل	تو ہی وہ ابرِ سخا، تو ہی وہ دریائے کرم جس میں ہیں فلس کی جا کیسۂ ماہی پہ درم	مطلع

(۸۱)	چارہ گر ہو جو ترا لطف تو پھر کیا ہی عجب		مشک سودہ کہے ہر زخم پہ کارِ مرہم
(۸۲)	پہونچی ہی روحِ عدو سہم کے ناوک سے ترے		مثلِ آہوئے رمیدہ سرِ صحرائے عدم
(۸۳)	تیرا خنجر ہی نہنگ ایسا کہ غرقِ زہر آب		تیری شمشیر وہ اژدر ہی کہ ہی آتش دم
(۸۴)	حق میں اعدا کے ترا تیر ہی پیغامِ قضا		اور ترا جوہرِ شمشیر قضائے مبرم
(۸۵)	ٹوٹے دل شیشہ کا ہرگز نہ ترے عہد میں سنگ		رحم کھاوے کہ لیا اُس نے مرے گھر میں جنم
(۸۶)	تیرے انصاف کا پرتو ہی جو عالم پہ محیط		تو نہ پایا ہی نہ پائیں گے فروغ اہلِ ستم
(۸۷)	روبرو بچۂ آہو کے نہ روشن ہو چراغ		ڈالے روغن کی جگہ اس میں جو پیہِ ضیغم
(۸۸)	گلشنِ مدح میں دے تیرے ترا ذوق لگا	ق	خرمنِ گل کی جگہ تازہ مضامیں کا اٹم
(۸۹)	پر یہ سمجھا کہ ہی جز کرتا دلالت کل پر		کہہ کے اک شمہ تری وصف کا ای نیک شیم
(۹۰)	یہ دعا کرتا ہی دل سے کہ مبارک ہو تجھے		شادیِ صلتِ فرزند بصد جاہ و حشم

(۹۱)	ہوں شبستاں میں ترے دست و بغل عیش و طرب گھر میں حاسد کے دل آشوب رہیں محنت و غم	

قصیدہ نمبر ۱۸

در مدح اکبر شاہ ثانی

سحر جو گھر میں بشکلِ آئینہ۔ تھا میں بیٹھا۔ نزار و حیراں (۱)
تو اک پری چہرہ۔ جو طلعت بشکلِ بلقیس و ماہِ کنعاں

پری کی صورت چمن کی رنگت۔ گراس کا شیوہ۔ تو اُس کا جلوہ (۲)
زبان شیریں۔ بیان رنگیں۔ کلام رنداں۔ خرام مستاں

انیسِ خلوۃ۔ جلیسِ جلوۃ۔ حریفِ حکمت ظریفِ صحبت (۳)
بہ بزم یاراں بدل بہاراں۔ باہل عزلت گلے بداماں

حسیں بشکل مہ منوّر۔ عرق کے قطرے ہیں اس میں اختر (۴)
ہلال ابرو نگاہ جادو۔ خدنگ مژگان وچشم فتاں

بروئے رنگیں۔ نگار بستاں۔ شگوفہ خنداں۔ مگر نہ خندہ (۵)
بموئے پیچاں ہی عشق پیچاں۔ جو ہیں پریشاں تو دل پریشاں

وہ گوش پر زیب کج کلاہی۔ جو دیکھو بستی تو یا الٰہی (۶)
دہن میں غنچہ۔ لبوں میں گلبرگ و رخ کے روشن میں مہتاباں

نگاہ ساغر کش تماشا۔ بیاضِ گردن۔ صراحی آسا (۷)
وہ گول بازو۔ وہ گوری ساعد۔ وہ پنجہ رنگیں بخونِ مرجاں

کمر نزاکت سے لچکی جائے۔ کہ ہی نزاکت کا بار اُٹھائے (۸)
اور اُس پہ سونور لہر کھائے۔ پھر اُس پہ ہیں دو قمر فروزاں

(۹) وہ ران روشن۔ وہ ساق سیمیں۔ وہ پائے نازک حنا میں رنگیں
وہ قد قیامت۔ وہ فتنہ قامت۔ دلوں پہ شامت جو ہو خراماں

(۱۰) جو نام پوچھا کہا خوشی ہوں۔ جو وصف پوچھا۔ تو دلبری ہوں
سبب جو پوچھا تو ہنس کے بولی کہ ذوق تو بھی عجب ہے ناداں

(۱۱) وہ شاہ جو ہے۔ محمد اکبر۔ جہاں میں رشکِ جم و سکندر
جلوس جشن اس کا ہے فلک پہ اُسی کے پرتو ہیں سب ساماں

(۱۲) یہ سنتے ہی میں نے بالبدیہت لکھا وہ مطلع شفق شباہت
کہ جس کو احسن کہے سخنور۔ پڑھے بہ تحسیں ہر اک سخنداں

مطلع

(۱۳) شہنشہا تیرے سر پہ دوراں۔ ہے چتر بن بن کے ہوتا قرباں
کہ ہفت اختر بہ ہفت کشور ہیں آج یکسر مطیع فرماں

(۱۴) وہ ہے ترا اخترِ ہمایوں۔ کہ ہو کے روشن چراغِ گردوں
مدام کانپے ہے شعلہ آسا۔ بزیرِ فانوسِ چرخ گردوں

(۱۵) سحابِ ہمت جو در فشانی۔ کرے بہنگامِ حکمرانی
تو ہو خجالت سے پانی پانی۔ ہوا پہ یک دست ابرِ نیساں

(۱۶) تری عدالت میں ہے یہ قدغن۔ کتاں کو دیکھے نہ ماہِ روشن
وگرنہ ہالہ ہو طوقِ گردن۔ کہ تا ہو دل میں بہت پشیماں

(۱۷) جو تیغ براں کو اپنی شاہا کرے علم تو بروزِ ہیجا
تو زیرِ دامانِ ابر اپنا۔ دکھائے جلوہ نہ برقِ رخشاں

(۱۸) یہ تیرا خنجر ہے یا کہ شہپر۔ کہ جس کے لگتے ہی دم میں اُڑ کر
قفس سے ہوتا ہے تن کے پرّاں۔ ترے مخالف کا طائرِ جاں

ہو عیدِ قرباں میں تیری ہیبت۔ رکھا بزرگوں نے شیر گردوں (۱۹)
کہ کھاکے گاو زمیں نہ ہیبت۔ کہیں بزیرِ زمیں ہو لرزاں

رکھے گا فغفور چینی خانہ۔ تو حکم دے اے شہِ زمانہ (۲۰)
بنا صفاہاں پہ آستانہ کہ بیٹھے دارا بجائے درباں

تری سخاوت کا سُن کے عالم۔ اُمنڈ پڑا ہے تمام عالم (۲۱)
عرب سے آیا ہے چل کے حاتم۔ بلب سؤال و بدست داماں

جو ہوئیں جنبش میں لعلِ شیریں۔ چمک ہو اُن کی کلامِ رنگیں (۲۲)
تو حکم دیوے تو ہوئے آئیں۔ تو ہنس کے بولے تو گل ہو خنداں

جو ہو سوارِ سمندِ تازی۔ کرے تو میداں میں اسپ تازی (۲۳)
تو سمجھے دورِ فلک کو بازی۔ بپائے گوئے بدستِ چوگاں

....

وہ تیرا ہے فیلِ کوہِ پیکر۔ کہ جس پہ کہتے ہیں سب نظر کر (۲۴)
فلک پہ دُمدار ہیں وہ اختر۔ دیا نمایاں ہیں اس کے دنداں

....

ترا جو وصفِ خجستہ شاہا۔ لکھے قلم کو کہاں ہے یارا (۲۵)
ثنا دُعا پر ہے ختم کرتا۔ جو **ذوق** تیرا ہے تہنیت خواں

کہ روز تجھ کو خوشی ہو افزوں۔ حسود ہوں سرنگوں و محزوں (۲۶)
یہ جشن ہو فرخ و ہمایوں۔ سدا بصد فرّ و شوکت و شاں

قصیدہ نمبر ۱۹

پائے نہ ایسا ایک بھی دن خوشتر آسماں		کھائے اگر ہزار برس چکر آسماں	(۱)

(۲) ہی بادۂ نشاطِ طرب سے لبالب آج — ایک عمر سے پڑا تھا تہی ساغرِ آسماں

(۳) دیکھے نہ اس طرح کا تماشا جہان میں — گر ہو تمام چشمِ تماشا گر آسماں

(۴) اترا رہا ہی عطر سے عیش و نشاط کے — سچ ہی زمیں پہ پاؤں رکھے کیونکر آسماں

(۵) افراطِ انبساط سے ہی کیا عجب اگر — مثلِ حباب جامہ سے ہو باہر آسماں

(۶) شادی کی اُس کی دھوم ہی آج آسماں تک — تابع زمانہ جس کا ہی فرماں بر آسماں

(۷) فرزندِ شاہ یعنی جواں بخت ذی وقار — تسلیم کو ہی جس کی جھکاتا سر آسماں

(۸) ہی اس کی بارگاہ میں مانندِ چوبدار — حاضر عصائے کاہکشاں لیکر آسماں

(۹) اس بیاہ کی نوید سے ہی اس قدر سرور — ہی پیر پر جوانوں سے ہی بہتر آسماں

(۱۰) پھرتا ہی اہتمام میں شادی کے رات دن — مقدور کیا کہ ٹھیر سکے دم بھر آسماں

(۱۱) فردِ حساب صرف سے اس بیاہ کے ہو کم — گو لاکھ جمع و خرچ کا ہو دفتر آسماں

(۱۲) توروں کی پخت مطبخِ عالی میں اس قدر — ہی جس کا ایک تودۂ خاکستر آسماں

(۱۳) اس روشنی کی چند دکھادے تجھے پنجیاں — نازاں ہی آفتاب کے پنجہ پر آسماں

(۱۴) ابرِ بہار دودِ چراغاں سے نو بہ نو — ہوں سات آسماں کی جگہ نشتر آسماں

(۱۵) چشمِ قمر میں اور بھی ہو روشنی دوچند — کاجل لگائے اُس کے دھوئیں سے گر آسماں

(۱۶) کر ڈالے پارہ پارہ فلیتوں کے واسطے — مہتاب کو سمجھ کے کہن چادر آسماں

(۱۷) یہ کہنہ و سیاہ وہ خوشرنگ و نو بہ نو — فائق ہو کیا سبوچۂ ساچق پر آسماں

(۱۸) تھلیوں میں ہیں وہ نقل پڑے ان کا عکس اگر — لے کہکشاں کی مانگ میں موتی بھر آسماں

(۱۹) آرایش ایسی اور وہ گلہائے رنگ رنگ — اودی ساجن میں غنچۂ نیلوفر آسماں

(۲۰) بنوائے اس میں پھول طلائی و نقرئی — لے لیکے ماہ و مہر سے سیم و زر آسماں

(۲۱) نقار خانہ کی ہی چراغاں سے وہ شکوہ — گویا ہی اک زمیں پہ پر از اختر آسماں

(۲۲) کرتا ہی رقص تخت پہ نقارہ خانہ کے — ق — شہنائی کی صدا کو جو سن سن کر آسماں

آوازۂ دمامۂ نوبت سے گونج اُٹھا
وہ جو سب آسمانوں کے ہو اوپر آسماں (۲۳)

دولہا دولھن کے ہو یہ علامت سُہاگ کی
آیا ہو ایک سہاگ پُڑا بن کر آسماں (۲۴)

جائے عجب نہیں ہو کہ عطرِ سہاگ کے
شیشہ کے شیشے بھر کے لنڈھاوے گر آسماں (۲۵)

یارب ہمیشہ دولہا دُلھن میں رہے سہاگ
جب تک کہ ہووے نیچے زمیں اوپر آسماں (۲۶)

مہندی کے وصف لکھنے کے قابل نہیں کہ ہو
نیلا سا ایک کاغذِ بے مسطر آسماں (۲۷)

جو بُرج اُڑے ہو اُڑ کے یہ ہوتا ہو وہ بلند
رکھ لے ہو سر پہ مثلِ گُلِ احمر آسماں (۲۸)

کرتا رہا برات کی شب شام سے نثار
شبنم کی جائے صبح تلک گوہر آسماں (۲۹)

پہنچے براتیوں کے نہ ہرگز ہجوم کو
انجم سے لاکھ جمع کرے لشکر آسماں (۳۰)

عیش و طرب کو مژدہ کہ کرتا جہاں میں ہو
زہرہ سے اب قرانِ مہِ انور آسماں (۳۱)

ہنگامِ بزمِ عقد ستاروں کے واسطے
کیا کیا سجے ہو اوج و شرف کے گھر آسماں (۳۲)

بدبیں کی ہو نظر کے جلانے کے واسطے
انجم سپند، آگ شفق، مجمر آسماں (۳۳)

جس وقت سہرہ باندھ کے دولہا ہوا سوار
کیا کیا بلائیں لیتا تھا جھک جھک کر آسماں (۳۴)

کرتا تھا اَن یکادُ کو دم پڑھ کے دم بدم
دولہا کے صبحدم رُخِ روشن پر آسماں (۳۵)

ایسا نہیں جہاں میں کوئی نخلِ آرزو
لایا ہو آج جس میں نہ برگ و بر آسماں (۳۶)

کرتا ہو شاخِ خشکِ تمنا کو نخلِ سبز
در پردہ مثلِ پردہ بازی گر آسماں (۳۷)

شادی کا اس کے نورِ بصر کی ہو اہتمام
کرتا ہو جس کا روز طوافِ در آسماں (۳۸)

وہ شاہِ نامور کہ بہادر شہ اس کا نام
ہو حکم سے نہ اُس کے کبھی باہر آسماں (۳۹)

وہ آفتابی اس کی تجمل جس سے آفتاب
وہ چتر اس کا جس سے نہ ہو ہمسر آسماں (۴۰)

مطلع پڑھوں حضور میں وہ میں جسے کہے
مطلع سے آفتاب کے بھی برتر آسماں (۴۱)

مطلع

تجھ سا زمیں پہ دیکھے جو فرخ فر آسماں
قرباں نہ کیوں زمیں کے ہو پھر پھر کر آسماں (۴۲)

(۴۳) طالع سدا مساعد و عالم سدا مطیع | کوکب ہمیشہ یار ترا یاور آسماں

(۴۴) نہ آسماں سے رتبہ ترا یوں بلند تر | جس طرح کوہسار سے بالاتر آسماں

(۴۵) خطبہ کے واسطے ترے نامِ بلند کے | گر مشتری خطیب ہو تو منبر آسماں

(۴۶) وہ بحرِ بیکراں ہے تری ہمّتِ وسیع | ہے بلبلا سا ایک کنارے پر آسماں

(۴۷) دریائے قہر تیرا جو طوفاں کرے بپا | بہہ جائے مثلِ کشتیِ بے لنگر آسماں

(۴۸) قد پر ترے وہ راست قبائے علوِّ جاہ | زیبندہ جس کے واسطے بالا بر آسماں

(۴۹) تیری گہر فشانیٔ دستِ کرم سے ہے | گویا کہ ایک دامنِ پر گوہر آسماں

(۵۰) چمکائے تیغِ تیز کو اقبال گر ترا | ہو مصقلہ ہلال تو صیقل گر آسماں

(۵۱) یوں دل میں تیرے جلوۂ ذاتِ محیطِ حق | آجائے جیسے آئینہ کے اندر آسماں

(۵۲) سرعت میں تیرا رخشِ فلک سیر کیا شہاب | رفعت میں بھی ہے پیلِ جبل پیکر آسماں

(۵۳) شاہا عجب نہیں ترے شبدیز کے لیئے | بنوائے ماہِ نو سے رکابِ زر آسماں

(۵۴) پہنچا نہ اُس کے کاوے کے انداز کو کبھی | کھاتا رہا زمیں پہ سدا چکّر آسماں

(۵۵) انجم ہیں کیا شررِ ترے نعلِ سمند کے | ہے بلکہ تیرا گردِ رہِ لشکر آسماں

(۵۶) مانا اگر بلندیِ شان و شکوہ میں | ق | ہاتھی سے تیرے ہو بھی گیا ہمسر آسماں

(۵۷) پر اُس کے نقشِ پا کے مقابل بنا سکے | چار آفتاب ایک جگہ کیونکر آسماں

(۵۸) یہ **ذوق** کی دُعا ہے کہ جب تک زمانہ میں | منسوب ہر ستارے سے ہووے ہر آسماں

(۵۹) بزمِ نشاط و عیش رہے تیرے گھر میں روز | لائے ہمیشہ تیری مرادیں بر آسماں

(۶۰) مارے جگر میں حاسدِ بد خواہ کے ترے
تارِ خطوطِ مہر سے نشتر آسماں

قصیدہ نمبر ۲۰

اس قصیدہ کو ذوقؔ نے شاہزادہ سلیم کی شادی کے موقع پر لکھ کر اکبر شاہ ثانی کے سامنے پیش کیا تھا۔ اس کا مسودہ مخلوط ہو گیا تھا۔ مرنے سے ایک سال پہلے استاد کو اس قصیدہ کا خیال آیا۔ ملاش کی نہ ملا۔ ردیف قافیہ مضامین حافظہ میں محفوظ تھے انھیں کو نگاہ رکھ کر قصیدہ تو نہیں لیکن ایک قطعہ لکھ ڈالا اور اس کو عید الضحیٰ کے دربار میں اپنے ممدوح ابوظفر کے حضور میں نذر گزران دیا۔ ذوق کی وفات کے بعد اصل قصیدہ بھی مل گیا اور اب قصیدہ عید الضحیٰ کے قطعہ کے ساتھ دیوانوں میں موجود ہے۔

دل کہ اس دہر میں ہے گرسنۂ نازِ بتاں — نم تیغ اس کو غنیمت ہے کہ دیکھا لبِ ناں (۱)

ہوں وہ لب تشنہ کہ میں دامنِ دریا سمجھوں — برق پر سوز کا ہاتھ آئے جو طرفِ داماں (۲)

وہ خنک دل ہوں کہ جس کے نفسِ سرد سے آہ — دم میں یخ بستہ ہو سرچشمۂ مہر رخشاں (۳)

میں ہوں وہ شعلۂ جوالہ بزیرِ گردوں — کہ اگر دل کو قرار آئے تو چکر میں ہو جاں (۴)

میں وہ مجنونِ جگر تفتہ ہوں جس کے دمِ فصد — ہر بنِ مو سے عوض خوں کے نکلتا ہے دھواں (۵)

چشمِ سوزن سے نہ ہو سلسلہ زنجیر کا گم — دلِ وحشت زدہ ہے لاغر و بے تاب و تواں (۶)

ہوں وہ افتادہ کہ ہمت کبھی یاور ہو تو ہو — دستگیر آ کے عصائے مژۂ مورِ چگاں (۷)

ہوں وہ تصویرِ سرِ صفحۂ عالم جس پر — ہو قلم دو تو کرے کارِ سنان و پیکاں (۸)

دل گرفتہ ہوں میں دہر میں مانندِ انار — ایک گرہ وا ہو تو ہو صد گرہ اندر داماں (۹)

ہوں وہ فرسودۂ غم جس سے بچشمِ بینش — کرتا سرو چمنِ دہر ہے کارِ سوہاں (۱۰)

قطرۂ شبنم کا ہو گل پر تو مری نظروں میں — سنگِ حسرت ہو کہ رکھتا ہوں بزیرِ دنداں (۱۱)

میں ہوں وہ کشت کہ بیگانہ ہے سبزہ جس سے — اور اگر ہے تو ہے آغشتۂ زہرابِ سناں (۱۲)

فلکِ سبز کے نیچے ہوں میں تلوار کا کھیت — آبِ شمشیر مجھے دو کہ یہی ہے مری جاں (۱۳)

(۱۴) ہوں وہ خود رفتہ کہ جوں عمرِ تلف کردہ مجھے — حشر تک ڈھونڈیں تو ممکن نہیں ہاتھ آئے نشاں

(۱۵) ماہِ نخشب کی طرح ہوتا عیاں ہوں ہر کوہ — اور ابھی پل میں جو دیکھو تو عیاں ہوں نہ نہاں

(۱۶) ہوں وہ سرگشتہ کہ گر ساقی دوساغر چاہوں — حلقۂ دورِ فلاخن ہو بدستِ دہقاں

(۱۷) اس گلستاں کی روش پر گل بازی ہوں میں — نہ ادھر ہوں نہ اُدھر ہوں نہ وہاں ہوں نہ یہاں

(۱۸) دل نے لیموسے کیا رنگِ طلا کا روشن — ترش روئی سے رُخ زرد ہے میرا تاباں

(۱۹) میں وہ گردشِ زدۂ دہر ہوں جس کا پسِ مرگ — سنگِ تعویذ بھی چکر میں ہو مانندِ فساں

(۲۰) میں ہوں وہ بسمل دل خوں شدہ جس کے خوں میں — تیغِ قاتل روشِ کشتیِ دریا ہو رواں

(۲۱) اشکِ خونیں ہے مرا آتش یا قوتِ یمن — گرچہ ہوں آب میں لیکن ہوں ہمیشہ سوزاں

(۲۲) دل اُڑا جاتا ہے جل جل کے جو بن آگ مرا — طائرِ رنگِ حنا بن کے ہوا ہوں پرّاں

(۲۳) طفلِ معصوم کا ہے خواب مری موت و حیات — کہ یہی لب مرا خنداں ہے یہی ہے گریاں

(۲۴) وہ سیہ بخت ہوں میں خاک نے جس کی اکسیر — ہے سیہ کردیا آئینۂ چرخِ گرداں

(۲۵) میں وہ بیمار ہوں مایوسِ شفا جس کے لئے — دمِ عیسےٰ نے کیا کارِ نفوسِ ثعباں

(۲۶) اُٹھ سکا سر نہ مرا مزرعِ گیتی میں ذرا — دل رہا دانۂ روئیدہ تہِ سنگ گراں

(۲۷) شمعِ جاں سوز سے میری نئی قلیاں کی طرح — کیا عجب تا نے قلم سے جو نکل آئے دھواں

(۲۸) دلِ مایوس یہ تھا کہہ رہا مجھ سے کہ خرد — یوں لگی کہنے کہ بے فائدہ کیوں آہ و فغاں

(۲۹) یہ تو کر غور کہ مداح ہے کس شاہ کا تو — دیکھ وہ ابرِ کرم قلزمِ جود و احساں

(۳۰) وہ شہنشاہ کہ جشن اس کا ہے افلاک کی سیر — ہنستے مہوش ہیں تو کہتے ہیں ستارے افشاں

(۳۱) ماہ گردوں پہ ہے اور آ کے زمیں پر مہتاب — کثرتِ عیش سے دریا میں ہے شب کو رقصاں

(۳۲) سُن کے یہ مژدۂ جاں بخش ہر اک گویاں تک — شوقِ نظارہ ہوا عام پہ گلزارِ جہاں

(۳۳) دیکھتا ہوں کہ ہر شاخِ مژہ کاسۂ چشم — رُخِ نظارگیاں پر ہے بنا نرگسِ داں

(۳۴) آج عالم کا ہے دل شاد کہ جوں عالمِ نور — جلوہ گر ہے سر اورنگ بصد شوکت و شاں

ماہ فرخندہ لقب شاہ محمدؐ اکبر
تاج شاہانِ زماں فخرِ سلاطینِ جہاں (۳۵)

دیکھا ہی دولت و صولت کا جو اُس کے اقبال
دہرِ سرکش کا بھی قد ہو گیا خم مثلِ کماں (۳۶)

مدح حاضر کیلئے حاضرِ دربار ہو ذوقؔ
تو ہی خاقانیِ ہند اور وہ ہی خاقانِ زماں (۳۷)

مطلعِ ثانی

پوچھ لو آج فلک سے کہ ہی خورشید کہاں
گر ہی کچھ وزن تو آ جائے بسوئے میزاں (۳۸)

تیرے جلوہ کی تجلی نے جو روشن کیا دل
ہو گیا شمع مرے سینہ میں تارِ رگِ جاں (۳۹)

آستیں اپنی ہلا دے جو ترا دستِ کرم
ہر شکن سے ہو عیاں لجۂ بحرِ عماں (۴۰)

کیوں نہ ارباب ہمم ہوں تری ہمت کے غلام
حق یہی ہی کہ اَلْاِنْسَانُ عَبِیْدُ الْاِحْسَان (۴۱)

آگے دریا ترے خود کھولے ہی لب بہرِ سوال
کہوے کس منہ سے کہ پنجہ بھی ہی رکھتا مرجاں (۴۲)

سُرخروئی ترے حاسد کو جگر خواری ہی
تیر کے بال سے ہی تیز تر اُس کو رگِ پاں (۴۳)

کانپتے ہیں تری ہیبت سے پلنگ اور نہنگ
بحر و بر پر ہی تری تیغ کی بُرِش یکساں (۴۴)

ہی زرہ رکھتی اسی واسطے ماہی تہِ آب
پہنے جوشن ہی نیستاں میں ہر اک شیرِ ژیاں (۴۵)

تیغِ ہندی تو کمر میں ہی ترا ایک جوہر
رکھتا در زیرِ نگیں ہی صفحاتِ صفہاں (۴۶)

کوہ پر بیٹھ کے یوں بیٹھے بہ پشتِ ماہی
جیسے ابروئے بتاں ہو تہِ آئینہ عیاں (۴۷)

تری خنجر کو ملا شہپرِ قدرت سے ہی زور
مرغِ دل سینوں سے جوں زاغ و زغن ہیں پرّاں (۴۸)

تیرِ ناوک کو ترے دیکھ کے ہی لوٹ رہا
طائرِ قبلہ نما خاک کرے گا طیراں (۴۹)

آتشِ قہر کی ہیبت سے تری نارِ سعیر
رکھتی شعلہ سے ہی انگشت بزیرِ دنداں (۵۰)

گنبدِ چرخ ہوا کلبۂ پر دُود اُسے
روح کو سینہ حاسد میں بجا ہی خفقاں (۵۱)

تیرا فرماں تھا کہ فرمانِ رہِ دولت کے سوا
ہووے اک برگ نہ پیدا بگلستانِ جہاں (۵۲)

ہووے یہ منکرِ اقبال ترے ناپیدا
کہ چمن میں نہیں اُگتا ہی گلِ نافرماں (۵۳)

ترے مہتابِ کرم سے جو سرِ قلزمِ قہر
پردۂ نور میں اُبلا ہی تنورِ طوفاں (۵۴)

(۵۵) عدل نے تیرے کھائے ہیں بہم آتش و آب — آبِ یمنہ میں روشن ہی رُخِ برق وَتساں

(۵۶) دلِ افگار کا ہی سودۂ الماس عِلاج — سنگ ہی سنگِ جراحت بہ سرِ زخمِ جہاں

(۵۷) تیری تاثیرِ محبت نے دیا ہی تریاک — ورنہ تھا زہر دلوں کو خطِ سبزِ خوباں

(۵۸) افقِ صبح سے کافور کا لیکر مرہم — رکھتا مہتاب ہی بر سینۂ صد چاک کتاں

(۵۹) سرزنش عہد نے کی تیری یہاں تک معدوم — کہ نظر آتا نہیں وشت میں کانٹوں کا نشاں

(۶۰) بے علف ناقہ لیلیٰ ہی مگر قیس غریب — نہیں دیتا یہ ضیافت سرِ خارِ مژگاں

(۶۱) خسروا تیری توانائیٔ اقبال سے آج — ناتوانوں کو ہوئی دہر میں تابِ تواں

(۶۲) مور کا سِلسلۂ نقش قدم گر ہو کہیں — اپنے حلقہ میں جکڑ لیتا ہی صد پیل دماں

(۶۳) آگے جلوہ کے ترے پرتوِ خورشید ہی گرد — آگے رتبہ کے ترے خاک ہی جرمِ کیواں

(۶۴) اس تصور میں جو ہی پیشِ نظر عالمِ نور — اس کو اک مطلع موزوں میں ہوں کرتا میں بیاں

(۶۵) مطلع

گر تری ذات نہ ہو کعبۂ اقبالِ جہاں
آسماں ہوئے نہ پھر پھر کے زمیں کے قرباں

(۶۶) ہو ہی ناصیہ سائی تری خورشید کو روز — ہو کشاں لاتی ہی در پہ ترے ہو سرگرداں

(۶۷) مہرگاں ہمتِ عالی کا جو بادل لائے — ایسے نیساں سے وہ آفاق پہ ہو قطرہ فشاں

(۶۸) جن کی شادابی گوہر کو اگر دیکھے تو دو — طرفۃ العین میں ہو کاہ رُبا کا برقاں

(۶۹) آتشِ قہر و غضب تیری عیاذاً باللہ — مشتعل ہوئے اگر سوئے گلستانِ جہاں

(۷۰) ہی یقیں صورتِ نخلِ گلِ آتشبازی — نخلِ فوّارہ بھی پانی میں ہے شعلہ فشاں

(۷۱) ماجرئے خامہ نے شیریں سخنی کا تیری — صورتِ مَوج میں دریا کے دیا تھا بزباں

(۷۲) سخن و اہلِ سخن سب سرِ ساحل تھے کھڑے — دونو لب اس کے حلاوت سے بہم تھے چسپاں

(۷۳) وصفِ شوخی ترے توسن کا ہو کس طرح رقم — کہ قلم صفحۂ کاغذ پہ ہی جوں برقِ تپاں

(۷۴) باندھوں کس طرح سے مضمونِ سواری میں اُسے — تڑپ اُٹھتا ہی کرے جنبش اگر طبع رواں

قلم و حرف نہیں پیشِ نظر ہیں اس دم
مہر حاسد سے ہے دل کھیلتا گوئے چوگاں (۷۵)

کہوں شائستگی اس بادپیما کی میں کیا
تازیانہ ہی بکار اس کو نہ درکار عناں (۷۶)

نہیں نساں ہو مگر کام میں نساں سے فزوں
پر نہیں، پر وہ پری سے ہے زیادہ پرّاں (۷۷)

خسروا سرعتِ رفتار ہو گر مدِّ نظر
پہلے ہو قاف سے تا قاف سراسر میداں (۷۸)

جلوہ گر خانۂ زیں پر ہو پھر اس شان سے تو
بر سرِ دوشِ صبا جیسے شمیمِ ریحاں (۷۹)

تازیانہ جو لگا دے تو گُل پر اُس کے
اور چمک کر کبھی اُڑ جائے وہ بجلی پرّاں (۸۰)

ابھی گوڑے کی صدا کوہ سے پھر کر نہ چلے
وہ کئی بار پھرے اس سے یہاں اُس سے وہاں (۸۱)

کیا دکھاؤں ترے ہاتھی کی بلندی شاہا
آئے کوسوں سے نظر جب تو عیاں اچھا یاں (۸۲)

جھومتا جھامتا آتا ہو درِ دولت پر
کہتے ہیں ساقی طنّاز سے یوں بادہ کشاں (۸۳)

سمت قبلہ پہ ہے ابر آیا سرِ دوشِ ہوا
خم پہ خم آج چلے۔ جام نہ آئے بہ میاں (۸۴)

اس کی مستک پہ سپر اور وہ نگاہِ خرطوم
کریں آنکھوں پہ رقم قوسِ قزح کا عنواں (۸۵)

اور اگر یہ نہیں مضموں تو کسی ہوش کی
زلف پر گل ہو ویا کاکلِ عنبر افشاں (۸۶)

اس کے دنداں یہ نہیں غور سے دیکھا میں نے
کشورِ زنگ میں آئے ہیں فرنگی بچگاں (۸۷)

کیا لکھوں آگے ترا وصف کہ منہ میں میرے
پاسِ آداب سے جوں شعلہ زباں ہے لرزاں (۸۸)

ختم کرتا ہوں ثنا تیری دعا پر اب ذوقؔ
کہ زباں کو بس اب آگے نہیں یارائے بیاں (۸۹)

تجھ کو یہ جشن مبارک ہو بصد جاہ و جلال
عقل ہو پیر تری بخت ہیں تیرے جواں (۹۰)

جو دعاگو ہیں ترے ان کی دعائیں ہوں قبول
صبحِ جشنِ طرب افزا میں ہو دائم خنداں (۹۱)

اور بہ رنگِ شبِ دیجور ترے سب بدخواہ
روسیہ محفلِ عالم میں ہوں جوں ناکامیاں (۹۲)

قطعۂ تہنیت عیدِ اضحیٰ

خسروا جلوہ ترا وہ طرب افزائے جہاں
کہ جسے دیکھ کے ہو عید بھی قرباں قرباں (۹۳)

حکم دے تو جو شہا واسطے قربانی کے
سعدِ ذابح بھی کرے ایسا چھری کو برّاں (۹۴)

(۹۵) گاؤ گردوں نہ فقط خوف سے اس دم کانپے — بلکہ ہو زیرِ زمیں گاؤ زمیں بھی لرزاں

(۹۶) تو جو ہو حامیٔ اسلام تو بت خانہ میں — بت کرے قصدِ نماز اور کہے ناقوس اذاں

(۹۷) نیرِ جاہ شب و روز ترا جلوہ فروز — مہرِ تاباں کبھی ظاہر ہے کبھی ہے پنہاں

(۹۸) قطرہ افشاں ہو اگر تیرا سحابِ ہمت — لیکے پنجہ میں گہر بحر سے نکلے مرجاں

(۹۹) اور گہر بھی ہو نہ خوش آب جنھیں دیکھ کے دور — طرفۃ العین میں ہو کاہ ربا کا برتاں

(۱۰۰) نطقِ شیریں ترا وہ ہے کہ ثنا میں اس کے — تر زباں موجۂ دریا ہو اگر ایک زماں

(۱۰۱) آبِ دریا میں ہو یہ جوشِ حلاوت پیدا — لبِ دریا بھی بہم ہو کے ہوں دونوں چسپاں

(۱۰۲) اس قدر تابعِ فرماں ہے زمانہ تیرا — نہ ہو گلشن میں بھی دیدۂ گل نافرماں

(۱۰۳) ہو کے سرسبز بہاراتِ کرم سے تیرے — شاخ پر گل چمنِ دہر میں ہو شاخِ کماں

(۱۰۴) بلکہ حیرت کی نہیں جا کہ سرِ شاخِ خدنگ — روشِ غنچۂ گل ہووے شگفتہ پیکاں

(۱۰۵) وہ ترا زورِ حمایت ہے کہ جس کے باعث — ناتوانوں کو بھی ہو دہر میں یہ تاب و تواں

(۱۰۶) ہل سکیں پھر نہ جگہ سے کبھی گر باندھ رکھیں — ایک تارِ نگہ مور سے سو پیل دماں

(۱۰۷) دیگ مطبخ پہ ترے یہ فلکِ پر انجم — کیا عجب صورتِ سرپوش ہو گر قطرہ فشاں

(۱۰۸) پیل تیرا گلِ سوسن کا پڑا ہے انبار — گلِ مہتاب کے گلدستہ ہیں اس کے دنداں

(۱۰۹) اُس کی خرطوم کیسی دلبرِ لیلیٰ وش کی — جعدِ مشکیں ہے کہ ہے کاکلِ عنبر افشاں

(۱۱۰) لکھوں شوخی جو ترے توسنِ چالاک کی میں — جنبشِ خامہ بھی ہو موجِ رمِ برقِ جہاں

(۱۱۱) وقت کاوے کے دمِ معرکہ راکب اُس کا — سرِ حاسد کو رکھے صورتِ گوئے چوگاں

(۱۱۲) دل میں ہے جوشِ مضامیں تو نہایت لیکن — دل حوادث سے زمانہ کے ہے بیتاب و تواں

(۱۱۳) ذوق کرتا ہے ثنا ختم دعا پر تیری — کیا لکھے وہ ترے اوصاف کہ قاصر ہے زباں

(۱۱۴) عیدِ اضحےٰ تجھے ہر سال مبارک ہووے — تجھ پہ ہو سایۂ حق اور ترے سایہ میں جہاں

قصیدہ نمبر ۲۱

اکبر شاہ ثانی کی مدح میں

مدح کر اُس شاہِ دریا دل کی ہو دل جس کا فیض
لعل و گوہر ہو بہا تا وقتِ گفتن آب میں (۱)

شاہ اکبر خسروِ غازی کہ آبِ تیغ سے
رکھے حاسد کو ہمیشہ تا بہ گردن آب میں (۲)

پڑھ کے بسم اللہ مجریہا و مرسیہا و لا
جوں شناور پھر ہوا میں سمت و پازن آب میں (۳)

مطلعِ روشن لکھا جس سے کہ بحرِ نظم میں
صورتِ اخترِ دُرِ معنی ہیں روشن آب میں (۴)

ڈالے جوں روح القدس تو جبکہ توسن آب میں
نورِ حق ہو اہلِ برہاں پر مبرہن آب میں (۵)

اے شہِ الیاس تبت، اے شہِ خضر احترام
خشک و تر کو ہے سہارا تیرا دامن آب میں (۶)

نامِ حق لیکر جو مارے تیغ راہِ حق میں تو
غرق ہوں فرعونیاں ہو فوجِ دشمن آب میں (۷)

تو شہِ دریا نوال اور دل ترا موجِ کرم
ہے سخاوت سے تری ستِ قلزم آب میں (۸)

تیرا نیسانِ عطا جس دم گہرباری کرے
گوہرِ تر سے بھریں موجوں کے دامن آب میں (۹)

حلم تیرا جستجو چاہے تو گم ہونے نہ پائے
مثلِ ابراہیم ادہم ایک سوزن آب میں (۱۰)

تیرے حلمِ شرع سے جب کفر دریا برد ہو
غرق ہووے تا بہ انشائے برہمن آب میں (۱۱)

ہو ترے سینہ میں جب بحرِ معانی موج زن
قطرہ سے روشن ہو صد معنیٔ روشن آب میں (۱۲)

ہو ترا فیضِ سخن گر معنیٔ نطقِ فصیح
بلبلے مانندِ بلبل ہوں نوازن آب میں (۱۳)

تیرے آگے گر کریں اعدا سرِ عصیاں بلند
مثلِ قومِ نوح ہووے سب کا مدفن آب میں (۱۴)

تو صفا آرا ہو جو دریا میں تو ایک ک کرمِ آب
ہو عدو کے قتل کو سو سو تہمتن آب میں (۱۵)

رشتۂ دریا پہ بناتے ہیں بہم موج و حباب
بہرِ سربازانِ لشکر خود و جوشن آب میں (۱۶)

نور و ظلمت ہمدگر دشمن ہیں پر حیراں ہوں میں
تیرے خنجر میں ہے کیوں آتش بہ آہن آب میں (۱۷)

ق

بادپا تیرا ہے یوں آتش قدم بر روئے خاک
ہووے جوں برقِ درخشاں سایہ افگن آب میں (۱۸)

(۱۹) عکس بھی دریا میں ہے۔ اوس سے اُڑ جاتا ہے یوں
روح گویا اُڑ گئی اور رہ گیا تن آب میں

(۲۰) تیرا فیلِ کوہ پیکر بس کہ دریا پیر ہے
ڈالے وہ کوہ رواں جب پنا دامن آب میں

(۲۱) مثلِ ابر آئے و لیکن سرعتِ رفتار سے
اوپر اوپر جائے مثلِ ابرِ بہمن آب میں

(۲۲) نسرِ طائر نسرِ واقع چرخ پر تا ہوں شہا
اور زمیں پر ہوئے تا ماہی کا مسکن آب میں

(۲۳) ہو ہوائے شوق میں سر پر ہما اقبال کا
ماہیِ دولت کا ہو تیرے نشیمن آب میں

قصیدہ نمبر ۲۲

در مدح اکبر شاہ ثانی

(۱) خضرِ نصیب کی گر دُنیا میں رہبری ہو
اور شاہ راہ دل پر چشم ہنروری ہو

(۲) منظور ہر نظر میں تب شکلِ آئینہ ہوں
روشن قلم سے میرے تاجِ سکندری ہو

(۳) تارے کی طرح چمکے ذرّہ مرے سخن کا
اور نام میرا روشن جوں مہر و مشتری ہو

(۴) میں رستمِ معانی۔ اور سیستان سخن ہے
دیتا جو زورِ قسمت دل کو تناوری ہو

(۵) برگشتہ بخت اپنا۔ گر آئے راستی پر
گردوں بھی سرنگوں پھر دیکھ اپنی سروری ہو

(۶) یہ کہہ رہا تھا میں جو۔ یکبار عقل بولی
وہ بات کہہ کہ جس میں میری بھی دلبری ہو

(۷) تجھ کو خبر نہیں کیا۔ ہے دورِ شاہِ اکبر
رفعت سے پست جس کی شانِ سکندری ہو

(۸) ہے فکر کیا جب ایسا فیاض ہو جہاں میں
اور دل کا اُس کے مقصد خود بندہ پروری ہے

(۹) مثلِ سحاب جا کر باندھے ہوا فلک پر
جس پر کہ اُس کی چشمِ الطاف سرسری ہو

(۱۰) دربار میں تو اُس کے۔ ہو بہرہ یاب جا کر
بہروزی ہووے میری اور تیری بہتری ہو

(۱۱) لیکن یہ رسائی اُس وقت ہو گی روشن
جب خضر راہ تیری۔ طبعِ سخنوری ہو

تو بھی تو سوچ دل میں تیرے دُرِ سخن کا — اُس کے سوا جہاں میں کون آج جوہری ہو (۱۲)

اُس کی نظر چڑھیں گر یہ تابدار گوہر — پھر نام تیرا روشن مانندِ انوری ہو (۱۳)

تب بحرِ فکر میں دل غوّاص ہو کے لُوٹا — معلوم تا کہ سب کو زورِ شناوری ہو (۱۴)

مطلع یہ ہاتھ آیا شہوارِ سن کے موتی — شرمندہ جس کے آگے صدکانِ جوہری ہو (۱۵)

مطلع

شاہا نظرِ کرم کی جس ذرہ پر ذری ہو
وہ آسماں پہ جا کر خورشیدِ خاوری ہو (۱۶)

دیکھی ہو چین ابرو آئینہ جبیں میں — کیونکر نہ تن میں اُس کے ہیبت سے تھرتھری ہو (۱۷)

کیا تاب ہو فلک کی جنبش کرے جگہ سے — گر مہرِ پائے بندی ایمار سرسری ہو (۱۸)

یہ آستانِ دولت ہو سجدہ گاہِ عالم — دل کو تری عقیدت اور ننگِ سروری ہو (۱۹)

دارا کو تیرے در تک ہو کس طرح رسائی — درباں جو تیرے در کا کرتا سکندری ہو (۲۰)

سورج مکھی کا تیرے اک پھول مہرِ انور — قربانِ چترِ دولت نہ چرخِ چنبری ہو (۲۱)

باغِ جہاں ہیں نرگس لے کیوں نہ جامِ زرّیں — جب ہر گدا کو دیتا اک ساغرِ زری ہو (۲۲)

دکھلائے آبداری جب تیغِ شعلہ دم کی — شیروں کے دل میں ٹھنڈا خونِ دلاوری ہو (۲۳)

کشتِ امل کو سرسبز آبِ گہر سے کر دے — ابرِ کرم کی تیرے جب فیض گستری ہو (۲۴)

پیشہ میں معدلت کے۔ وہ شیر ہو تو شاہا — نوشیرواں کو جس سے ہرگز نہ ہمسری ہو (۲۵)

شیوہ مہوّسوں کا۔ مہرِ کرم میں تیرے — تیری گدا گری ہو۔ کیوں کیمیا گری ہو (۲۶)

گر آفتاب تیرا۔ ڈالے کرن کو اپنی — تاجِ گدا کا جلوہ۔ جوں تاجِ قیصری ہو (۲۷)

تیری ثنا میں شاہا لکھتا ہوں اب وہ مطلع — جس کی چمک سے کاغذ جوں کاغذِ زری ہو (۲۸)

مطلع

پابوسِ نقشِ پا سے۔ تیرے۔ جو کنکری ہو
جا کر فلک پہ اُس کو تاروں سے برتری ہو (۲۹)

ابرِ کرم سے تیرے۔ کیا دور ہو کہ شاہا — کشتِ فلک میں پیدا سرسبزی و تری ہو (۳۰)

(۳۱) سورج کی جو کرن ہی گردوں سے لے زمیں تک — مانندِ عشق پیچاں پھر سربسر ہری ہو

(۳۲) مریخ کو فلک پر جس تیغ سے ہو ہیبت — دشمن کو بھاگ کر پھر کیا اُس سے جاں بری ہو

(۳۳) نعرے سے تیرے ہووے ہیبت کا چاک سینہ — دل پر دلاوری کے۔ وہ تیغِ حیدری ہو

(۳۴) تیرے سوا جہاں میں کون آج ہی توانا — جو دل کے ناتواں کو دیتا تونگری ہو

(۳۵) جاروب کش ہی تیرے مشکوے خسروی کا — زیبا ہی ماہ کو گر۔ فرمانِ مہتری ہو

(۳۶) خورشید نذر لائے جب افسر شعاع سے — منشور افسری پر توقیعِ خاوری ہو

(۳۷) ابروئے تاج بخشی جس دم کرے اشارت — کشتی میں لیکے حاضر وہ افسر زری ہو

(۳۸) لائیں پے سواری۔ توسن کو جب سجا کر — صورت میں ہووے بجلی۔ پرواز میں پری ہو

(۳۹) چلتا ہوا ہی افسوں اُڑتا ہوا اچھلاوا — پھر اس سے آگے بڑھ کر کیا سحرِ سامری ہو

(۴۰) کیا برّش قلم واں دکھلائے شہسواری — جب توسنِ تصوّر کھاتا سکندری ہو

(۴۱) خاکِ قدم ہو اس کی۔ اہلِ نظر کو سونا — جو نقشِ سم ہی اُس کا وہ مہرِ اکبری ہو

(۴۲) تو اُس پہ بر سرِ زیں۔ جوں رحل پر ادب سے — اُمّ الکتاب لیکر جبریل نے دھری ہو

(۴۳) کس وصف کی ہو سیڑھی ہاتھی پہ تیرے موزوں — کرتا نہ فیلِ گردوں جس کی برابری ہو

(۴۴) اس طرح جلوہ گر ہی تو بر سرِ عماری — برجِ حمل میں۔ جیسے۔ خورشیدِ خاوری ہو

(۴۵) چار آئینہ بدن پر دشمن کے گر سجا ہو — اور سر پہ اُس کے ٹوپی فولاد کی دھری ہو

(۴۶) پر جیسے آئینہ سے۔ تیرِ نگاہ گزرے — یوں غرق اُن میں تیری۔ ہر تیر کی سری ہو

(۴۷) کیا سعد و نحس کا یاں رہوے حساب باقی — جب چھائی آسماں پر۔ فرخندہ اختری ہو

(۴۸) ختمِ ثنا ہی کرتا اب ذوق اس دعا پر — تو مدعا پہ اس کی گر ملتفت ذری ہو

(۴۹) جو ہو ترا دُعا گو گلرنگ ہو وہ کھل کر — بدخواہ اگر ہو خنداں صد برگ جعفری ہو

(۵۰) ہو سیرِ بخت تیری گر اوجِ میمنت پر
رفتارِ بختِ اعدا بر رجع قہقری ہو

قصیدہ نمبر ۲۳

بہ تقریب تہنیت سالگرہ اکبر شاہ ثانی

گردش میں چشم مست کی ہو دل مرا گرہ | اور کھولے ہائے دانہ کی یوں آسیا گرہ (۱)

سینہ میں دل اگر نہ گرہ تھا تو کس لیے | ہر اشک میری آنکھ سے ہو کر گرا گرہ (۲)

اپنا دلِ گرفتہ چمن میں نہ وا ہوا | غنچہ ہزار جا پہ کھلا اور ہوا گرہ (۳)

چلتا نہیں ہے پنجۂ مژگاں کا کچھ عمل | ہے ایسی چشم تر سے بہم آشنا گرہ (۴)

قمری ہے لائی چاکِ گریباں چمن میں آہ | اے سروِ گل سے دے سر بندِ قبا گرہ (۵)

ہوں وہ گرفتہ دِل کہ مژہ پر ہجومِ اشک | ہوتا ہے شکل خوشۂ انگور آ گرہ (۶)

میں مجمرِ فنا میں ہوں کیا دانۂ سپند؟ | کھولے ہے کار بستہ کی میری صدا گرہ (۷)

تصویرِ غنچہ ہوں چمنِ روزگار میں | وا کر سکے گی میری بھلا کیا صبا گرہ (۸)

مرقد پہ میرے طرۂ شمشاد کی طرح | پھوٹے گی نخلِ شمع میں بھی جا بجا گرہ (۹)

آیا ہوں میں سرشت میں لیکر گرفتگی | ہو دیں گے استخواں پہ گلوئے ہما گرہ (۱۰)

رہوے گا شکل دستِ حنابستہ حشر تک | قاتل کے دست و دل میں مرا خوں بہا گرہ (۱۱)

گر میں گرفتہ دل ہوں۔ تو جوں دانۂ انار | محفل میں ہوگا خندہ دنداں نما گرہ (۱۲)

میں عکس اپنا دوں تو ہو۔ جوہر سے آئنہ | جوں دام موج و شکل خط بو۔ یا گرہ (۱۳)

عکسِ دل فسردہ سے مینائے بزم ہو | رہ جائے شکل دانۂ انگور کھا گرہ (۱۴)

یہ زہر غم چڑھا ہے کہ سبزہ بزیر زلف | سوجھے ہے یوں کہ زہر کی تھا یہ ملا گرہ (۱۵)

میں دل گرفتہ آہ اگر کارواں میں ہوں | حیرت سے اینٹھ کر ہو زبانِ درا گرہ (۱۶)

(۱۷) رویا میں شکل شیشہ کبھی کھول کر نہ دل — میرے گلو میں گر یہ ہمیشہ رہا گرہ
(۱۸) دل بستگی کا اپنی قلمبند کر کے حال — بازو پہ مرغِ دل کے اگر دوں لگا گرہ
(۱۹) کھائیں کبوترانِ گرہ باز کی طرح — سینہ سے آن کر سر دوشِ ہوا گرہ
(۲۰) وہ دل گرفتہ ہوں کہ اگر نکلے پاس سے — جوں غنچہ ہوا ہوں بہ جبینِ صبا گرہ
(۲۱) پھیلاؤں گر شمیمِ مضامیں کو ہند میں — ہووے ختن میں نافۂ مشکِ خطا گرہ
(۲۲) رجعت سے نجم بد کی مری ماہی سپہر — خرچنگ بن کے بیٹھ رہے ایک جا گرہ
(۲۳) پیدا ہوں سو گرہ اگر اک دل سے کھولیئے — جوں کو کنار لالہ و تخم حنا گرہ
(۲۴) کہتا نا ماہ روکا ہے کہتا کہ دیکھیو! — تیغی کی طرح کترے ہے چرخِ دوتا گرہ
(۲۵) آہیں تو کھینچیں سینۂ صد چاک سے بہت — کھلنی تھی میرے دل کی مگر کیا بھلا گرہ ق
(۲۶) سوزن کا رشتہ بن کے کھچا جنتری میں آہ — ہے زیر پائے رشتہ بپا دوسرا گرہ
(۲۷) قطروں سے خونِ دل ہوں ہو سو گرہ عیاں — اک آبلہ سے دل کے جو کھولوں ذرا گرہ
(۲۸) یہ عقدہ مثل ابروئے خوبانِ کینہ جو — ہے ڈالتا بہ ناخن عقدہ کشا گرہ
(۲۹) رمّال قرعہ ڈالے جو اس عقدہ پر تو ہو — انگلی سے پورے پورے میں اس کی جدا گرہ
(۳۰) ہر قطرۂ سرشک مرے روئے زرد پر — خاطر گرفتگی سے ہے جوں کہربا گرہ
(۳۱) یارب وہ شانہ پاؤں کہاں ہیں ع دل سے آہ — دے کھول شکل عقدۂ زلفِ دوتا گرہ
(۳۲) وابستہ تارِ موئے میاں سے ہوں شکلِ ناف — چشم کشا و کار رکھے مجھ سے کیا گرہ
(۳۳) نقطہ کی طرح مرکزِ گردش رہا صدا — میں تھا مگر بہ دائرۂ دیر پا گرہ
(۳۴) دل تھا گرہ خیال میں جو آکے عقل نے — یوں کھول دی بہ ناخنِ فکرِ رسا گرہ
(۳۵) اُس آفتاب پر تو نظر کرکہ جوں تگرگ — پل بھر میں اک زمانہ کی ہے کھولتا گرہ
(۳۶) وہ کون یعنی اکبرِ ثانی کہ جس نے وا — تیرے بھی کام دل سے ہے کی بارہا گرہ
(۳۷) گل کی گرہ بہار کرے گر صبا سے وا — وہ کھولدے دلوں کی بہ فضل خدا گرہ

لایا ہوں بہرِ نذر میں وہ دُرِّ آبدار
ہو جس کو دیکھ آبِ دُرِ بے بہا گرہ (۳۸)

جوں برق لکھ کے مطلعِ برجستہ خامہ نے
مطلع سے آفتاب کے دی ہے لگا گرہ (۳۹)

مہ طلعتوں میں حسن سے کی تو نے وا گرہ
کیوں میرے دل میں خالِ سویدا رہا گرہ (۴۰)

کھل جائے نامِ پاک سے اک آن میں ابھی
گر ہووے کوہ مروہ و کوہِ صفا گرہ (۴۱)

ہیبت سے تیرے نطق کی بتخالہ بن کے ہے
دعوے کے لب پہ آ سخنِ مُدّعا گرہ (۴۲)

چاہے جو اُس کو آبِ فصاحت کرے رواں
لکنت وہیں زبان پہ دیوے لگا گرہ (۴۳)

تیرے سحابِ جود سے گلشن میں صبحدم
لے شستِ نَے ہے غنچۂ گل باندھتا گرہ (۴۴)

گر دل خنک کی جان فرو بستہ کھینچ کے ہو
مابینِ کوہِ قاف میانِ شتا گرہ (۴۵)

تو ناخنِ نگاہ سے مانندِ آفتاب
دے کھول دم میں دیکھ کے بے ماجرا گرہ (۴۶)

کھولے ہیں کارِ بستۂ عالم سے دانہ وار
تیرے ہوائے لطف و سحابِ عطا گرہ (۴۷)

دستِ گرہ کشا نے ہے باقی کہاں رکھی
جز تکمہ ہائے پیرہنِ اغنیا گرہ (۴۸)

البتہ دل میں غنچۂ پیکاں کے ہے ترے
جانب سے حاسدوں کی صباح و مسا گرہ (۴۹)

یا جو تری کمانِ نگاریں میں ہے نمود
وہ ابروئے نگار پہ ہے خوشنما گرہ (۵۰)

اک دم میں تیرے ناخنِ شمشیر سے ہوں وا
ہیں سر جو حاسدوں کے بروزِ وغا گرہ (۵۱)

تیرے فروغِ نیرِ حشمت سے کیا عجب
گر مہر ہو سمٹ کے بہ شکلِ سہا گرہ (۵۲)

اللہ رے تیری قوتِ بازو کہ مثلِ گوئے
چوگاں کے آگے کوہ کو ہے جانتا گرہ (۵۳)

تو چاہے گر تو دامنِ ساحل میں بحر کو
دونوں طرف سے کھینچ کے دیوے لگا گرہ (۵۴)

پنجے سے تیرے مہر کے گردوں پہ ہر سحر
کھل جاتی ہے ستاروں کی لاانتہا گرہ (۵۵)

منقارِ ماکیان کی طرح ناخنِ ہلال
ہے بیضۂ فلک کی سدا کھولتا گرہ (۵۶)

لائے جو شعلہ حرفِ شرارت زبان پر
تاثیرِ عدل سے ہو ترے لب پہ آ گرہ (۵۷)

(۵۸)	اللہ رے بیمِ عدل کہ خون زمانہ ہیں		دشنہ بھی رکھے کر کے جبیں پر اِبا گرہ
(۵۹)	زلفوں کے دام جیسے حسینانِ نازنیں	ق	ہیں ڈالدیتے دیکے بسوئے قفا گرہ
(۶۰)	مارِ سیہ کے سر ہیں اسی طرح زہرِ مار		ہو وے گا مثلِ مہرۂ مار ایک جا گرہ
(۶۱)	انجم سے تیری سالگرہ کے لیئے فلک		ہر سال کہکشاں میں ہے دیتا لگا گرہ
(۶۲)	توسن ترا زمیں پہ جو کاوے کا ڈالے نقش		سمجھیں کہ بیٹھا مار کے ہے اژدہا گرہ
(۶۳)	جولاں پہ اپنے آئے تو جوں جنبشِ صبا		غنچوں کی کھولے باغ میں وہ بادپا گرہ
(۶۴)	دامانِ ابرِ تر پہ وہ پاتا ہے برق نام		اُس کا شرارِ نعل جو دے ہے اُڑا گرہ
(۶۵)	گرد اُس کی گردِ سُم سے بمیدانِ کارزار		ہو گرد باد دامنِ صحرا میں کھا گرہ
(۶۶)	لائے اُڑا کے تو اُسے از شرق تا بہ غرب		کھلنے نہ پائے یہاں پہ جبینِ ہوا گرہ
(۶۷)	رفعت پہ تیرے فیل کی طبع رسا نے رات		پھینکا کمندِ وہم کو جو کر کے وا گرہ
(۶۸)	آیا نظر کہ صفحۂ چشمِ زمانہ میں		اِک نقطہ مشکِ ناب کا ہے ہو رہا گرہ
(۶۹)	ہے بسکہ رکھتا عقدہ کشائی کا دل میں شوق		دیکھا جو نے شکر میں کہ ہیں جا بجا گرہ
(۷۰)	کرتا ہے آشنا اُسے دنداں سے وہ فقط		اس واسطے کہ اُس کی بھی ہو دل کی وا گرہ
(۷۱)	سلکِ دُرِ سخن میں دلا صبح تا بہ شام		جوں سبحہ دے گا بیٹھا ہوا تا کجا گرہ
(۷۲)	وا کر لبِ سوال بدرگاہِ ذو الجلال		تا رہ نہ جائے سینہ میں دل کی دُعا گرہ
(۷۳)	غلطاں بزیرِ گنبدِ گردوں ہوا کرے		بن بن کے تا زمانہ کی صبح و مسا گرہ
(۷۴)	تا چرخ واژگوں پہ سرِ شاخِ کہکشاں		ہو خوشہ وار عقدِ ثریا سدا گرہ
(۷۵)	میداں ہو تا سپہر کا اور گوے ماہ و مہر		اور دورِ مہ سے ہو ذنب و راس تا گرہ
(۷۶)	تا دل گرفتگی سے زمانہ کی بزم میں		ہر دم گلوئے شیشہ میں ہو تھمتا گرہ
(۷۷)	حبِّ نبات کو پئے دردِ مریضِ عشق		تا دیں بخالِ لبِ بُتِ شیریں ادا گرہ
(۷۸)	جب تک شمیمِ کاکلِ پیچاں کے رشک سے		نافہ میں ہو وے مشکِ ختن بے خطا گرہ

ہر سال تجھ کو جشن مبارک ہو خسروا	اور مشکلات خلق کی ہوں اس سے واگرہ	(۷۹)
پر تیرے مدعی کی نہ وا ہووے جوں حباب ہرگز محیطِ دہر میں غیر از فنا گرہ		(۸۰)

قصیدہ نمبر ۲۴

در مدح

زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین حضرت سیّد عاشق نہال چشتی رحمۃ اللہ علیہ

یہ قصیدہ حضرت آزاد کے مرتبہ دیوان ذوق سے پہلے مختصر دیوان مروجہ میں شامل نہ تھا سنہ ۱۲۴۳ھ میں جبکہ اکبر شاہ ثانی کا عہد تھا ایک دکنی بزرگ شیخ نہال چشتی کی شان میں جن کی ولایت کا شہرہ دکن سے دلی تک پہونچا تھا تصنیف ہوا استاد ذوق نے ان شیخ کے حالات سائیں نثار علی شاہ کی زبانی جو ان دنوں دہلی آئے ہوئے تھے سُنے تھے اور ان حالات سے کچھ ایسے متاثر ہوئے کہ ان جذبات عقیدت کو نظم کی صورت میں ظاہر کیے ہی بن پڑا۔ اُستاد کے مسودات میں یہ قصیدہ موجود نہیں تھا اُستاد کے زبانی سُنے ہوئے اس کے چند اشعار حضرت آزاد کے کان میں پڑے ہوئے تھے اور وہ اس کی تلاش میں تھے بالآخر اُستاد کی وفات کے کچھ دنوں بعد دہلی کی ایک برگزیدہ خاتون سے جن کے یہاں سائیں نثار علی شاہ فروکش ہوئے تھے خود اُستاد کے ہاتھ کا لکھا ہوا قصیدہ ان کو مل گیا اور انھوں نے اپنے مرتبہ دیوان میں اس کو جگہ دی

ہے ابرِ دُرفشاں وہ چمن میں کمال کے	عاشق نہال کیوں نہ ہوں عاشق نہال کے	(۱)
ہیں دیدہ ورستاروں میں خورشید و ماہ اگر	روشن ہیں دو نو نور سے اس کے جمال کے	(۲)

(۳)	اُس کی نگہ سے گر جگرِ سنگ پائے رنگ	بھر جائیں پل میں لعل سے دامن جبال کے
(۴)	ہو بحر اُس کے سامنے کشتی بکف صدا	پھرتا صدف ہو کھولے ہوئے لب سوال کے
(۵)	ہیں اُس کے در کے خاک نشینوں کے دل غنی	خواہاں وہ ملک کے ہیں نہ جویاں ہیں مال کے
(۶)	دنیا نے خاکساری اُسے دی ہو نذر میں	مٹی خمیر کی یہ ہو گھر میں کلال کے
(۷)	ہو اُس کا حکم عام جو بر منعِ انقطاع	رہ جائے ارہ چوب پہ دنداں نکال کے
(۸)	دل جس کا اس کے زورِ حمایت سے ہو قوی	وہ پیرِ زال سمجھے ہے رستم کو زال کے
(۹)	ہیبت جو اُس کی وادیِ جن میں کرے ظہور	جا بیٹھے چھپکے شیر بھی گھر میں غزال کے
(۱۰)	اُس کی شمیم خلق معطر کرے جو گل	لے لیکے سونگھیں اہلِ چمن پھول ڈھال کے
(۱۱)	خوشبو سے اُس کے فیض کی ہوتا ہو مشکبو	ہو وہ جو خون جام میں نافِ غزال کے
(۱۲)	کیا تاب رات دن میں تغیر ہو بال بھر	وہ لائے گر زمانے میں دن اعتدال کے
(۱۳)	ہو شکرِ ثنا سے اگر اس کی کامیاب	لب بند ہو ویں طوطیِ شیریں مقال کے
(۱۴)	طائر بھی اُس کے ذکر سے ہیں سرخرو ہوئے	نکلے ہو پیر پیر صدا منہ سے لال کے
(۱۵)	آبِ گہر میں ہووے رواں کشتیِ گدا	دستِ کرم سے اُس شہِ دریا نوال کے
(۱۶)	جی چاہتا ہو ہو کے مخاطب بیاں کروں	اوصاف ایسے شاہِ کرامت خصال کے
(۱۷)	اے سیدِ جلال کے خورشیدِ پُر جلال	قربان جائیے ترے جاہ و جلال کے
(۱۸)	تو شمع بزمِ خاص کہ پیدا کیا تجھے	صانع نے اپنے نور کے سانچے میں ڈھال کے
(۱۹)	گردوں بھی پست ہو کے ہوا خوب منفعل	رُتبے کو دیکھا جب ترے اوجِ کمال کے
(۲۰)	انجم جنھیں ہیں کہتے منجم جہان کے	قطرے جبیں پہ ہیں عرقِ انفعال کے
(۲۱)	اے شاطرِ زمانہ تصدق ہو پیلِ چرخ	شطرنجِ عشق میں ترے گھوڑے کی چال کے
(۲۲)	دیکھا جو تیرے فیض کو جاری تو رہ گیا	دریا بھی منہ بھنور کے گریباں میں ڈال کے
(۲۳)	جس دل پہ تو نگاہ کرے اُس کے سامنے	جامِ جہاں نما ہو برابر سفال کے

ہی گرچہ تو جنوب میں لیکن ترا جمال (ق) روشن ہوا کمال سے قطبِ شمال کے (۲۴)

سُنتے ہیں جاں نثاروں سے جب تیرا ذکرِ خیر گویا اذاں کو سُنتے ہیں منہ سے بلال کے (۲۵)

سرتاقدم ہیں شوق ترے طالبِ جمال مشتاق روزہ دار کھڑے ہیں ہلال کے (۲۶)

ساعت بقدرِ روز ہی اور روز ہفتہ وار ہر ہفتہ ماہ و ماہ برابر ہی سال کے (۲۷)

بیتاب اس طرح ہیں ترے اشتیاق مند جیسے طیور تازہ گرفتار جال کے (۲۸)

مرغِ نظر کے ساتھ اُڑا چاہتا ہی دل مژگاں سے دونوں بازوؤں پہ پر نکال کے (۲۹)

جاتا ہی دوڑ دوڑ کے ہر دم تری طرف دھو دھو کے پاؤں پیچھے پیکِ خیال کے (۳۰)

شاہا یہ تیرا ذوق ہی اُمیدوارِ لطف ہو حال پر نگاہ اس آشفتہ حال کے (۳۱)

تاجلد اس کا کوکبِ طالع بہ عروج آجائے سمتِ اَنج پہ گھر سے وبال کے (۳۲)

کردے بہارِ نام سے اپنے اسے نہال جھوکوں میں آگیا ہی سمومِ ملال کے (۳۳)

دنیا میں زندگی کرے آرام سے بسر ایمان اس کے ہاتھ ہو وقت انتقال کے (۳۴)

نکلے بہ صبحِ حشر تو رنگ اس کا جوں شفق
ہو سرخ دوستی سے محمد کی آل کی (۳۵)

قصیدہ نمبر ۲۵

در مدح ابوظفر بہادر شاہ مرحوم

ساون میں دیا پھر مہِ شوال دکھائی برسات میں عید آئی قدح کش کی بن آئی (۱)

کرتا ہی ہلال ابروئے پرخم سے اشارہ ساقی کو کہ بھر بادہ سے کشتیِ طلائی (۲)

ہی عکس فگن جامِ بلوریں سے مُو سرخ کس رنگ سے ہوں ہاتھ پہ میکش کے حنائی (۳)

کوندے ہی جو بجلی تو یہ سوجھے ہی نشہ میں ساقی نے ہی آتش سے مئے تیز اُڑائی (۴)

(۵) یہ جوش ہی باراں کا کہ افلاک کے نیچے | ہو وے نہ ممیز کرۂ ناری و مائی
(۶) پہنچا کمکِ لشکرِ باراں سے ہی یہ زور | ہر نالہ کی ہی دشت میں دریا پہ چڑھائی
(۷) ہو قلزم عمّاں پہ لبِ جو متبسّم | تالاب سمندر کو کرے چشم نمائی
(۸) ہی کثرتِ باراں سے ہوئی عام یہ سردی | کافور کی تاثیر گئی جو زمیں پائی
(۹) سردی جو پہنچے ہو عاشق کے جگر تک | معشوق کا گر ہاتھ میں ہو دستِ حنائی
(۱۰) عالم یہ ہوا کا ہی کہ تاثیرِ ہوا سے | گردوں پہ ہی خورشید کا بھی دیدہ ہوائی
(۱۱) کیا صرفِ ہوا ہی طرب و عیش سے عالم | ہی مدرسہ میں بھی سبق صرفِ ہوائی
(۱۲) خالی نہیں مو سے روش دانۂ انگور | زاہد کا بھی ہر دانۂ تسبیحِ ریائی
(۱۳) جو آئینۂ دل ہی وہ عاشق کی بغل میں | گویا کہ ہی مینائے مئے کاہ ربائی
(۱۴) کرتی ہی صبا آکے کبھی مشک فشانی | کرتی ہی نسیم آکے کبھی لخلخہ سائی
(۱۵) تھا سوزنِ خار کا صحرا میں جہاں فرش | سبزہ نے وہاں مخملِ خوشرنگ بچھائی
(۱۶) آرائشِ گلشن کے لئے خامۂ رنگیں | زیبایشِ غنچہ کے لیئے تنگ قبائی
(۱۷) ہی نرگسِ شہلا نے دیا آنکھ میں کاجل | برگِ گلِ سوسن نے دھڑی لب پہ جمائی
(۱۸) ابرو پہ کرے قوسِ قزح وسمہ تو خورشید | سرخیِ شفق سے کرے ریش اپنی حنائی
(۱۹) رخسارۂ گلچیں کا ہی سرخی سے یہ عالم | جوں وقتِ غضب چہرۂ ترکانِ خطائی
(۲۰) کیا ساغرِ رنگیں کو کیا جلد ہتھیا | نرگس نے تو سرسوں ہی ہتھیلی پہ جمائی
(۲۱) ہوتی متحمل نہیں اک ساغرِ گل کی | شاخِ گلِ احمر کی نزاکت سے کلائی
(۲۲) اعجازِ نواسنجیِ مطرب سے چمن میں | ہر خار کی ہی نوکِ زباں شعر نوائی
(۲۳) حیرت کی نہیں جائے کہ دیوارِ چمن پر | ہر طائرِ تصویر کرے نغمہ سرائی
(۲۴) شاہا ترے جلوہ سے ہی یہ عہد کو رونق | عالم نے تجھے دیکھ کے ہی عید منائی
(۲۵) کہتے ہیں مہ نو جسے ابرو نے وہ تیری | کی آئنۂ چرخ میں ہی عکس نمائی

پرتو سے ترے جام مئے عیش سرِ بزم | لے ساغرِ جمشید کرے کارِ روائی (۲۶)
ٹپکے لبِ ساغر سے وہ قطرہ کرُوئے شکل | ہو مثلِ فلک جس میں تماشائی خدائی (۲۷)
کیا علم سمائے ترا سینہ میں فلک کے | دریا کی کہاں ہو سکے کاسہ میں سمائی (۲۸)
پڑھتا ہوں ترے سامنے وہ مطلعِ موزوں | احسنت کہیں حسن کے بھائی وستائی (۲۹)

یوں کرسی زر پر ہی تری جلوہ نمائی
جس طرح کہ مصحف ہو سرِ رحلِ طلائی

رکھتا ہی تو وہ دستِ سخا سامنے جس کے | ہی بحر بھی کشتی بکف از بہرِ گدائی (۳۱)
گمرہ کو ہدایت جو تری راہ پہ لائے | رہزن بھی اگر ہو تو کرے راہنمائی (۳۲)
تا ناخنِ شمشیر نہ ہو ناخنِ تدبیر | دشمن کی تری ہو نہ کبھی عقدہ کشائی (۳۳)
خورشید سے افزوں ہو نشاں سجدہ کا روشن | گر چرخ کرے در کی ترے ناصیہ سائی (۳۴)
عکسِ رُخِ روشن سے ترے جوں یدِ بیضا | کرتا ہی کفِ آینہ اعجاز نمائی (۳۵)
کرتا ہی تری نذر سد انقدِ سعادت | ہی مشتریِ چرخ کی کیا نیک کمائی (۳۶)
اک مرغِ ہوا کیا ہی کہ سیمرغ نہ چھوڑے | گر سر بہوا ہو وے ترا تیرِ ہوائی (۳۷)
ہر کوہ اگر کوہِ صفا ہو تو عجب کیا | ہو فیض رساں جب ترے باطن کی صفائی (۳۸)
ہو بلکہ صفا ایسی دلِ سنگِ صنم میں | ہر بت میں کرے صورتِ حق جلوہ نمائی (۳۹)
ہر شعرِ غزل میں ترے معنی شفا ہیں | قربان غزل کے ترے دیوانِ شفائی (۴۰)
مانع جو ہوا دست درازی کو ترا عدل | پروانہ کو بھی شمع نے انگلی نہ لگائی (۴۱)
زنجیر میں جوہر کی رہے تیغ ہمیشہ | خونریز کو ہو عہد میں تیرے نہ رہائی (۴۲)
دیتا ہی دعا ذوق کہ مضمونِ ثنا میں | ہی ذہنِ رسا کو یہ کہاں اس کے رسائی (۴۳)
ہر سال شہا ہووے مبارک یہ تجھے عید | تو مسندِ شاہی پہ کرے جلوہ نمائی (۴۴)

قصیدہ نمبر ۲۶

اکبر شاہ ثانی کی مدح میں

(۱) شاہا جمال و حُسن کا تیرے لکھوں میں وصف کیا — ظاہر میں تو ظلِ خدا باطن میں تو نورِ خدا

(۲) جلوہ ترے دیدار کا ہی اس قدر بہجت فزا — روئے مقدس کو ترے جس نے کہ دیکھا یہ کہا

(۳) صَلِّ علیٰ صَلِّ علیٰ صَلِّ علیٰ صَلِّ علیٰ

(۴) انوارِ عرفاں سے ترا سینہ ہوا ایسا ہی صاف — جس کی ہو پھیلی روشنی ہی قاف سے لے تا بہ قاف

(۵) خورشید و مہ کو رو برو تیرے کہاں مقدورِ لاف — کرتے ہیں دونوں روز و شب آکر ترے در کا طواف

(۶) ای قبلۂ روشن دلاں ای کعبۂ اہلِ صفا

(۷) ہی تیری فر و فر ہی فرِّ فریدوں کا نشاں — نصفت کو تیری دیکھ کر کسریٰ کی بھی ہی کم شاں

(۸) تو وہ سکندر قدر ہی ای فخرِ شاہانِ جہاں — تیرے ضمیرِ پاک کو پہنچے ہی جامِ جم کہاں

(۹) وہ جام ہی گیتی نما یہ آئینہ ہی حق نما

(۱۰) تیری بہارِ لطف سے ہو دشت ہی رشکِ چمن — پیدا ہوں خارِ خشک میں گلہائے نسرین و سمن

(۱۱) تیرے سحابِ فیض سے ای ظلِّ ربِّ ذو المنن — جس جا کہ موجِ ریگ ہو بحر رواں ہو موج زن

(۱۲) اور دامن ہر موج میں لاکھوں ہوں دُرِّ بے بہا

(۱۳) اللہ رے دریا دلی تیری و ہم جود و کرم — ہی دل ہی دل شاہنشہا تو سر سے لیکر تا قدم

(۱۴) آگے تری بخشش کے ہی دریا کہیں بہتر ہیں کم — تو بخشدے اک آن میں سو گنجِ دینار و درم

(۱۵) پیسہ بھی دے سکتا نہیں وہ فلس ماہی کے سوا

جس پہ عنایت ہو تری اس کو نہیں پروائے زر — جس کا کہ حامی تو ہو کیوں اُس کی شکستہ ہو کمر (۱۶)
اللہ نے تجھ کو کیا بیچارگاں کا چارہ گر — ای خسرو والا گہر تیرے تلطف کی نظر (۱۷)
ہی مفلسوں کو کیمیا۔ ٹوٹے دلوں کو مومیا (۱۸)

تیری ثنا کب ہو سکے ای خسرو والا نگاہ — اب یہ دعا ہی ذوق کی حق میں ترے شام و پگاہ (۱۹)
جب تک زمیں پہ ہی فلک اور ہیں فلک پہ مہر و ماہ — فرخ ہمیشہ عید ہو تجھ کو شہا با عز و جاہ (۲۰)
بدخواہ تیرا ہو سدا رنج و الم میں مبتلا (۲۱)

مخمس نمبر ۲۷

خسروا چڑھ کے سر گنبد دوار ہلال — خود لب عجز سے کرتا ہی یہ اقرار ہلال (۱)
حاضر خدمتِ عالی ہی بہر کار ہلال — گرز بردار ہی خورشید کماندار ہلال (۲)
آسماں لیکے سپر چلتا ہی تلوار ہلال (۳)

دستِ ہمت ترا خورشید سے ہی بالاتر — تیری بخشش سے ہی نیساں عرق شرم میں تر (۴)
آئیں تیرے درِ دولت پہ گدا یا نہ اگر — اپنے کاسہ میں لیکر سے چرخ وہیں لعل و گہر (۵)
اور کشتی میں بھرے درہم و دینار ہلال (۶)

ذوق کرتا ہی سخن تیری دعا پر کوتاہ — عید ہر سال ہو فرخ تجھے با حشمت و جاہ (۷)
تیری دولت سے ہوں خورسند ترے دولت خواہ — اور جو حاسد ہیں ترے واسطے اُن کی ہر ماہ (۸)
چرخ پر تیز کرے خنجر خونخوار ہلال (۹)

قصیدہ مسدس دعائیہ نمبر ۲

(۱) سر پر آرائے گردوں جب تلک سلطانِ خاور ہو — قمر دستورِ اعظم صدرِ اعلیٰ سعدِ اکبر ہو
(۲) عطارد میر منشی زہرہ ناظر آسماں پر ہو — زحل میر عمارت ترک گردوں میر لشکر ہو
(۳) سر ہفت آسماں جب تک کہ دورِ ہفت اختر ہو
الٰہی یہ بہادر شاہ شاہ ہفت کشور ہو

(۴) رہے نامِ سلیماں تا نگینِ حکمرانی سے — رہے نام فریدوں تا درفش کاویانی سے
(۵) رہے دارا کو تا نام آوری تاجِ کیانی سے — سکندر تا ہو نامی سکہ کشور ستانی سے
(۶) ترا اے خسروِ والا حشم عالم مسخر ہو
سر پر سلطنت پر تو ہمیشہ داد گستر ہو

(۷) بخارِ ارض سے تا ابر ہو اور ابر میں پانی — رواں پانی سے تا دریا ہو اور دریا کو طغیانی
(۸) زمیں میں تا ہو کان اور کان میں ہو جوہر کانی — پئے جوہر ہو قیمت اور قیمت کو فراوانی
(۹) تری شمشیر جوہر دار میں نصرت کا جوہر ہو
ترے قبضہ میں بحر پُر گہر ہو کانِ پُر زر ہو

(۱۰) رکھیں تا عود کو آتش میں اور آتش کو مجمر میں — گل تر تا ہو گلداں میں تری ہو تا گل تر میں
(۱۱) رہے نافہ میں مشکِ اذفر اور بو مشکِ اذفر میں — صدف میں تا ہو گوہر اور رہو تا آب گوہر میں
(۱۲) ترے ابرِ کرم سے باغِ عالم تازہ و تر ہو
شمیمِ خلق سے تیرے جہاں یکسر معطر ہو

(۱۳) طریقِ رہبری میں خضر ہو جب تک ہدایت فن — سہارا ہو شے تا بحرِ غریق الیاس کا دامن
(۱۴) رہے ادریسؑ تا قطعِ تعلق سے جناں مسکن — مسیحا کا ہو بالا خانہ تا خورشید سے روشن

چراغِ عمر سے تیرے جہاں سارا منور ہو
فروغِ اسلام کو ہو رونقِ دینِ پیمبرؐ ہو (۱۵)

شفق گلگونہ ہو جب تک سحر کے روئے نیکو کو — کرے آراستہ تا شام اپنے موئے گیسو کو (۱۶)
ثریا نورتن تا کہکشاں کے ہووے بازو کو — کرے وسمہ سے تا قوسِ قزح سبز اپنے ابرو کو (۱۷)

لبِ پاں خوردہ دشمن کے لہو سے تیرا خنجر ہو
سرِ بدخواہ فندق تیری انگشتِ سناں پر ہو (۱۸)

گلستاں میں ہو تا گل اور گل سے شاخ ہو زیبا — نیستاں میں ہو تا نَے اور نَے سے نغمہ ہو پیدا (۱۹)
نہالِ تاک میں انگور ہو انگور میں صہبا — نشہ صہبا میں ہو اور ہو نشہ جب تک نشاط افزا (۲۰)

شرابِ عیش سے خالی کبھی تیرا نہ ساغر ہو
ہمیشہ جشنِ جمشیدی سے تیرا جشن بہتر ہو (۲۱)

رہے تا کام دینداروں کو احکامِ شریعت سے — خوشی تا حاجیوں کو ہووے کعبہ کی زیارت سے (۲۲)
رہے تا عابدوں کو شوق محرابِ عبادت سے — نمازِ اہلِ سنت تا ہو مسجد میں جماعت سے (۲۳)

ترا خطبہ میں ہو نام اور خطبہ زیبِ منبر ہو
ترا حامی ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ ہو (۲۴)

قلم تا رانتی پیشہ ہو اور کاغذ صفا آئیں — قلم زن تا ہو مشک افشاں کاغذ خطِ مشک آگیں (۲۵)
زباں پر تا سخن ہو اور سخن میں معنی رنگیں — سخن تا داد چاہے اور تا اہلِ سخن تحسیں (۲۶)

ترا مداح دائم خسروا ذوقِ سخنور ہو
ہمیشہ تہنیت خواں ہو دعا گو ہو ثنا گر ہو (۲۷)

قصیدہ ناتمام نمبر ۲۹

خسروا نیرِ اقبال کی تیرے خورشید — کھائے ہے وقتِ شرف عز و شرف کی سوگند (۱)

(۲) تاب کیا نجم سعادت سے ترے ہو ہمسر — منزلِ اوج پہ چمکے مہِ تاباں ہر چند
(۳) دمِ تحویل یہ کہتے ہیں عناصر چاروں — چار چند آپ کا ہو مرتبہ بلکہ صد چند
(۴) پرورش امن کے سایہ میں کیا کرتا ہے — شیر نر بچۂ آہو کو بجائے فرزند
(۵) قصرِ دولت سے ترے مرغِ نظر رجعت پر — بامِ حشمت پہ ترے کا بکشاں نصف کمند

قصیدۂ ناتمام نمبر ۳

(۱) کروں اگر رقمِ تہنیت کا میں آہنگ — تو ہووے خامہ سے پیدا صدائے بربط و چنگ
(۲) ہے تیرا ندرِ حمایت کہ پانوں کو اپنے — کرے ہے شیر کی چربی سے مالش آہوئے لنگ
(۳) شہا ترے رُخ روشن کو کس سے دوں تشبیہ — کہ مہر و مہ کو گہن لازم آئینہ کو زنگ
(۴) کروں میں کیا ترے گلگوں کا وصف چالاکی — اُڑا ہی جاتا ہے وہ تو برنگِ طائرِ رنگ
(۵) نہ پہونچے گرد کو اُس کی وہ پیکِ فکرِ رسا — کہ ہووے عرصہ نہ چرخ جس کی ایک شلنگ
(۶) چلے ہے یوں کج و واکج ادا و ناز کے ساتھ — کہ جیسے مستِ مئے ناز کوئی دلبرِ شنگ
(۷) وہ چلنے میں ہے تدرو اور اُڑنے میں شاہیں — اُچکنے میں ہے وہ آہو لپکنے میں ہے پلنگ
(۸) نہیں پری وہ پری سے ہے پر سوا پرّاں — نہیں وہ آدمی لیکن سب آدمی کے ڈھنگ
(۹) رواں ہو گر وہ سبکسیر آبِ دریا پر — تو سُم بھی تر نہ ہو اُس کا چہ جائے زانو و تنگ
(۱۰) جو چھیڑے اُس کو تو میداں ہیں۔ اور کہیں اُس کے — بزیرِ نعلِ سُم آکر شرر فشاں ہو سنگ (ق)
(۱۱) شرار سنگِ نظر سے نہاں نہ ہونے پائے — ڈپٹ کے اور وہ پھر آئے سیکڑوں فرسنگ
(۱۲) اگر ہو تجھ کو شہا اُس کے خانۂ زیں میں — تمام عرصۂ گیتی کی سیر کا آہنگ
(۱۳) تو اس ارادہ کے آنے میں دل تلک ہو دیر — اور اس کے جاکے پھر آنے میں کچھ نہ ہووے درنگ

قصیدہ ناتمام نمبر ۳۱

لکھوں جو میں کوئی مضمونِ ظلمِ چرخ بریں
تو کربلا کی زمیں ہو مری غزل کی زمیں (۱)

یہ حال ہے مرا ضعفِ دماغ سے کہ مجھے
صدائے صورِ قیامت ہے ہر مگس کی طنیں (۲)

زمانہ عربدہ پرداز و بختِ بد ناساز
ستارہ بر سرِ پرخاش و چرخ بر سرِ کیں (۳)

عجب نہیں ہے کہ راہب خطِ چلیپا سے
بنا دے تیرے طویلہ کے واسطے خر زیں (۴)

اشعار قصیدہ ہفتدہ زبان ناتمام

نمبر ۳۲

جبکہ سرطان و اسد مہر کا ٹھیرا مسکن
آب و ایلولہ ہوئے نشو و نمائے گلشن (۱)

جوشِ روئیدگی سبزہ پہ یاد آئی ہے
آیت اَنۡبَتَہُ اللہ نَبَاتًا حَسَنًا (۲)

جس طرح شعلہ کا عالم ہو بہ فانوس خیال
خوف سے یوں ترے لرزاں ہے عدو زیر کفن

قصیدہ ناتمام نمبر ۳۳

آج کچھ ایسی ہوائے عیش کی تاثیر ہے
ہر ورق کاغذ کا رشکِ گلشنِ کشمیر ہے

گر نہالِ دشت کو شوق حنا بندی نہیں
ہاتھ کیوں مہندی سے رنگتا برگِ بید انجیر ہے

مح حاضر میں سنا دے مطلعِ روشن کہ۔ ذوق
منتظر مشرق میں بیٹھا مہر پر تنویر ہے

نام کو اللہ اکبر کیا ترے تاثیر ہے
ہر اذاں میں شامل اور داخل ہر تکبیر ہے

مثنوی ناتمام

(۱) چاہیئے نام اُسی کا اے خامہ — زینتِ نامہ زیبِ سرنامہ
(۲) ہے فلک اک نمونہ قدرت کا — یا قلمداں ہزار صنعت کا
(۳) رُخِ قرطاس کو صفائی دی — اور سیاہی کو روشنائی دی
(۴) دیا قمری کو مصرعِ نالا — مصرعِ قدِ سرو پر بالا
(۵) کی عطا نوخطوں کو کلکِ ادا — کیا عاشق کو تختۂ مشقِ جفا
(۶) نمک افشاں ہے عشقِ شور انگیز — زخمِ دل کرتے ہیں بریز بریز
(۷) عکس ہے سبزۂ لبِ جو کا — وسمہ قوسِ قزح کے ابرو کا
(۸) آئے گلشن میں فصلِ گل سو بار — بلبلیں ہوں ترانہ سنج ہزار
(۹) ساقیا جلد اُٹھ درنگ نہ کر — عرصۂ مطلب کا دیکھ تنگ نہ کر
(۱۰) طاق سے تو اُتار لے شیشہ — طاق پر رکھ کتاب اندیشہ
(۱۱) شیشۂ مے کی یہ دراززباں — اور پھر یہ ستم کہ پنبہ دہاں
(۱۲) میں ہوں مانندِ ساغرِ لبریز — جاں بلب جاں بلب کو کیا پرہیز
(۱۳) جھوم جھوم ایسے بادل آنے لگے — پانو توبہ کے لڑکھڑانے لگے
(۱۴) کردے یاں تک مجھے نشہ میں چور — ق — تا کہ مانندِ خوشۂ انگور
(۱۵) دِل کے سارے پھپھولے پھوڑوں میں — نکتہ باقی کوئی نہ چھوڑوں میں
(۱۶) شبِ ہجراں بسر نہیں ہوتی — نہیں ہوتی سحر نہیں ہوتی
(۱۷) بسترِ رنج و کنجِ تنہائی — رات کیا آئی اِک بلا آئی
(۱۸) شام سے حال ہے یہ صبح تلک — نہیں لگتی مری پلک سے پلک

کیوں نہیں بولتے سحر کے طیور — کیا شفق نے کھلا دیا سیندور (۱۹)

گر لکھوں خط میں بے قراریِ دل — نامہ بر ہو کبوترِ بسمل (۲۰)

مضطرب اب جو ہو رہا دل ہے — دل ہے یا مرغِ نیم بسمل ہے (۲۱)

دل کی واشد کی کیا کروں تدبیر — غنچۂ دل ہے غنچۂ تصویر (۲۲)

جانِ بیتاب جیسی بیکل برق — وہ بھی گرمِ رہِ فنا کا برق (۲۳)

نبضیں چھوٹی ہوئیں غشی طاری — ایک فرقت ہزار بیماری (۲۴)

دل سے رخصت ہے تاب و طاقت کی — بے قراری نے استقامت کی (۲۵)

ہوسِ سیرِ باغ ہے کس کو — دل ہے کس کو دماغ ہے کس کو (۲۶)

کاٹ کھانے کو دوڑتا ہے گھر — سگِ دیوانہ بن گیا ہے گھر (۲۷)

اب ہے یک لختِ دل کہ ہو صد لخت — تن بتقدیرِ سنگ آمد و سخت (۲۸)

ہو چکی دل کی اپنے عشق میں خیر — رہویں دریا میں اور مگر سے بیر (۲۹)

ماہِ بے مہر بلکہ دشمنِ مہر — ہر ستم میں ستم شریکِ سپہر (۳۰)

برق کا وہ ذرا چمک جانا — اور بغل میں ترا دبک جانا (۳۱)

فتنۂ استادِ نرگسِ فتّان — گردِ مژگاں ہجومِ شاگرداں (۳۲)

رُخ تعالیٰ و زلف صلِّ علےٰ — قدوہ سُبحانَ رَبّیَ الاعلےٰ (۳۳)

زُلفِ جنباں میں رخ کی بُرّاقی — کرے مشائیوں کو اشراقی (۳۴)

گو انا الحکم نہ منہ سے کہے — لیک جاری زبان ہر مو سے (۳۵)

مچھلی بازو کی یا ہے دو الفیں — غرقہ کش بحرِ خوں سے مردمِ عین (۳۶)

کمر و ناف از پئے دلِ زار — رشتۂ کار و عقدۂ دشوار (۳۷)

رنگِ پاں لعلِ روح افزا پر
خوں ثابت کرے مسیحا پر (۳۸)

سہرا

یہ سہرا اُردو ادب میں ایک تاریخی حیثیت رکھتا ہے شہزادہ مرزا جواں بخت جو نواب زینت محل کے بطن سے بادشاہ ظفر کے بیٹے تھے اُن کی شادی کے موقع پر مرزا غالب نے اپنا مشہور سہرا بادشاہ کے حضور میں پیش کیا جس کا مقطع یہ تھا ہم سخن فہم ہیں غالب کے طرفدار نہیں دیکھیں اس سہرے سے کہدے کوئی بہتر سہرا مقطع کو دیکھ کر بادشاہ نے یہ محسوس کیا کہ استاد ذوق پر چوٹ کی گئی ہے ظفر نے استاد کو یہ سہرا دکھا کر کہا ہے دوسرا سہرا کہنے کی فرمایش کی چنانچہ ذوق نے یہ سہرا لکھ کر نذر گزرانا۔

(۱) اے جواں بخت مبارک تجھے سر پر سہرا
آج ہے یمن و سعادت کا ترے سر سہرا

(۲) آج وہ دن ہے کہ لائے دُرِ انجم سے فلک
کشتیِ زر میں مہِ نو کی لگا کر سہرا

(۳) تابشِ حسن سے مانندِ شعاعِ خورشید
رُخِ پر نور پہ ہے تیرے منوّر سہرا

(۴) وہ کہے صلِّ علےٰ یہ کہے سبحان اللہ
دیکھے مکھڑے پہ جو تیرے مہ و اختر سہرا

(۵) تابنے اور بھی جس میں رہے اخلاص بہم
گوندھیے سورۂ اخلاص کو پڑھکر سہرا

(۶) دھوم ہے گلشنِ آفاق میں اس سہرے کی
گائیں مرغانِ نواسنج نہ کیونکر سہرا

(۷) روئے فرخ پہ جو ہیں تیرے برستے انوار
تارِ بارش سے بنا ایک سراسر سہرا

(۸) ایک کو ایک پہ تزئیں ہے دمِ آرایش
سر پہ دستار ہے دستار کے اوپر سہرا

(۹) اک گہر بھی نہیں صدکانِ گہر میں چھوڑا
تیرا بنوایا ہے لے لیکے جو گوہر سہرا

(۱۰) پھولوں کی خوشبو سے ہے اترائی ہوئی بادِ بہار
اللہ اللہ رے پھولوں کا معطر سہرا

(۱۱) سر پہ طرّہ ہے مزیّن تو گلے میں بدّھی
کنگنا ہاتھ میں زیبا ہے تو سر پر سہرا

(۱۲) رونمائی میں تجھے دے مہ و خورشید فلک
کھول دے منہ کو جو تو منہ سے اُٹھا کر سہرا

(۱۳) کثرتِ تارِ نظر سے ہے تماشائیوں کے
دمِ نظّارہ ترے روئے نکو پر سہرا

(۱۴) دُرِّ خوش آبِ مضامیں سے بنا کر لایا
واسطے تیرے ترا ذوق ثنا گر سہرا

(۱۵) جن کو دعویٰ ہو سخن کا یہ سنا دو اُن کو
دیکھو اس طرح سے کہتے ہیں سخنور سہرا

قطعات

قطعہ نمبر (۱)

دیکھتے ہیں جلوۂ گلہائے رنگا رنگ ہم
مثل نرگس جب تلک ہی اس چمن میں چشم وا (۱)

آخرش ہوگا وہی اک دن خزاں کے ہاتھ سے
جو کہ عالم اپنا اس نشو و نما سے پہلے تھا (۲)

ہی غنیمت کوئی دم نظارۂ رنگِ بہار
پھر کہاں یہ گلشن اور گل۔ اور سبزہ یہ ہوا (۳)

در عدم بودیم و دیگر در عدم خواہیم رفت
ایں تماشائے جہاں را مفت مے بینیم ما (۴)

قطعہ نمبر (۲)

خون رگہائے گلو لاشۂ بے سر سے مرے
آگے کب جوش پہ فوارہ سے ہمسر نہ ہوا (۱)

عشق یہ معجزہ کیسا ہی کہ اس کشتہ کے
موئے سر حلق سے پیدا ہوئے اور سر نہ ہوا (۲)

قطعہ نمبر ۳

ساقیا ابر ہی آیا تو بڑھا خم پہ ہاتھ
کہ گھٹا میں نہیں ہمت کا گھٹانا اچھا (۱)

جل کے گر قطرۂ خوں دل کا ہوا اشک آلود
تو نہیں نیچے مژگاں سے گرانا اچھا (۲)

قطعہ نمبر ۴

وہ صبح کو آئے تو کروں باتوں میں دوپہر
اور چاہوں کہ دن تھوڑا سا ڈھل جائے تو اچھا (۱)

ڈھل جائے جو دن بھی تو اسی طرح کروں شام
اور پھر کہوں گر آج سے کل جائے تو اچھا

جب کل ہو تو پھر وہ ہی کہوں کل کی طرح سے
گر آج کا دن بھی یونہیں ٹل جائے تو اچھا

(۴) القصہ نہیں چاہتا میں جائے وہ یاں سے
دل میری ہی باتوں میں بہل جائے تو اچھا

قطعہ نمبر (۵)

(۱) دل سے میں اپنے رسولِ عربی کا ہوں غلام
دل کہو۔ جان کہو۔ جانیں ہیں سب بات کسب

(۲) میں حضوری میں ہوں اس کی نہ کس طرح مدام
ہے یہ مشہور مثل مالِ عرب پیشِ عرب

قطعہ نمبر (۶)

(۱) کل ایک تارکِ دنیا سے میں نے پوچھا ذوقؔ
کہ تو اکھڑ کے اُدھر سے ادھر ہوا پیوست

(۲) گزرتی ہوگی بہ آرام زندگی تیری
کہ تجھ کو اب نہ غمِ نیست ہے نہ شادیٔ ہست

(۳) کہا یہ اُس نے کہ قیدِ حیات میں انساں
کبھی نہ ہوگا دلا سون گو ہو مستِ الست

(۴) اُٹھائے ہاتھ جہاں سے ولیک کیا امکاں
کہ بافراغ کرے کنجِ عافیت میں نشست

(۵) چھٹا جو کوئی گرفتاریوں سے دنیا کی
تو سلسلہ میں فقیری کے وہ ہوا پابست

(۶) رہا وہ خدمتِ مرشد کی قید میں برسوں
کہ حق پرست ہو وہ پہلے جو ہو پیر پرست

(۷) گر ایک عمر میں پہونچا مقامِ عالی پر
کہا یہ شوق نے ہو ہمتِ بلند نہ پست

(۸) جو دست گاہ تصرف میں کبھی ہوئی اُس کو
تو یہ ارادہ ہوا اور بھی ہوں بالا دست

(۹) ہمیشہ جنگ ہی بعد صلح کل کے بھی
کہ نفس دشمنِ سرکش ہے اس کو دیجے شکست

(۱۰) جو ہوشیار ہے تو ہے وہ شرع کا پابند
پھنسا ہوا ہے وہ کیفیتوں میں گر ہے مست

(۱۱) نہیں ہے دامِ علائق سے مطلق آزادی
مجال کیا کہ نکل جائے کوئی کرکے جست

(۱۲) کہا ہے خوب کسی نے یہ شعر برجستہ
گیا زباں سے نکل اُس کی جیسے تیر از شست

(۱۳) کہ کرد قطع تعلق کدام شد آزاد
بریغ ز ہمہ۔ باخدا۔ گرفتار است

قطعہ نمبر (۷)

عہد میں تیرے نکالے دانت گر سینِ ستم — کام لے زنبور کا خامہ سے دستِ معدلت (۱)
گر پڑے پاؤں پہ تیرے جہر آ کر سایہ دار — آفتابی سے جو تو کہدے کہ اس کو رو کہ مت (۲)

قطعہ نمبر (۸)

ہو اگر لیلیٰ سیاہی تو ورق عذرا عذار — خط ترا شیریں ہو شاہا اور قلم شاخِ نبات (۱)
ہو گیا خورشید مالا مال وہ ہیں نور سے — دی جو تو نے دولتِ انوارِ دانش کی زکوٰت (۲)
ہاتھ میں بندوق لے جس وقت تو بہرِ شکار — شیر گردوں کو ہو مشکل ہاتھ سے تیرے نجات (۳)

قطعہ نمبر (۹)

در تہنیتِ جشنِ نوروز

خسروا اُن کے ترا فرخندہ جشنِ نوروز — آج ہی بلبلِ تصویر تلک زمزمہ سنج (۱)
خبرِ عیش تری دی ہی چمن کو جا کر — زرِ گل پیکِ صبا پائے نہ کیونکر پا رنج (۲)
بادۂ جوشش جوانی کی ہی گویا اک موج — تنِ پیرانِ کہن سال پہ ہر چینِ شکنج (۳)
چند قطرے سے ہیں شبنم کے وہ بلکہ کمتر — آگے ہمت کے تری-گوہرِ شہوار کے گنج (۴)
حسن نیت سے ہی تو یوسفِ مصرِ بخشش — دستِ حاتم میں بجا ہی کہ جو دیں تیغ و ترنج (۵)
شش جہت پر جو ہی غالب ترا سر پنجۂ امن — فتنہ کو اُٹھنے میں جوں نرد ہی کیا گیا شش و پنج (۶)
نہ بجھے آب سے آتش نہ خس آتش سے جلے — ایک سے ایک موافق کہ مرغبان و مرغ (۷)
تیرے منصوبہ کے تابع ہیں سب احکام نجوم — صفحۂ تقویم کا گویا ہی بساطِ شطرنج (۸)
لایا ہی معنیٔ رنگیں سے یہ لعلِ خوش رنگ — ذوقؔ جو مدح و ثنا میں ہی تری گوہر سنج (۹)

(۱۴) خسرو اہوتا ہی اس رنگ سے معلوم یہ رنگ		رنگ زر وزرد جو ہوا ہے بر نگبِ نارنج
(۱۱) بزمِ رنگیں میں تری رنگ طرب ہو ہر روز		اور تری خاطرِ اقدس پہ کبھی آئے نہ رنج

قطعہ نمبر (۱۰)

(۱) کرے ہی مہرِ علیؑ دل کو صاف پُر انوار		طلوعِ شمس پہ موقوف ہی وجو دِ نہار
(۲) علیؑ سے کیونکر نہ ہو زیر لشکرِ کفّار		علیؑ ہی شکل علی اور علی ہی حرف چار

قطعہ نمبر (۱۱)

(۱) میں نے کہا کہ بوسہ تم ہی دو! ادب سے میں		لا سکتا اپنا منہ نہیں چاہِ ذقن کے پاس
(۲) ہنس کر کہا کہ جاتا ہی پیاسا کنوئیں پہ آپ		یا جاتا ہی کنواں کسی تشنہ دہن کے پاس

قطعہ نمبر (۱۲)

(۱) پر نہیں پر ترا توسن وہ پری سال پراں		سیر گہ جس کی ہی اک قاف سے لیکر تا قاف
(۲) ہو قوی دست ترے زور سے اسلام اگر		کھینچے شمشیر سپر کفر پہ پھر مرکز کا قاف
(۳) پاتا گرداب سے ہی گردئہ نانِ آبی		تیری بخشش سے جو دریا کا معین ہی کفاف
(۴) وستِ ہمت نے ترے کھوئی روپے کی یہ قدر		چٹکیوں میں ہیں اُڑاتے اُسے کیا کیا صراف

قطعہ نمبر (۱۳)

در مدح میرزا شاہرخ بہادر

(۱) میرزا شاہرخ بہادر نے		قصد صید افگنی کیا جس دم
(۲) خونِ نخچیر سے ہوا سارا		دامن دشت لالہ زارِ ارم

نہ بچا اُس شکار افگن سے — صید کوئی سوائے صیدِ حرم (۳)

مرغ و سیمرغ اور غزال و پلنگ — ہوئے مسکن پذیرِ دشتِ عدم (۴)

ہو جگر گوشۂ بہادر شاہ — ہو بہادر نہ کیوں وہ نیک شیم (۵)

سمجھے شیر آپ کو ہزار غنیم — اُس کے پر سامنے ہے مثلِ غنم (۶)

شیرِ گردوں بھی اس کے لشکر میں — پائے ہرگز نہ قدرِ شیرِ علم (۷)

ہے مانندِ شیرِ قالیں کے — اوج ہمت سے اُس کے زیرِ قدم (۸)

ہاتھ میں جب تفنگ لی اُس نے — ہمسرِ اژدہائے آتش دم (۹)

گئی شیرِ ژیاں شکار کئی — اُس غضنفر شکار نے پیہم (۱۰)

ہے بجا گر دلاورانِ جہاں — کھائیں اُس کی دلاوری کی قسم (۱۱)

جبکہ اس جرأت و شجاعت کو — چاہا اس طرح دل نے کیجے رقم (۱۲)

تا رہے یادگار عالم میں — وصفِ عالی صاحبِ عالم (۱۳)

لکھی اے ذوقؔ میں نے یہ توصیف

مع تاریخ۔ ثانئِ رستم

۱۲ ۵۵ ۶۲

قطعہ نمبر (۱۴)

سرد مہری کا تری ہو جو خنک دل کشتہ — ہوئے گلگشت سے گیا اُس کا دل اے گلرو گرم (۱)

تابشِ نارِ جہنم سے سوا اُس کو لگے — ہمرہِ بادِ سحر بوئے گلِ شبّو گرم (۲)

سرد مہری سے رکھا اپنی خنک دل تو نے — گرمجوشی سے کیا تو نے بتِ دلجو گرم (۳)

اپنے کشتے کی کرامت کو ذرا دیکھ اگر — ایک پہلو ہے اگر سرد تو اک پہلو گرم (۴)

قطعہ نمبر (۱۵)

کر رہی اے صیادِ ناداں تجھ کو آرائش کا شوق — مت بنا پیتل کے تاروں سے قفس کی تیلیاں (۱)

(۲)	جو ہیں مرغ تر دماغ اُن کے قفس کے واسطے	چاہئیں صندل کی چوبیں اور خس کی تیلیاں

قطعہ نمبر (۱۶)

(۱)	ہائے کل سب آشنا تیرے مریضِ عشق کے	تھے علاجِ ضعفِ دل اور ضعفِ تن کے فکر میں
(۲)	آج گھبرائے ہوئے پھرتے ہیں با چشمِ پُر آب	گاہ تدبیرِ لحد میں گہ کفن کے فکر میں

قطعہ نمبر (۱۷)

(۱)	ناصحا مجھ کو ملامت تو نہ کر	کس طرح میں عشق سے بیزار ہوں
(۲)	بسکہ مجھکو عشق بازی کا ہے ذوق	کیا کروں میں ذوق سے ناچار ہوں

قطعہ نمبر (۱۸)

(۱)	رہی ہر طرح سے صیدی کے کبوتر کی طرح	ہاتھ سے اُس بتِ بیدرد کے ایذا ہم کو
(۲)	صیدہی میں نہ فقط ذبح کا کچھ قصد رہا	صلح بھی ٹھیری تو پھر کاہی کے چھوڑا ہم کو

قطعہ نمبر (۱۹)

(۱)	ہماری لاش پہ آواز قم باذن اللہ	تم آکے حضرتِ عیسےٰ عبث سناتے ہو
(۲)	اُٹھینگے یار کی ٹھوکر سے لے چلو تشریف	نہیں تو پھر کوئی صلوات سن کے جاتے ہو

قطعہ نمبر (۲۰)

(۱)	ہمیشہ صدقے اُس ابرو کے ہو کے حضرتِ دل	یہ لب پہ نالۂ جانکاہ اپنے لاتے ہو
(۲)	دیا طوافِ حرم میں ہے سامنے محراب	اور اس میں نعرۂ لبیک تم سناتے ہو

قطعہ نمبر (۲۱)

مرے لئے تو ہر اک طرح سے قباحت ہے	یہ تم جو دشمنوں کو دردِ سر بتاتے ہو	(۱)
لگاؤ کس کے جو صندل تو کہتے ہو کہ مجھے	لگاوٹ اتنی بھلا کس لئے دکھاتے ہو	(۲)
جو پڑھ کے سورۂ اخلاص دم کروں تو کہو	کہ دیکھے دم مجھے اخلاص کیا جتاتے ہو	(۳)
یہ ایسا کونسا اندازِ گفتگو ہے ذوق	کہ جس پہ زورِ طبیعت تم آزماتے ہو	(۴)

قطعہ نمبر (۲۲)

اس عاشق بیچارہ کا ہے آج یہ کیا حال	گریہ سے ہے آنکھوں پہ ورم اور زیادہ	(۱)
بیٹھے سرِ بستر یہ پڑا پاؤں کہاں تک	بس پاؤں نہ پھیلا شبِ غم اور زیادہ	(۲)

قطعہ نمبر (۲۳)

ہے باغِ جہاں میں تجھے گر ہمتِ عالی	کر گردنِ تسلیم کو خم اور زیادہ	(۱)
لیتے ہیں ثمر شاخِ ثمرور کو جھکا کر	جھکتے ہیں سخی وقتِ کرم اور زیادہ	(۲)

قطعہ نمبر (۲۴)

عمر ہے کر رہی ہر دم سفرِ بحرِ فنا	جس کو تو سانس کہے ہے۔ دلِ محزوں چلتی	(۱)
سمجھے ہے راکبِ کشتی کہ ہے ساحل چلتا	پر حقیقت میں ہے کشتی سرِ جیحوں چلتی	۲

قطعہ نمبر (۲۵)

دل کے آئینہ کو گر کر دے گداز	یار اپنی گرمیِ رخسار سے	(۱)

(۷)	جوہر اس کے یوں اٹھالیں جس طرح	حرف قرطاس غلط بر دار سے

قطعہ نمبر (۲۶)

(۱)	میں نہ تڑپا جو دمِ ذبح تو یہ باعث تھا	کہ رہا مدِ نظر عشق کا آداب مجھے
(۲)	ورنہ وہ شوخ کہ جو گل سے بھی نازک ہے سوا	لیوے اس طرح سے زانو کے تلے داب مجھے

قطعہ نمبر (۲۷)

(۱)	نکلے ہو میکدے سے ابھی منہ چھپا کے تم	دابے ہوئے بغل میں صراحی شراب کی
(۲)	اے ذوق بس نہ آپ کو صوفی جتائیے	معلوم ہے حقیقت ہو حق جناب کی

قطعہ نمبر (۲۸)

(۱)	کچھ اپنی شرح سوزِ دلِ بے قرار آج	آیا تھا جی میں بیٹھ کے کیجیے رقم پرے
(۲)	اللہ رے اضطراب کہ جوں آتشیں قلم	ہاتھوں سے جا پڑا مرے چھٹ کر قلم پرے

قطعہ نمبر (۲۹)

(۱)	کہوں کیا ذوق احوال شبِ ہجر	کہ تھی اک اک گھڑی سو سو مہینے
(۲)	نہ تھی شب ڈال رکھا تھا اک اندھیر	مرے بختِ سیہ کی تیرگی نے
(۳)	تپِ غم شمع ساں ہوتی نہ تھی کم	اور آتے تھے پسینوں پر پسینے
(۴)	یہی کہتا تھا گھبرا کر فلک سے	کہ او بے مہر بد اختر کمینے
(۵)	کہاں میں اور کہاں یہ شب بگڑتے	مری جانب سے تیرے دل میں کینے
(۶)	سو اس ظلمت کے پردہ میں کئے ظلم	ارے ظالم تری کینہ وری نے

عوض کس بادہ نوشی کے مجھے آج — پٹے یہ زہر کے سے گھونٹ پینے (۷)
حواس و ہوش جو مجھ سے قریں تھے — قرینے سے ہٹے سب بے قرینے (۸)
مری سینہ زنی کا شور سُن کر — پھٹے جاتے تھے ہمسایوں کے سینے (۹)
اُٹھایا گاہ اور گاہے بٹھایا — مجھے بیتابی و بے طاقتی نے (۱۰)
کہا جب دل نے تو کچھ کھا کے سو رہ — بہت الماس کے توڑے نگینے (۱۱)
نہ ٹوٹا جان کا قالب سے رشتہ — بہت سی جان توڑی جانکنی نے (۱۲)
بہت دیکھا نہ دکھلایا ذرا ابھی — طلوعِ صبح سے منہ روشنی نے (۱۳)
کہا جی نے مجھے یہ ہجر کی رات — یقیں ہے صبح تک تُو دے گی نہ جینے (۱۴)
لگے پانی چوانے منہ میں آنسو — پڑھی یاسیں سرہانے بیکسی نے (۱۵)
مگر دن عمر کے تھوڑے سے باقی — لگا رکھے تھے میری زندگی نے (۱۶)
کہ قسمت سے قریبِ خانہ میرے — اذاں مسجد میں دی بارے کسی نے (۱۷)
بشارت مجھ کو صبحِ وصل کی دی — اذاں کے ساتھ یمن و فرخی نے (۱۸)
ہوئی ایسی خوشی اللہ اکبر — کہ خوش ہو کر کہا خود یہ خوشی نے (۱۹)

موذن مرحبا بر وقت بولا
تری آواز مکّے اور مدینے (۲۰)

قطعہ نمبر (۳۰)

تو بھلا ہے تو بُرا ہو نہیں سکتا اے ذوق — ہے بُرا وہ ہی کہ جو تجھ کو بُرا جانتا ہے (۱)
اور اگر تو ہی بُرا ہے تو وہ سچ کہتا ہے — کیوں بُرا کہنے سے تو اس کے بُرا مانتا ہے (۲)

قطعہ نمبر ۳۱

(۱) قدم سنبھال کے رکھ راہ عشق میں اے ذوق — گزرنا اس رہِ دشوار سے نہ آساں ہے

(۲) جو کوئی آبلۂ پائے مور بھی ہی یہاں	ترے ڈبونے کو وہ بھی تنورِ طوفاں ہی

قطعہ نمبر (۳۲)

(۱) نذر دیں نفس کش کو دنیا دار	واہ کیا تیری کارسازی ہی
(۲) سچ کہا ہی کسی نے یہ ای ذوق	مالِ موذی نصیبِ غازی ہی

رُباعیات

رباعی نمبر (۱)

(۱) کیا فائدہ فکرِ بیش وکم سے ہوگا	ہم کیا ہیں جو کوئی کام ہم سے ہوگا
(۲) جو کچھ کہ ہوا۔ ہوا کرم سے تیرے	جو کچھ ہوگا ترے کرم سے ہوگا

رباعی نمبر (۲)

(۱) ای ذوق کبھی تو نہ خوش اوقات ہوا	ایک دم نہ ترا صرفِ مناجات ہوا
(۲) جب تک تھا جوان تھا جوانِ بدمست	اب پیر ہوا۔ پیرِ خرابات ہوا

رباعی نمبر (۳)

(۱) ان آنکھوں سے روئے لالہ گوں بھی دیکھا	اور پھر اُن کو پر اشکِ خوں بھی دیکھا
(۲) کیا کیا دیکھے نہ رنگ ہم نے ای ذوق	یوں بھی دیکھا جہاں میں ووں بھی دیکھا

رباعی نمبر (۴)

مشکل ہی یہاں پائے خرد کا جمنا — اِس وحشی رم دیدہ کو کیسا رمنا (۱)
ہم پیروِ عشق و عشق اپنا ہادی — جو عشق ہے ذوقؔ کہو سمجھنا (۲)

رباعی نمبر (۵)

دل کو سرِ بازارِ جہاں کر نہ اُچاٹ — جس طرح بنے سود و زیاں میں دن کاٹ (۱)
ای ذوقؔ فلک کے جب ہیں بارہ حصّے — سودا ہو نہ کیوں زیرِ فلک بارہ باٹ (۲)

رباعی نمبر (۶)

خورشید سے یکروز جہاں میں نوروز — اور تجھ سے جہاں روز مسرت اندوز (۱)
ہی تجھ کو زمانہ میں شرف بارہ ماہ — اور مہرِ جہاں تاب کو یک ماہ یک روز (۲)

رُباعی نمبر (۷)

شاہا تجھے با دولت و بختِ فیروز — فرخ ہو سدا جہاں میں جشنِ نوروز (۱)
ہووے شرف اندوز ترے طالع سے — ہر سال حمل میں مہرِ عالم افروز (۲)

رباعی نمبر (۸)

کہتا ہی یہ فیروزی رنگِ نوروز — تو ہو صفِ اعدا پہ مقرر فیروز (۱)
ہو دشمنِ سرکش کے لئے سہم الموت — ای شاہِ عدو کش ترا تیرِ دل دوز (۲)

رُباعی نمبر (۹)

(۱) ای ذوق کرے گا کوئی دُنیا کیا ترک — دُنیا ہی بُری بلا ارے کیسا ترک

(۲) کیا دخل کہ ہو ترک کسی سے دُنیا — جب تک نہ کرے آپ سے دنیا ترک

رُباعی نمبر (۱۰)

(۱) جن دانتوں سے ہنستے تھے ہمیشہ کھل کھل — اب درد سے ہیں وہی رلاتے ہل ہل

(۲) پیری میں کہاں اب وہ جوانی کے مزے — ای ذوق بڑھاپے سے ہے دانتا کل کل

رباعی نمبر (۱۱)

(۱) جن کو اس وقت میں اسلام کا دعویٰ ہی کمال — غور سے دیکھا تو ای ذوق ہی اُن کا یہ حال

(۲) جیسے محفل میں ہنسانے کو مسلمانوں پر — نقل کرتا ہو مسلمان کی کافر نقال

رُباعی نمبر (۱۲)

(۱) اعلےٰ جو علی کی ہی امامت کا مقام — رکھتے ہیں خبر اس سے یہاں خاص نہ عام

(۲) جو لوگ صفِ اول میثاق میں تھے — پوچھے کوئی اُن سے کہ وہ کیسا تھا امام

رباعی نمبر (۱۳)

(۱) سبطینِ نبیؐ یعنی حسنؑ اور حسینؑ — زہراؑ و علی کے دونوں وہ نورالعین

(۲) عینک ہی تماشائے دو عالم کے لئے — ای ذوق لگا آنکھوں سے ان کی نعلین

رباعی نمبر (۱۴)

کھلتا نہیں ای ذوق یہ ہم پر مضمون ہر شخص جو مذہب کا ہے اپنے مفتون (۱)
کہیئے کسے حق پہ اور باطل پہ کسے کل حزب بما لدیہم فرحون (۲)

رُباعی نمبر (۱۵)

ای زاہد تم سے کیا جھگڑا کر لوں میں غصہ سے کروں کس لیئے دل کو خوں میں (۱)
میخوار و صنم پرست کہتے ہو مجھے تم ہو تم ہو جو کچھ کہو ہوں میں ہوں میں (۲)

رُباعی نمبر (۱۶)

دل جن کا ہے آہن کی طرح سخت و سیاہ وہ لطفِ سخن سے نہیں ہوتے آگاہ (۱)
بد اصل کو کیا نامِ خدا کوئی بتائے بندوں کا طوطہ نہ کہے حق اللہ (۲)

رُباعی نمبر (۱۷)

جب تک تھے گرہ میں احمقوں کے پیسے سب کہتے تھے ان کو آپ ایسے ایسے
مفلس جو ہوئے تو پھر کسی نے ای ذوق پوچھا نہ کہ تھے وہ کون ایسے تیسے

رُباعی نمبر (۱۸)

آنکھ اس کی نشہ میں جب گلابی ہو جائے صوفی اسے دیکھے تو شرابی ہو جائے
دکھلائے جو وہ رخ کتابی ای ذوق سب مدرسہ کافرِ کتابی ہو جائے

رباعی نمبر (۱۹)

(۱) اے ذوق فرشتے ہیں یہ کہکر روتے — اے کاش کہ انسان ہی ہم بھی ہوتے
(۲) غفلت میں یہ رہتا ہے یہاں تک ہشیار — شیطان کو تھکا دیتا ہے سوتے سوتے

رباعی نمبر (۲۰)

(۱) دنیا کے الم ذوق اٹھا جائیں گے — ہم کیا کہیں کیا آئے تھے کیا جائیں گے
(۲) جب آئے تھے روتے ہوئے آپ آئے تھے — اب جائیں گے اوروں کو رلا جائیں گے

رباعی نمبر (۲۱)

(۱) اس جہل کا ہے ذوق ٹھکانا کچھ بھی — دانش نے کیا دل کو نہ دانا کچھ بھی
(۲) ہم جانتے تھے علم سے کچھ جانیں گے — جانا تو یہ جانا کہ نہ جانا کچھ بھی

رباعی نمبر ۲۲

(۱) دنیا سے ذوق رشتۂ الفت کو توڑ دے — جس سر کا ہے یہ بال اسی سر میں جوڑ دے
(۲) پر ذوق تو نہ چھوڑے گا اس پیرزال کو — یہ پیرزال گر تجھے چاہے تو چھوڑ دے

رباعی نمبر (۲۳)

(۱) دعا ہے ذوق کی ہو خلعت ولیعہدی — مبارک آپ کو با آفتابی و کرسی
(۲) یہ آفتابی و کرسی خدا کرے فرخ — بحق سورۂ والشمس و آیۃ الکرسی

تمام شد

فرہنگ کلام ذوق

نمبر شعر	لفظ	معنی
		قصائد
		قصیدہ نمبر (۱)
۱	عالم وحدت	تنہائی کا عالم۔ یگانگی
۲	مسجّع	وہ عبارت یا شعر جس کے الفاظ آپس میں ہم قافیہ ہوں۔
۲	مربع	چوگوشہ وہ سطح جس کے چاروں ضلعے باہم برابر ہوں اور چاروں زاویے قایم ہوں۔
۱	جنت ماوا (جنت ماوے)	مراد جنت یعنی بہشت سے ہی۔ ماویٰ پناہ کی جگہ
	شقایق	لالہ۔ واحد اور جمع دونوں میں مستعمل ہوتا ہی۔ مجازاً پھولوں کے معنے میں آتا ہی۔
۴	لحن قماری	قمریوں کی آواز
۴	مسبّح	تسبیح کرنیوالا فرشتہ
۴	مہلل	تہلیل کرنیوالا یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ پڑھنے والا
۵	موسم اردی	موسم بہار۔ اردی فارسی مہینہ کا نام ہی جو زمانہ بہار میں شروع ہوتا ہی
۵	عناصر	عنصر کی جمع ہی۔ عنصر چار ہیں پانی۔ ہوا۔ مٹی۔ آگ۔
۵	طبایع	طبیعت کی جمع ہی
۵	عالم اشیا	مراد دنیا سے ہی
۶	ژالہ	اُولا۔ برف
۸	صُلصُل	فاختہ
۹	خیل بادہ پرستاں	میخواروں کا گروہ
۹	نغمہ طراز	گانے والا
۹	چنگ نواز	باجہ بجانے والا
۱۰	پنبۂ مینا	شیشہ کی ڈاٹ
۱۰	گنبد خضرا	نیلا گنبد (آسمان کی طرف اشارہ ہی۔)
۱۲	لات۔ منات	بتوں کے نام ہیں۔ ایام جاہلیت میں
	یعوق۔ عزّیٰ	عرب ہیں جن کی پرستش ہوتی تھی۔
۱۶	مسجد اقصےٰ	بیت المقدس

نمبر شعر	الفاظ	معنی
۱۷	خطِ چلیپا	صلیب نما خط
۱۸	قوسِ قزح	دھنک
۱۹	معما	چیستاں. پہیلی
۲۲	زمزمہ پیرا	نغمہ سنج. نغمہ گانے والا
۲۳	معزی، جریر اور اعشےٰ	شعرائے عرب کے نام ہیں
۲۵	ہیولے	صورت۔ ڈھانچہ
۲۶	جانِ موافی	وفا کرنے والی جان
۲۹	قرینت	نزدیکی
۲۹	سدرہ طوبیٰ	جنت کا ایک درخت
۳۰	نارِ خلیل	وہ آگ جس میں حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ ڈالے گئے تھے اور پھر وہ بحکم خدا گلستاں ہوگئی تھی۔
۳۰	بادِ مسیحا	حضرت عیسےٰ علیہ السّلام کی پھونک جس سے مردے زندہ ہو جاتے تھے
۳۱	تا ماہ بہ ماہی	آسمان سے زمین تک
۳۱	ثرےٰ	زمین کے نیچے کی مٹی. نمناک خاک. پاتال۔

نمبر شعر	الفاظ	معنی
۳۱	ثریا	پروین. جھمکا۔ وہ چھ ستارے جو باہم مل واقع ہیں۔
۳۲	ناظر	دیکھنے والا۔
۳۳	لحیان	صاحب ریش دراز
۳۴	حُمرا	سُرخ
۳۵	درایت	عقل و دانش۔
۳۷	یوسفؑ صالحؑ موسیٰؑ و عیسےٰؑ	پیغمبروں کے نام ہیں
۳۸	آیہ کرسی	کلام مجید کی ایک آیت کا نام ہے۔
۳۸	آیت قدسی	کلام مجید کی آیت کی طرف اشارہ ہے
۳۸	نمایم	نوم کی جمع ہے (نوم بمعنی نیند)
۳۸	عزایم	عزم کی جمع ہے (عزم ارادہ)
۳۹	صارمِ برّاں	چمکتی ہوئی تیز تلوار
۳۹	اُقتُل اَقتُل	قتل کرو قتل کرو۔
۳۹	نحن قتلنا	ہم نے مار ڈالا۔
۴۲	جوہر ثانی	عقل دوم (جو عقول عشرہ سے ہے)

نمبر شعر	الفاظ	معنی
۴۳	غیر تفاول	فال اور شگون نہ لینا
۴۴	عود قماری	قمار ایک شہر کا نام ہے وہاں کا عود اچھا ہوتا ہے
۴۴	عنبر سارا	خالص عنبر خوشبودار موم
۴۵	دانش یوناں	یونان کی عقلمندیاں
۴۶	جزو لا یتجزے	ایسا جزو جس کے ٹکڑے نہ ہو سکیں
۴۷	خطا امصار	قربان
۴۹	گوہر مکنوں	قیمتی اور آبدار موتی
۵۴	خسرو خاور	آفتاب (مراد بادشاہ سے ہے)
۵۸	منضم	قائم ڈھکا ہوا۔ سایہ کیا ہوا

قصیدہ نمبر (۲)

نمبر شعر	الفاظ	معنی
۱	معتدل	مزاج میں (اعتدال) برابری رکھنے والی جس میں افراط و تفریط نہ ہو۔
۲	دار الشفا	شفا پانے کا مکان
۳	مومیا	وہ دوا جس سے عضو شکستہ جُڑ جاتا ہے

نمبر شعر	الفاظ	معنی
۴	احتراق	جلنا بھننا
۷	صفرا	ایک خلط زرد رنگ۔ پت
۱۰	جدوار	زہر کا اثر دور کرنے والی دوا۔ نربسی
۱۰	زقوم	تھوہر۔ ایک خاردار درخت جنگلی نہایت کڑوا مزہ رکھنے والا
۱۰	حنظل	اندرائن کا پھل
۱۱	نیش کی جا نوش ہو بنالہ زنبور میں	بھڑ (بر) کے ڈنک میں بجائے تکلیف کے شہد کا مزا ہو
۱۵	ھُو الشافی	(اطبا نسخہ پر تبرکاً "ھو الشافی" (شفا دینے والا اللہ ہے) لکھتے ہیں
۱۷	بدر الدجا	چودھویں رات کا چاند۔ پورا چاند
۲۱	تفتیح	کھولنا۔ کھول دینا
۲۲	نفخ	ابھار۔ پھلاؤ
۲۲	امتلا	پُر ہونا۔ پیٹ بھرنا۔ بدہضمی سے پیٹ پھولنا۔
۲۳	جید الکیموس	کنایہ ہے۔ جلد ہضم ہونے والی اور جزو بدن ہونے والی غذا
۲۹	اقویا	جمع ہے قوی کی۔ تندرست مضبوط بہادر

نمبر شعر	الفاظ	معنی
۳۳	انتما	بڑھنا۔ زیادہ ہونا۔ افزوں ہونا
۳۴	ماءالحیات	آبِ حیواں۔ وہ پانی جس کے پینے سے انسان کبھی مرتا نہیں ہے۔ کنایہ عرق سے ہے
۵۰	گنج	ایک قسم کی آتشبازی
۵۴	برُج	ایک قسم کی آتشبازی۔ غبارہ

قصیدہ نمبر (۳)

نمبر شعر	الفاظ	معنی
۵	پا تراب (داخل نقطہ پائے تراب ہے)	مقام بدلنا۔ جگہ تبدیل کرنا۔ شگون سفر کے لیے کچھ سامان سفر منتقل کرنا
۱۱	نکیرین	منکر نکیر۔ قبر میں مردے سے سوال و جواب کرنیوالے دو فرشتے
۱۲	کلاب	جمع ہے کلب کی
۲۱	صفیر	آواز سیٹی جو پرندوں کے واسطے دی جاتی ہے۔
۲۲	صوابدید	صلاح درست۔ تجویز نیک
۲۴	حکمتِ اشراق	اشراق کی حکمت حکمائے اشراق مکاشفہ سے تعلیم دیتے تھے
۲۶	اجتناب	پرہیز کرنا

نمبر شعر	الفاظ	معنی
۲۸	شیب	بُڑھاپا
۳۲	دُرجک	ڈبیا جس میں زیور و جواہرات رکھے جائیں
۳۶	ذناب	دُم
۴۰	اکتساب	حاصل کرنا۔ اختیار کرنا
۴۱	التہاب	آگ کا بھڑکنا
۴۶	دعاء قدح	ایک دُعا کا نام ہے
۴۶	مستجاب	قبول کیا گیا
۴۷	غراب	کوّا
۵۰	ذباب	شہد کی مکھی

قصیدہ نمبر (۴)

نمبر شعر	الفاظ	معنی
۲	تصوّر	کسی چیز کی صورت کا حکم بغیر عقل میں آنا (اصطلاح منطق)
۲	تصدیق	حکم (اصطلاح منطق)
۳	علم حصولی	وہ علم جس کی صورت ذہن میں ہو صورت مفہوم۔ ماہیت کلی
۳	علم حضوری	وہ علم جس کی صورت ذہن میں بغیر دور بلا واسطہ ہو جیسے نفس ناطقہ
۶	صور	صورت کی جمع ہے شکلیں صورتیں۔

نمبر شعر	الفاظ	معنی
		تدبیریں۔
۱۰	توضیح	تفصیل
۱۰	نجوم	جمع ہے نجم کی بمعنی ستارہ یعنی علم نجوم ستاروں سے متعلق ہے
۱۰	ہیئت	وہ علم جسمیں اجرام فلکی زمین کی گردش و کشش وغیرہ کا بیان ہے
۱۲	طبیعی	علم طبیعیات وہ علم جس میں اجسام کے تغیر و تبدل کا حال درج ہو۔
۱۴	بسماء انشقت	یعنی آسمان میں شگاف حکم خدا سے ہوسکتا ہے
۱۵	تناسخ	دوبارہ جنم لینا روح کا ایک قالب سے دوسرے قالب میں آنا۔
۱۷	اجساد	جمع ہے جسد کی بمعنی جسم
۱۹	اعراض	جمع ہے عرض کی۔ وہ چیز جو دوسری چیز کے سبب سے قائم ہو۔
۲۰	منقول	نقل کیا گیا۔ یعنی جو کچھ کتب میں درج ہے۔
۲۰	معقول	جس کو عقل قبول کرے
۲۲	مجسطی	علم ریاضی کی ایک کتاب ہے جسمیں دلائل و اصول اشکال ہندسہ کے بیان کیے گئے ہیں
۲۳	قانون	علم طب کی ایک مشہور کتاب ہے
۲۳	قاموس	لغت عربی کی ایک مشہور کتاب ہے
۲۴	لون	رنگ۔ چہرہ کی رنگت سے مرض شناخت کرنے کا کنایہ ہے۔
۲۵	نباتات	زمین سے پیدا ہونے والی اشیا، از قسم درخت وغیرہ
۲۵	جمادات	زمین سے نکلنے والی اشیاء از قسم پتھر معدنیات وغیرہ
۲۶	سوفسطائی	وہ گروہ حکما جن کے عقیدہ کی بنا وہم پر ہے جو حقائق کو نہیں مانتے
۲۷	معتزلی	ایک فرقہ جو دیدار خدا کا قائل نہیں ہے۔ کنارہ کرنے والی جماعت۔
۲۸	جبری	وہ فرقہ جو کہتا ہے کہ بندہ کو اپنے کام میں اختیار نہیں ہے

نمبر شعر	لفظ	معنی	نمبر شعر	لفظ	معنی
۲۸	قدری	وہ فرقہ جو کہتا ہے کہ انسان کو	۵۳	احسنت	مرحبا۔ داد دینا۔ تعریف کرنا
		اپنے کام میں قدرت ہے	۵۳	اہل فطنت	عقلمند لوگ۔ ذہین لوگ
		یا اختیار ہے۔			طبیعت دار لوگ
۲۹	وجودی	خدا کو مجسم جاننے والا گروہ	۵۷	جرِّ اثقال	وہ علم جس کے ذریعہ سے
۲۹	شہودی	خدا کو حاضر جاننے والا گروہ			بھاری چیزیں بہ آسانی
۳۱	جفار	علم جفر جاننے والا۔			اُٹھائی جاسکیں۔
۳۲	خانہ کبیسہ برج داخل خارج	رمل کی اشکال کے	۵۹	سحبان	ایک مشہور عربی شاعر کا نام
	وغیرہ	نام ہیں	۶۲	تقویم	جنتری۔ پترا۔
۳۶	سیمیا	علم طلسم یعنی اشیاء موہوم	۶۳	پور سینا	ابن سینا۔ ایک حکیم کا
		کے شعبدے دکھانا۔ اپنی روح			کا نام ہے
		دوسرے جسم میں لیجانا	۶۵	علم نیرنج	جادو کا علم۔ نیرنج یعنی
۳۹	فرایض	جمع ہے فرض کی			جادو
۳۹	نوافل	جمع ہے نفل کی	۶۵	نخل نارنج	نارنگی کا پیڑ
۴۲	عروضی	علم عروض کا جاننے والا	۶۶	رجم و لعنت	لعنت و ملامت۔ رجم
		شاعر			کے معنی ہیں پتھر مارنا
۴۳	موبد	آتش پرستوں کا پیشوا	۶۷	ظلوم جہول	تاریکی اور جہل والا۔ کنایہ
۴۳	تبعیت	اتباع کرنا۔ پیروی کرنا			ہے انسان کی طرف
		متابعت کرنا	۶۸	خرقِ عادت	کرامات۔
۴۶	نغز	نادر۔ خوب۔ اچھا	۷۱	نوید بہجت	خوشخبری۔ خوشی کی خبر
۴۷	العلم حجاب الاکبر	علم بڑا پردہ ہے	۷۸	چاہ بابل	شہر بابل کا کنواں بعض کے

نمبر شعر	لفظ	معنی
		نزدیک ایک کنواں ہے جس میں ہاروت ماروت دو فرشتے قید ہیں
۸۰	ہاروت	ہاروت فرشتہ کا نام
۸۳	حُمرت	سُرخی۔ لالی
۸۶	جعد	چوٹی
۸۸	تبختر	نازوانداز۔ تکبر۔ غرور
۹۱	لانعم قم	سو نہیں۔ اٹھ
۹۳	شیشۂ ساعت	ریت گھڑی
۹۵	شعلۂ جوالہ	گرداگرد پھرنے والا شعلہ بہت جلد پھرنے والا شعلہ
۹۹	ادہم لیل	کنایہ ہے رات سے۔ ادہم۔ اسپ سیاہ
۹۹	اشہب یوم	کنایہ ہے رات سے۔ اشہب۔ سفید گھوڑا
۱۰۰	فلق	سفیدۂ صبح صبح کی سپیدی
۱۰۲	نزہت	پاکیزگی۔ خوشحالی
۱۰۵	مشقی	وہ کاغذ جس پر خوشخطی کی مشق کی جاتی ہے۔
۱۰۷	فل ہونا	ختم ہونا۔ تمام ہونا۔
۱۰۷	فلیاتمام ہوئی	قصہ ختم ہوا۔ خاتمہ ہوا

نمبر شعر	لفظ	معنی
۱۰۸	کھرج دھیوت	راگ کے سُر ہیں
۱۰۹	مغبچہ	خوبصورت لڑکا۔ مے فروش کا لڑکا
۱۱۰	للت شام کلی	راگنیوں کا نام ہے
۱۱۳	خروس	مرغ
۱۱۴	مرغان اولی اجنحہ	فرشتوں سے کنایہ ہے
۱۲۰	طوبےٰ لک	خوشی کی بشارت ہو
۱۲۴	قامع کفر والحاد	کفر والحاد کا توڑنے والا۔ مٹانے والا
۱۲۴	ماحی شرک و بدعت	شرک و بدعت کا نیست و نابود کرنے والا۔ مٹانے والا محو کرنے والا۔
۱۲۸	انعمت علیکم	تمام کیں اوپر تمھارے
۱۳۰	امنیت	امن۔ عافیت
۱۳۲	برجیس	مشتری ستارہ۔ برہسپت
۱۳۲	حجلۂ عیش	عیش خانہ۔ عیش کی جگہ۔ عالم خوشی۔
۱۳۲	ناہید	زہرہ۔ شُکر۔ رقاصۂ فلک

نمبر شعر	الفاظ	معنی
۱۳۴	طاقہ	اونی یا ریشمی کپڑے کا تھان یا ٹکڑا
۱۳۷	برہان	دلیل عقلی وجہ
۱۳۹	موشگافی	باریکی کو سمجھا
۱۴۳	نبی کی عترت	نبیؐ کی اولاد
۱۴۴	عزم بالجزم	پختہ ارادہ مستقل ارادہ
۱۴۸	عقرب	بچھو۔ کژدم
۱۴۹	البرز	ایک مشہور پہاڑ ماژندران میں واقع ہے
۱۵۰	کشف	کچھوا
۱۵۳	حرز	پناہ کی جگہ۔ حفاظت
۱۵۴	کاوہ	گھوڑے کا چکر۔ گھوڑے کی گھوم
۱۵۶	سلمیٰ	ایک خوبصورت عورت کا نام ہے مجازاً معشوقہ
۱۶۲	مہوّس	کیمیاگر
۱۶۴	دیت	خوں بہا۔ معاوضہ
۱۶۶	شمیم	خوشبو۔ وہ ہوا جس میں خوشبو آوے
	قصیدہ نمبر (۵)	
۲	مجرا	سلام تعظیم
۳	دعائے حرز	حفاظت کی دعا
۶	نارون	ایک قسم کا انار کا درخت جس کا پھول نہایت خوشنما ہوتا ہے
۸	کرگدن	گینڈا۔ کرگدن کی شاخ گینڈے کا سینگ
۹	نسترن	سیوتی (گل نسترن) گل سیوتی
۱۲	کرم و المنن	خدا کی مہربانی۔ خدا کی بخشش
۱۶	سدرہ (سدرۃ المنتہیٰ)	ساتویں آسمان پر بیری کا درخت
۱۶	کنار	بیری کا درخت
۱۶	دُرِ عدن	عدن کا موتی۔ جو مشہور ہے۔ اچھا اور قیمتی موتی
	قصیدہ نمبر (۶)	
۱	صریر	قلم کی آواز۔ وہ آواز جو تحریر کے وقت قلم سے پیدا ہوتی ہے
۲	بم و زیر	راگ یا باجے کی نیچی آواز
۷	حصیر	چٹائی۔ چٹائی کا فرش
۸	شعیر	ایک قسم کا ناچ ہو

نمبر شعر	لفظ	معنی
۹	سبحہ	تسبیح۔ دعا۔ یہاں تسبیح کے منکوں سے مراد ہے
۹	تزویر	مکر۔ مکاری۔ زور
۱۲	گلخن	آتش گاہ۔ بھاڑ بھٹی
۱۲	ابر مطیر	برسنے والا بادل
۱۳	سنگ یدہ	ایک پتھر ہوتا ہے جس پر مینہ برسنے کی دعا کا عمل پڑھکر آسمان کی طرف دکھایا جاتا ہے اور بارش شروع ہو جاتی ہے
۱۶	شکر خندہ	تبسم مسکراہٹ
۲۱	تاک۔ چنار	تاک انگور کا درخت، چنار
	بید انجیر	ایک مشہور درخت جس سے آگ گرتی ہے۔ بید انجیر انجیر کا درخت
۲۴	سمیع۔ بصیر	سمیع سننے والا بصیر دیکھنے والا
"	خبیر	خبر دینے والا
۲۵	عبیر	ایک خوشبو جو صندل۔ گلاب۔ مشک اور زعفران سے ملاکر بناتے ہیں
۲۶	حمل	ایک برج آسمان کا نام ہے

نمبر شعر	لفظ	معنی
۲۶	جہات ستہ	شش جہت تمام عالم دنیا
۲۹	شمس بازغہ	فلسفہ کی ایک کتاب کا نام ہے
۲۹	بدر منیر	ایک اردو مثنوی جس میں ایک شاہزادے کے عشق کا قصہ نظم کیا گیا ہے مثنوی میر حسن کے نام سے مشہور ہے
۳۰	صغرے کبرے	علم منطق کی شکلوں کا نام ہے
۳۱	لائے مے	شراب کی تلچھٹ
۳۲	کحل	سرمہ
۳۴	فواق	ہچکی کا مرض
۳۸	زحیر	پیچش کا مرض
۳۹	تبخیر	حرارت۔ ہلکا بخار۔ کم بخار۔ وہ بخارات جو کھانے کے بعد دماغ کو چڑھیں
۴۵	تکسیر	لفظی معنی بہت سے ٹکڑے کرنا۔ تعویذ کرنے والوں کی اصطلاح میں کسی نام کے اعداد کو تعویذ کے خانوں میں اس طرح سے ٹکڑے کرکے لکھنے کہ جمع ہر طرف سے شمار میں برابر ہوں

نمبر شعر	لفظ	معنی
۵۲	گنج خطیر	بڑا خزانہ۔
۶۱	تشاور فی الامر	کام میں مشورہ کرو۔
۶۵	قطمیر	وہ کُتّا جو اصحاب کہف کے ساتھ تھا لغوی معنی چھوارے کی گٹھلی کے اوپر کی جھلی
۶۸	خط منحنی	ٹیڑھا خط۔ ٹیڑھی لکیر
۶۹	اقلیدس	اقلیدس کا مشہور مصنف
۸۰	ابنِ مقلہ	ایک کامل خوشنویس جس نے خط نسخ ایجاد کیا۔
۸۲	عطارد	منشی۔ محرر۔ نام ایک ستارہ کا
۸۳	زرقا	عرب کی ایک عورت جو تیزی نگاہ کے لیے مشہور تھی
۸۶	کجک	آنکس۔ لوہے کا نوکدار آلہ جس سے ہاتھی ہانکا جاتا ہے
۹۲	آب غدیر	تالاب یا گڑھے کا پانی
۹۷	تدویر	گردش۔ گھماؤ۔ دورہ

قصیدہ نمبر (۷)

نمبر شعر	لفظ	معنی
۱۷	بندھنا	سوراخ کرنا۔ چھیدنا
۱۹	خرمہرہ	کوڑی۔ گھونگا
۳۵	صدف	سپی یا سیپی جس میں موتی پرورش پاتا ہے
۳۶	سمرن	مالا۔ تسبیح
۳۸	مسجد اقصا	بیت المقدس۔ ملک شام میں حضرت داؤد علیہ السلام کی بنا کردہ مسجد جو اب کعبہ یہودیان ہے۔
۴۸	لگن	تھالی طشت چلمچی شمعدان کو بھی کہتے ہیں
۴۹	ریش فرعون	فرعون کی داڑھی کو جاروب سے تشبیہ دی ہے کیونکہ اس میں موتی گوندھے جاتے تھے۔
۵۳	خنگ	گھوڑا
۶۵	اعمیٰ	اندھا۔ نابینا

قصیدہ نمبر (۸)

نمبر شعر	لفظ	معنی
۳	قلمرو	ولایت۔ حکومت۔ ملک
۳	باجگذار	باج ادا کرنے والا خراج دینے والا۔ مطیع
۴	شاہین	باز۔ ایک شکاری پرندہ جو پرندوں کا شکار کرتا ہے

نمبر شعر	لفظ	معنی
۷	دبیرِ فلک	آسمان کا منشی۔ عطارد
۱۰	مشتری	خریدار
۱۲	حصار	قلعہ۔ گڑھی۔ شہرپناہ جو چاروں طرف سے گھری ہو
۱۴	مطلع الانوار	نور نکلنے کی جگہ۔ نور کا مشرق
۱۵	سنگِ باراں	ژالہ۔ اولہ۔ پتھر
۱۷	آبگینہ	کانچ۔ شیشہ۔ بلور
۱۸	تردد	فکر۔ سوچ
۲۰	صغار وکبار	جمع ہو صغیر و کبیر کی چھوٹے بڑے سب
۲۲	لیل و نہار	لیل بمعنی رات نہار بمعنی صبح یا دن۔ روز و شب
۲۵	ساچق	شادی سے ایک دن قبل میوہ۔ کپڑے وغیرہ دولہا کے گھر سے دلھن کے یہاں جاتے ہیں اس رسم کو اردو میں بری کہتے ہیں
۳۵	خطِ گلزار	وہ طرزِ تحریر جس میں پھول بوٹے دکھائے جاتے ہیں
۳۷	دبیرِ چرخ	منشیِ آسمان۔ عطارد

نمبر شعر	لفظ	معنی
۳۸	سہاگ	سہرے کی ضد ہو عروس کے گھر گایا جاتا ہے
۳۸	زہرہ	رقاصۂ فلک۔ ایک ستارہ کا نام ہے
۳۸	موسیقار	ایک پرند جس کی چونچ میں بہت سے سوراخ ہوتے ہیں اور ان میں طرح طرح کی آوازیں نکلتی ہیں۔ ایک باجہ کا بھی نام موسیقار ہے
۴۵	چادرِ گنج	ایک قسم کی آتشبازی
۴۹	ہوائی	ایک قسم کی آتشبازی جو اڑ کر آسمان کی طرف جاتی ہے پھٹتی ہے
۴۹	شہابِ ثاقب	روشن و چمکدار ستارہ جو آسمان پر مثل آتشبازی کے چھوٹتا ہوا معلوم ہوتا ہے
۵۵	خالداً فی النار	ہمیشہ کے واسطے جہنمی ہمیشہ دوزخ میں رہنے والے

قصیدہ نمبر (۹)

نمبر شعر	لفظ	معنی
۱	حسّاس	دریافت کرنے والا حس اور اندازہ کرنے والا کسی چیز کا معلوم کرنے والا

نمبر شعر	لفظ	معنی
۲	حواس خمسہ	پانچ حواس یعنی ذائقہ (چکھنا) باصرہ (دیکھنا) سامعہ (سننا) شامہ (سونگھنا) لامسہ (چھونا)
۳	روغن کبریت	گو کھرو یا گندھک کا تیل جو کیمیا بنانے کے کام میں آتا ہے
۴	نحاس	تانبا۔ مس
۴	عطاس	بیماری جس میں چھینکیں آتی ہیں چھینک
۵	مبدّل	تبدیل کیا ہوا
۹	سلسبیل	بہشت کی ایک نہر کا نام ہے
۲۳	خنّاس	دیو۔ شیطان
۲۵	احتساب	آزمائش کرنا حساب کرنا
۲۷	فیہ شفاء للناس	اس میں لوگوں کیلئے شفاء ہے (آیہ کلام مجید)
۳۱	طاس	بڑا طشت
۳۲	داس	ہنسیہ (آلہ آہنی)
۳۴	نسناس	بن مانس۔ ایک جانور جو انسان سے مشابہ ہوتا ہے
۳۵	امی	ان پڑھ۔ جاہل
۴۰	گاؤ خراس	کولھو کا بیل جس کی آنکھوں پر کپڑا بندھا ہوتا ہے

نمبر شعر	لفظ	معنی
۳۸	قطاس	ترکی لفظ ہے اس کا معرب قوطاس ہے معنی وہی
۴۳	قرطاس	کاغذ
۴۶	خضرؑ	ایک پیغمبر کا نام بحری مسافروں کے رہنما
۴۶	الیاسؑ	ایک پیغمبر کا نام خشکی کے مسافروں کے رہنما

قصیدہ نمبر (۱۰)

نمبر شعر	لفظ	معنی
۱	براق	اس چوپایہ کا نام ہے جس پر رسول اللہ شب معراج میں سوار ہو کر تشریف لے گئے۔
۲	اشراق	چمکنا۔ سورج کا طلوع ہونا
۳	اشواق	جمع شوق کی خواہشیں
۴	طاقت طاق تھی	قوت بیکار تھی حوصلہ پست تھا عاجز تھے
۵	مشائیں	جمع ہے مشائی کی حکما کا وہ گروہ جو حقائق اشیاء کا ادراک بدون دلیل کے نہیں کرسکتا۔
۵	اہل رواق	حکمائے اشراقیین جو اپنی صفائی قلب سے لوگوں کے دلوں کا حال معلوم کرلیتے تھے

نمبر شعر	لفظ	معنی	نمبر شعر	لفظ	معنی
۶	وثاق	گھر حرم سرا	۱۸	زال دُنیا	بوڑھی دُنیا
۸	ثابت	وہ تارہ جو قایم ہو گردش نہیں کرتا ہو	۱۹	بطی الحرکت	سست چلنے والا کم حرکت کرنے والا
۸	سیار	وہ تارہ جو گردش کرتا ہو	۱۹	تگ و دو	دوڑ دھوپ۔ فکر و تشویش
۸	اہل وفاق	موافقت کرنا۔ سازگاری	۲۰	نفخ	اپھار۔ پھولاؤ
۹	نجم ناہید	زہرہ۔ رقاص فلک	۲۰	پُر باد	ہوا سے بھرا ہوا۔ پھولا ہوا
۱۲	ثریا	پروین۔ وہ چھ ستارے جو باہم متصل واقع ہیں	۲۰	تنقیہ	پاک و صاف کرنا
۱۲	ایاق	شراب کا پیالہ	۲۱	آوازۂ دمامہ	نقارے کی آواز۔ دھونسے کی آواز
۱۳	جلترنگ	ایک باجے کا نام ہو جو پیالوں میں پانی بھر کر تیلیوں سے بجایا جاتا ہو	۲۴	باربد	خسرو پرویز کا نامور مطرب یعنی گانے والا
۱۳	لعبتان فلکی	آسمانی معشوق یعنی تارے وغیرہ	۲۵	زابل۔ نیریز۔ خراسان عراق	ملکوں کے نام ہیں
۱۳	اذواق	جمع ہو ذوق کی	۲۶	کمر بستہ	کمر باندھے ہوئے مستعد
۱۴	اختر دمدار	دُمدار ستارہ۔ جھاڑو تارہ	۲۶	چاق	تیار۔ آمادہ
۱۵	چقماق	آگ نکالنے کی پتھری۔ وہ پتھر جس سے آگ نکلتی ہو	۲۹	طبع وقاد	روشن دل۔ روشن ضمیر تیز طبیعت
۱۶	ربط و وفاق	رابطہ۔ موافقت۔ میل کرانا۔ ملانا	۲۹	مہرہ	شطرنج کا مہرہ (تارہ کو مہرے سے تشبیہ دی ہے)
			۲۹	مہراق	لغوی معنی وہ جگہ جہاں [illegible?] بہایا جائے اصطلاحی معنی بساط شطرنج۔

نمبر شعر	لفظ	معنی
۳۰	ہوسِ استسقاق	مرض دق کی طلب
۳۱	لخلخہ	چند خوشبودار چیزوں کو ملا کر سونگھا جاتا ہے۔ خوشبو
۳۲	اتراق	منزل پر پہونچنا
۳۳	استغراق	محو ہونا۔ ڈوبنا۔ کوشش بلیغ کرنا
۳۴	قشلاق	گرم ملک جہاں سرد پہاڑوں کے لوگ آکر سردی کے دن بسر کریں
۳۵	بہ جوزائے غضب	غصّے کے برج میں
۳۵	زمہریر	ٹھنڈی ہوا کا کرہ
۳۵	ییلاق	سرد ملک جہاں گرمی کے دنوں میں آرام کریں
۳۶	ماہ مہراق	برسات کا مہینہ
۳۸	شیلان	دسترخوان
۳۸	اطباق	جمع ہے طبق کی
۳۹	اطلاق	صادق آنا۔ تطابق
۴۰	غوامض	باریک معانی۔ کلام کی باریکیاں
۴۱	انامل	انگلیاں

نمبر شعر	لفظ	معنی
۴۱	سنگ سماق	ایک قسم کا سخت پتھر
۴۲	عاق	چھوڑ دینا۔ فرزندی سے علیٰحدہ کرنا
۴۳	ہر ہفتم طاق	ساتواں آسمان۔ ساتویں آسمان کا سر
۴۴	زنار	جنیو۔ اہل ہنود ایک قسم کا ڈورا کاندھے سے کمر پہ لٹکاتے ہیں
۴۴	خطِ نطاق	رومال یا پٹکہ
۴۵	سرمہ گلو	گلو بند ہو جانا (سرمہ کھلانے سے گلا بیٹھ جاتا ہے)
۴۵	حسودِ بقباق	زیادہ گو دشمن۔ زبان دراز بدخواہ۔ بک بک کرنیوالا حاسد
۴۶	اہلِ سیاق	حساب داں۔ ریاضی داں
۴۷	تریاق	زہر مہرہ۔ زہر کی دوا
۴۸	خناق	ایک بیماری حلق کی
۴۹	خیل و حشم	کثرت و ہجوم
۴۹	اذبک	مشہور بادشاہ جس کے پاس لشکر کثیر تھا

نمبر شعر	لفظ	معنی
۴۹	قلماق	مشہور بادشاہ جس کے پاس لشکر کثیر تھا
۵۰	چماق	لوہے کا گرز جو شش پہلو ہوتا ہے
۵۱	الصاق	لگاؤ۔ چپکاؤ۔ پیوند
۵۲	شقاق	دشمنی۔ مخالفت
۵۳	شلتاق	جنگ، فساد۔ جھگڑا
۵۴	ہفت اوراق	سات ورق یعنی آسمان کے ساتوں طبق
۵۶	فتراک	شکار بند تسمہ۔ جو زین میں لٹکاتے ہیں
۵۷	نطاق	کمربند۔ پٹکا
۵۸	مطراق	ہتوڑہ (چابک سے مراد ہے)
۵۹	استنشاق	ناک کی راہ سے کسی چیز کا دماغ میں پہونچانا پانی یا دوا وغیرہ کا ناک کے رستہ سے کھینچنا
۶۰	البرز	مازندران میں ایک پہاڑ ہے

نمبر شعر	لفظ	معنی
۶۱	صفتہ اطعمہ	کھانوں کی تعریفیں
۶۱	بسحٰق	ایک ظریف شاعر تھا جو اپنے اشعار میں طعام کا تلازمہ باندھتا تھا
۶۲	انفاق	نفقہ دینا۔ روزی دینا
	قشون	فوج کا ایک گروہ۔ ایک دستہ
۶۳	قبچاق	ایران اور توران کے درمیان ایک جنگل ہے
۶۴	حراق	خوب جلانے والا۔ تیز جلانے والا
۶۶	قرغل	لبادہ
۶۷	استبراق	ریشمی کپڑا
۶۸	فواق	ہلہک ہچکی۔ وہ ہوا جو سینہ سے نکلتی ہے
۷۰	محاق	چاند کا گھٹنا۔ اس کی ابتدا قمری مہینہ کی ۱۵ تاریخ سے ہوتی ہے
۷۱	ازہاق	مٹا دینا۔ اڑا دینا۔ فنا کرنا۔ ہلاک کرنا

نمبر شعر	لفظ	معنی
	قصیدہ نمبر (۱۱)	
۱	جوانِ ارشق	جوان بہت اچھے قد والا
۱	فلق	صبح کا سفیدہ، سپیدیٔ صبح
۴	چشمِ ابلق	کنجی آنکھ
۶	زنبق	ایک پھول نہایت خوشبودار تیز بو۔ چنپے کا پھول
۷	کلُ طویلٍ احمق	سب لمبے بیوقوف ہوتے ہیں
۸	فتق	کشادگی۔ چیرنا
۹	کلامِ مغلق	مشکل کلام جس کا مطلب سمجھ میں نہ آئے۔
۱۴	زورق	کشتیٔ خورد
۱۵	منطق	ایک علم جو عقلی دلائل سے حق کو حق اور ناحق کو حق ثابت کر دیتا ہے
۱۷	ساق	پنڈلی
۲۱	یلمق	قبا۔ عبا۔ چغہ
۲۲	استبراق	ایک قسم کا ریشمی کپڑا
۲۳	راوق	خالص شراب
۲۵	حدق	نظر۔ نگاہ۔ کسی چیز کی طرف نگاہ کرنا

نمبر شعر	لفظ	معنی
۲۸	لبید و عمیق	دو مشہور شاعر عرب میں گزرے ہیں
۳۰	صدّق	بالکل سچ۔ راست۔ صحیح
۳۴	بورق	تلوار کی دھار۔ تلوار کی چمک
۳۵	بجیرق	مچھر کا بچہ۔ پشہ کا بچہ
۳۷	جوسق	قصر و محل
۳۸	سرمق	بتھوے کا ساگ
۳۹	بیذق	شطرنج کا پیادہ
۴۰	لقلق (لک لک)	ایک آبی جانور جو سانپ اور مچھلی کا شکار کرتا ہے۔
۴۱	نظم و نسق	انتظام۔ حسن تدبیر
۴۲	علق	جونک
۴۷	زیبق	پارہ
	قصیدہ نمبر (۱۲)	
۱۲	روزِ علوِ جاہ	مرتبہ کو اعلیٰ کرنیوالا دن یوم خوشی
۱۸	وام	قرض۔ ادھار
۲۱	نارِ خلیل	حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو آگ میں پھینکا گیا تھا اور وہ آگ بحکم خدا گلستاں بن گئی تھی

نمبر شعر	لفظ	معنی
۲۴	سیل فنا	یعنی فنا کا دریا۔ موت کی لہر
۲۵	سوفار	تیر کا دہن۔ تیر کی گرفت تیر

قصیدہ نمبر (۱۳)

نمبر شعر	لفظ	معنی
۱	طرب افزا	خوشی بڑھانے والا
۱	ہزاروں فرسنگ	ہزاروں کوس۔ کوسوں دور
۹	پتنگ	پروانہ وہ کیڑا جو شمع پر قربان ہوجاتا ہے
۱۰	سمندر	ایک کیڑا جو آگ میں رہتا ہے آتش کدہ کا چولہا
۱۰	خرچنگ	سرطان۔ کیکڑا۔ گنگچہ
۱۳	نبض محموم	بخار والے کی نبض

قصیدہ نمبر ۱۴

نمبر شعر	لفظ	معنی
۱	حبذا	بہت اچھا۔ خوب۔ شاباش
۲	بارک اللہ	مبارک ہو۔ اللہ کی برکت ہو اللہ برکت دے
۲	خیر مقدم	پیشوائی کرنا

نمبر شعر	لفظ	معنی
۷	باد شمال	پہاڑی ہوا۔ وہ ہوا جو مینہ برساتی ہے
۸	کیا عجب ہو روشن خضر اگر رنگ بلال	حضرت خضر گورے اور حضرت بلال سیاہ رنگ تھے
۱۳	حال	جلسۂ حال و قال پر وجدانی حالت۔ کیفیت
۱۴	قیفال	ایک رگ جس سے خون نکالنے پر چہرہ اور گلے کی بیماریاں دور ہوتی ہیں
۱۶	ہوں قلم ہاتھ	ہاتھ کٹ جاویں
۱۷	خدائے متعال	خدائے اعلیٰ و برتر
۱۸	مسیحا دم	حضرت عیسیٰ جیسی پھونک جس سے مردہ زندہ ہوجاتا ہے
۲۰	یوسف رخ	حضرت یوسف جیسا چہرہ یہ پیغمبر بہت خوبصورت تھے
۲۰	داؤد الحان	حضرت داؤد جیسی آواز یہ پیغمبر خوش لحانی میں مشہور تھے
۲۰	سلیمان وش	حضرت سلیمان کی طرح
	موسیٰ کف	حضرت موسیٰ جیسی ہتھیلی جن کے ہاتھ کی روشنی ید بیضا مشہور تھی

نمبر شعر	لفظ	معنی
۲۰	صلح اعمال	حضرت صالح پیغمبر جیسے خوش اعمال
۲۱	بحرِ نوال	بخشش و عطا کا سمندر
۲۲	کسوف	سورج یا چاند کا گہن میں آنا
۲۳	ہبوط	پستی۔ ستارہ کا برج میں ہونا یعنی جائے شرف سے ساتویں برج میں آنا
۲۷	مثقال	ایک وزن بقدر ۴½ ماشہ
۲۹	معلق	لٹکا ہوا۔ درمیان میں
۳۰	تپِ محرق	جلانے والا بخار۔ بہت تیز بخار۔ شدت کی تپ۔ ایک خاص قسم کی تپ جس میں تیزی زیادہ ہوتی ہے
۳۱	قوتِ ماسکہ	نام ایک قوت کا جو غذا کو معدہ میں ٹھہرا رکھتی ہے۔
۳۲	ارسطو و فلاطون	دو مشہور حکیم تھے
۴۵	سیّال	بہنے والا۔ چلنے والا۔ رقیق
۵۱	اضمحلال	پژمردگی۔ کمزوری
۵۵	غرۂ ماہ شوال	عید الفطر

نمبر شعر	لفظ	معنی
۵۸	مدح سگال	تعریف کرنے والا۔ مدح کرنے والا

قصیدہ نمبر ۱۵

نمبر شعر	لفظ	معنی
۱	محیل	حیلہ گر۔ مکار
۲	شہباز	باز ایک شکاری پرندہ چیل سے مشابہ ہوتا ہے
۸	تحت ثریٰ	زمین کے نیچے
۱۳	جرِ ثقیل	ایک علم جس کے ذریعہ سے بڑے بڑے پتھر اوپر چڑھائے جاتے ہیں۔
۱۸	تاویل	بیان کرنا کسی چیز کو ظاہر سے پھیر کر اور معنی بیان کرنا
۲۴	رحیل	رحلت کرنیوالی۔ جانے والی رخصت ہونے والی۔
۳۰	مندیل	پگڑی۔ عمامہ۔ صافہ
۳۱	نخیل	خرمہ کے درخت
۳۲	شوقِ تفضیل	قبول کرنے کی خواہش۔ مانگنے کی خواہش
۳۵	اکلیل	کلاہ۔ تاج
۳۷	تبجیل	بزرگی کرنا۔ عزت کرنا

نمبر شعر	لفظ	معنی
۳۹	تفضیل	فضیلت۔ بزرگی
۴۰	اولادِ تمر	تیمور بادشاہ کی اولاد
۴۲	الجنس الی الجنس یمیل	ایک سی چیزیں اپنی جنس کی چیزوں کی طرف میلان رکھتی ہیں۔
۴۶	تعدی	ظلم۔ جور
۴۸	دانۂ ہیل	الائچی کا دانہ
۵۱	زفیل	سیٹی جو کبوتر کے اُڑانے کو دی جاتی ہے
۵۲	ہنہیل	گھوڑے کی آواز
۵۶	عرصہ	میدان۔ موقعہ
۶۲	خونِ ہابیل	ہابیل کا خون۔ ہابیل قابیل حضرت آدم کے بیٹے تھے قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا تھا
۶۴	میل	سُرمہ لگانے کی سلائی
۶۶	احلیل	صورت قبول کرنا۔ حلیہ میں آنا
۷۰	مزلت	لغزش کرنا۔ پھسلنے کی جگہ

قصیدہ نمبر ۱۶

نمبر شعر	لفظ	معنی
۱	فرق والتیام	پھٹنا اور پھر مل جانا۔ جو لوگ جسمانی معراج نبوی کے قائل نہیں اُن کا خیال ہے کہ آسمان پھٹ کر پھر نہیں مل سکتا ہے یا یہ کہ آسمان میں راستہ ہونا ناممکن ہے۔
۲	خطِ محور	گردش کرنے والا خط
۳	سبعہ سیارہ	سات سیارے (قمر، عطارد، زہرہ، شمس، مریخ، مشتری، زحل)
۳	سایر	سیر کرنے والا۔ پھرنے والا
۳	ثوابت	جمع ہے ثابت کی۔ ثابت قائم ہونے والے تاروں کو کہتے ہیں۔ سیارے گردش کرنے والے تارے کہلاتے ہیں
۳	سپہرِ ہشتمیں	آٹھواں آسمان
۴	زمہریر	انتہائی درجہ کی ٹھنڈک
۴	غمام	ابر۔ بادل
۵	قوسِ قزح	دھنک۔ دھنش

نمبر شعر	لفظ	معنی
۶	بامرام	کامیاب۔ بامراد
۷	بدیع	نادر۔ انوکھی۔ نئی بات
۷	ایراد	وارد کرنا
۸	ان لن	اصطلاح نحو
۸	جازم	مضبوط کرنے والا۔ ساکن کرنے والا۔ جزم دینے والا
۸	ان ولم	اصطلاح نحو
۸	لمّا ولام	" "
۹	افاعیل و تفاعیل	تقطیع کے اوزان کی طرف اشارہ ہے
۱۰	زحاف	رکن شعر میں کسی حرف کے گر جانے یا بڑھ جانے کو کہتے ہیں
۱۱	بُحران	حالت بخار میں جب مزاج میں سخت تغیر ہوتا ہے اُس کو بُحران کہتے ہیں۔ نازک وقت
۱۱	الوان	جمع ہے "لون" کی لون بمعنی رنگ
۱۲	ناخن جھاک لاذع رخوہ۔ ثاقب ثقیل ہیں	امراض کے نام ہیں

نمبر شعر	لفظ	معنی
۱۳	کلیاتِ خمسہ	پانچ حواس
۱۳	ایساغوجیا	منطق کی ایک کتاب کا نام ہے۔
۱۳	جنس فصل۔ نوع۔ خاصہ عرض عام	علم منطق کی اصطلاحات
۱۴	مادی علت	وہ مادہ جس سے چیز بنی ہو
۱۴	فاعلی علت	جس نے کوئی شی بنائی ہو
۱۴	علتِ غائی	فائدہ اُس چیز کا جس کے لیے وہ بنائی گئی۔
۱۶	سعدِ اکبر	مشتری۔ قاضی فلک
۱۶	قوس و حوت	آسمانی بروج کے نام
۱۶	جوزا و حمل	آسمانی بروج کے نام ہیں
۱۶	شمس	آسمانی بُرج کا نام ہے
۱۷	سنبلہ	آسمانی بُرج کا نام ہے
۱۷	عقیم	بانجھ (جس عورت کے بچہ پیدا نہ ہوتا ہو)
۱۸	برجیس و کیواں	یعنی مشتری و زحل دو ستاروں کے نام
۱۸	تیر و ماہ	ستاروں کے نام ہیں

نمبر شعر	لفظ	معنی
۱۹	بہرام	مریخ ستاروں کو کہتے ہیں
۱۹	ماوراالنہر	ملک توران جو نہر جیحوں کے اس پار ہے
۱۹	ناہید	زہرہ ستارہ کو کہتے ہیں
۲۰	اصطرلاب	نجومیوں کے ایک آلہ کا نام ہے جس سے آفتاب وغیرہ کی بلندی و پستی نیکی و نحوست اور دیگر آسمانی حال معلوم کرتے ہیں
۲۰	ارتفاع	اونچائی۔ بلندی
۲۱	زحل	ایک ستارہ کا نام ہے
۲۱	عقلہ وانکیس	رمل کی شکلوں کا نام ہے
۲۲	برزخ	وقت موت سے قیامت تک کا زمانہ دو مخالف چیزوں کے درمیان میں حائل ہونے والی چیز
۲۲	جبر اور تفویض	علم کلام کی اصطلاح ہے
۲۳	اہل اعتزال	فرقہ معتزلہ
۲۳	استدراج	وہ باتیں جو خلاف قیاس کسی سے ظاہر ہوں

نمبر شعر	لفظ	معنی
۲۵	سالک	صوفیوں کی اصطلاح میں اس شخص کو کہتے ہیں جو عقل رکھتے ہوئے خدا کی تلاش جستجو کرے
۲۵	سلوک	طریقہ عبادت و ریاضت جو سالک لوگ کیا کرتے ہیں
۲۶	ابدال و اوتاد	اولیاء اللہ سے مراد ہے
۲۸	مدہم پنچم کھرج گندھار۔ دھیوت نکھاد	ہندی راگ کے سروں کے نام ہیں
۲۹	آبارہ۔ آب ایلول۔ اویل	ترکی مہینوں کے نام ہیں
۳۳	روضہ دارالسلام	بہشت۔ جنت
۳۴	مرغزار	سبزہ زار۔ دوب کا میدان
۳۴	سنگ خام	سفید پتھر۔ سنگ مرمر
۳۵	چاوش	لشکر اور قافلہ کا نقیب عصا بردار
۳۶	شمیم	خوشبو وہ ہوا جس سے خوشبو آئے
۳۶	طبلۂ عطار	طبلہ بمعنی چھوٹا صندوقچہ۔ عطار بمعنی عطر فروش۔ عطر فروش کا صندوقچہ

نمبر شعر	لفظ	معنی
۳۸	اشتمام	سونگھنا۔ خوشبو حاصل کرنا
۳۹	مایدہ	دسترخوان۔ کھانوں سے بھرا ہوا خوان
۳۹	من و سلویٰ	ترنجبین و بٹیر (شیریں و نمکین کھانے جو حضرت موسیٰ کی اُمت کے واسطے آسمان سے آتے تھے)
۴۰	نیر اجلال	بزرگی۔ جلال کی روشنی
۴۱	ہوائے ابتسام	وہ ہوا جو پھول کو کھلا دیتی ہے جس ہوا کے اثر سے تبسم پیدا ہوتا ہے۔ خوشی
۴۲	خرقۂ ماہی	مچھلی کی گدڑی
۴۳	آبِ خضر	آبِ حیات۔ وہ پانی جس کے پینے سے انسان کبھی نہیں مرتا
۴۴	برشِ آبِ حسام	تلوار کے پانی کی تیزی یعنی تلوار جیسا کام کرنے والی چیز
۲۵	انتسام	خوشبو آنا
۴۸	مستفید	طلب کرنے والا۔ فائدہ حاصل کرنے والا
۴۸	جرمِ قمر	چاند کا نورانی جسم (چاند

نمبر شعر	لفظ	معنی
		خود روشن نہیں ہی بلکہ سورج سے روشنی حاصل کرتا ہی)
۴۸	جلا لیتا ہی وام	روشنی قرض لیتا ہی۔ روشنی حاصل کرتا ہی۔ روشن ہوتا ہی
۴۹	ذوالاحترام	صاحبِ عزت۔ بزرگ بڑے مرتبہ والا۔
۵۲	رحیق	شراب خالص
۵۳	ضحاک	(ہنسنے والا) ضحاک ایک بادشاہ تھا جس کے دونوں کاندھوں پر ایک ایک سانپ تھا
۵۴	ناقۂ صالح	حضرت صالح کی اونٹنی
۵۶	خرچنگ	سرطان۔ گنگچہ۔ کیکڑ (ایک دریائی جانور ہی)
۶۰	سدِ سکندر	سکندر کی دیوار۔ سکندر بادشاہ کی بنائی ہوئی مضبوط دیوار جو علاقہ ترکستان میں واقع ہی
۶۰	چار آیینہ	ایک قسم کا زرہ بکتر۔ لڑائی میں حفاظت کے واسطے کام آتا ہی

نمبر شعر	لفظ	معنی
۶۰	وصلی	خوشخطی کی مشق کے واسطے چند کاغذوں کو ملا لیا جاتا ہے جس کو وصلی کہتے ہیں
۶۲	شہباز، سہام	شہباز بمعنی بڑا باز۔ سہام بمعنی تیر۔ باز جیسا تیر پرندہ [illegible]
۶۳	فلاخن	گوپھن پتھر مارنے کا آلہ۔ منجنیق
۶۴	تگرگ افشاں	ژالہ بار۔ اولہ برسانے والا
۶۵	اصحاب فیل	وہ فیل نشیں فوج جس نے ابرہہ بن صباح حاکم یمن کی سرکردگی میں مکہ معظمہ پر حملہ کیا تھا۔
۶۵	طیر ابابیل	اشارہ ہے اس واقعہ کی طرف کہ اصحاب فیل کی سرکوبی کے واسطے خدا نے ابابیلوں کا لشکر بھیجدیا۔ ہر ابابیل اپنی چونچ میں پتھر لایا اور ایک ساتھ اس لشکر پر حملہ آور ہو کر سب کو ہلاک کر دیا۔
۶۵	انہزام	شکست کھانا۔ لشکر کا پسپا ہونا
۶۸	صفحہ غبرا	[illegible] غبار آلود علم رمل کی اصطلاح ہے

نمبر شعر	لفظ	معنی
۷۰	عرصہ چوگاں	گیند بلا کھیلنے کا میدان۔ چوگان ایک ڈنڈا ہاکی اسٹک کی شکل کا ہوتا ہے۔
۷۱	سرپٹ، اُڑان، میٹھا پویہ، دلکی، ایبیا، ہگام	گھوڑے کی چال کی قسمیں ہیں
۷۲	اِس قاق سے اُس قاق پر	اس سرے سے اُس سرے تک دُنیا کے ایک حصے سے دوسرے حصہ تک
۷۳	شب یلدا	کالی رات۔ اندھیری رات
۷۴	شکل غمام	ابر کی شکل۔ بادل کی طرح
۷۵	خرطوم	ہاتھی کی سونڈ
۷۷	عید صیام	روزوں والی عید۔ عید الفطر

قصیدہ نمبر ۱۷

نمبر شعر	لفظ	معنی
۱	توام	جوڑواں۔ ملے ہوئے جڑے ہوئے
۵	پرّے	نتھنے۔ ناک کے سوراخ
۶	جعد پُرخم	پیچ کھائی ہوئی چوٹی۔ جعد بمعنی چوٹی

نمبر شعر	لفظ	معنی
۷	مترادف	ہم معنی۔ دو ایسے لفظ جن کے معنی یکساں ہوں
۸	قطرۂ یم	مینہ کی بوند۔ بارش کے قطرے
۱۱	ملہم	الہام کیا گیا۔ القا کیا گیا
۱۲	مبہم	پوشیدہ۔ مشتبہ۔ وہ بات جس کا مطلب دریافت نہ ہو سکے۔
۱۳	طوبیٰ	عرسی
۱۳	حاتم	عرب کا ایک سردار جو سخاوت میں مشہور تھا۔
۱۴	دریوزہ گر	بھکاری۔ بھیک مانگنے والا
۱۵	منضم	ملایا گیا۔ ملایا ہوا۔
۱۶	قِران السعدین	دو نیک ستاروں کا ایک جگہ جمع ہونا
۱۷	یمن	اقبال مندی۔ مبارک کامیابی سعادت۔ برکت
۱۹	تہذیب و سلّم	یہ دونوں کتابوں کے نام ہیں جو منطق کے فن میں ہیں
۲۱	بربط	نام ایک ساز کا جس کو عود

نمبر شعر	لفظ	معنی
		بھی کہتے ہیں۔
۲۲	گٹکری	وہ پیچیدہ آواز جو گانے والوں کے گلے سے گاتے وقت لہرا کر نکلتی ہے۔
۲۲	لچھا	پیچ در پیچ تاگا۔ ڈورا سلسلہ
۲۳	کھرج۔ پنچم	راگنیوں کے سُروں کے نام ہیں
۲۴	سَم	آواز۔ تال۔ سُر۔
۲۵	مزامیر	گانے والوں کے ساز
۲۸	منڈھے کی صورت	سائبان یا شامیانہ جو اہلِ ہنود میں شادی کے روز بطور رسم آتا جاتا ہے۔ اس کو منڈھا کہتے ہیں۔
۳۳	خیاطہ	سوئی
۳۶	گوشِ اصم	بہرہ کا کان۔ گوش یعنی کان اصم یعنی بہرہ
۳۹	جلاجل	جھانجھ۔ مجیرا۔ تال
۴۰	دمامہ	نقارہ۔ دھونسہ
۴۵	نُقل	ایک قسم کی شیرینی جو الائچی کے دانوں یا نخود بریاں پر شکر چڑھا کر بناتے ہیں۔

نمبر شعر	لفظ	معنی
۴۶	ابکم	گونگا۔ نہ بول سکنے والا
۵۵	اشہب	سبزہ گھوڑا
۵۵	ادہم	مشکی گھوڑا
۶۰	گلیم و گلم	کمبل۔ لوئی۔ اونی کپڑے
۶۱-۶۲ تا ۶۶	گنج۔ ہوائی۔ انار۔ گھن چکر	آتشبازیوں کے نام ہیں
۷۱	فندق	ایک مشہور ولایتی میوہ سرخ رنگ بیر کی برابر ہوتا ہی اشارہ مہندی لگی انگلیوں کی طرف ہی
۷۳	طارم	بالاخانہ سب سے اونچا حصہ
۷۸	انتِ تعرف	کیا تو اُسے جانتا ہی
۷۸	نعم	ہاں
۸۱	مشک سودہ	پسا ہوا مشک
۸۳	قضائے مبرم	نہ ٹلنے والی موت
۸۷	پیہہ	چربی
۸۸	انبہ	ڈھیر۔ انبار۔ تودہ
	قصیدہ نمبر ۱۸	
۱	نزار	لاغر۔ نازک۔ ضعیف
۱	پری چہرہ	پری کی صورت جیسا حسین

نمبر شعر	لفظ	معنی
۱	حور طلعت	حور کی صورت
۱	بلقیس	حضرت سلیمان کے زمانہ میں ملک شام میں ریاست سبا کی ملکہ تھی۔ سورج کو پوجتی تھی یہ ملکہ حضرت سلیمان کے نکاح میں آگئی تھی
۱	ماہ کنعاں	حضرت یوسف سے کنایہ ہی کنعاں یہودیوں کا ملک ہی فلسطین میں شامل ہی
۲	شیوہ	طرز۔ طور۔ طریقہ۔ ڈھنگ
۲	انیسِ خلوت	خلوت کا دوست
۲	جلیسِ جلوت	مجلس کا ہمنشیں
۳	بزم یاراں	دوستوں کا بے تکلف جلسہ
۳	عزلت	خلوت۔ تنہائی
۴	چشمِ فتاں	شوخ دیدہ۔ فتنہ اٹھانے والی آنکھ۔
۵	نگارستاں	باغ کے نقش و نگار۔
۵	عشق پیچاں	ایک بیل کا نام ہی جس کا پھول سرخ رنگ کا اور پتیاں باریک ہوتی ہیں

شعر نمبر	لفظ	معنی
۶	کج کلاہی	ترچھا پن۔ ٹیڑھ۔ خود نمائی
۷	ساغر کش	شراب پینے والا
۷	بیاضِ گردن	خوبصورت گردن
۷	صراحی آسا	صراحی کی مانند
۷	مرجاں	حجر البحر۔ مونگا
۸	کمر کا لہکنا	کمر کا لچکنا۔ لہر کھانا
۹	ساقِ سیمیں	چمکتی ہوئی پنڈلی
۹	فتنہ قامت	صفت محبوب چھوٹا سا قد
۱۱	جم	ایک ایرانی بادشاہ کا نام
		اُس کا اصل نام جمشید ہے جم
		اُس کا مخفف ہے
۱۱	سکندر	مقدونیہ کا بادشاہ جو فیلقوس
		کا بیٹا تھا
۱۱	جلوس	تخت نشینی۔ بادشاہوں
		کی سواری کا دھوم سے نکلنا
۱۲	بالبداہت	صریحاً۔ برجستہ
۱۲	شفق شباہت	شفق سے ملتی جلتی صورت
۱۲	احسن	بہترین۔ خوب۔ بہت اچھا
۱۳	دوراں	زمانہ
۱۳	ہفت اختر	سات ستارے (قمر۔ عطارد

شعر نمبر	لفظ	معنی
		زہرہ۔ شمس۔ مریخ۔ مشتری
		زحل)
۱۳	ہفت کشور	دُنیا کی سات بڑی اقلیمیں
		چین۔ ترکستان۔ ہند
		توران۔ ایران۔ روم
		شام (حسب تقسیم
		زمانہ قدیم)
۱۴	اخترِ ہمایوں	طالع نیک
۱۴	چراغِ گردوں	چاند سے مراد ہے
۱۴	شعلہ آسا	شعلہ کی مانند
۱۵	سحاب	بادل
۱۵	حکمرانی	حکومت۔ حکومت کرنا
۱۵	ابر نیساں	ابر بہار۔ وہ پانی جس کی بوند
		سیپ کے مونہہ میں پڑ جانے سے
		موتی بن جاتی ہے
۱۶	قدغن	تاکید۔ تقید (صاحب غیاث
		اس لفظ کو ترکی بتاتے ہیں
۱۶	ہالہ	چاند کا کنڈل۔ دائرہ
		حلقہ
	تیغ بُرّاں	کاٹ کرنے والی تلوار

شعر نمبر	لفظ	معنی
۱۷	ہیجا	لڑائی۔ جنگ
۱۷	برقِ رخشاں	چمکنے والی بجلی
۱۸	طائرِ جان	روح
۱۹	میموں	مبارک
۱۹	شیرِ گردوں	برج اسد۔ آفتاب سورج (دیوان کے بعض نسخوں میں شترِ گردوں غلط چھپا ہے)
۱۹	گاوِ زمین	عوام کا عقیدہ ہے کہ زمین ایک گائے کے دو سینگوں پر رکھی ہوئی ہے جب زمین بھاری ہو جاتی ہے تو وہ گائے تھک کر سینگ بدلتی ہے اور بھونچال آتا ہے
۲۰	فغفور	بادشاہ چین
۲۰	چینی خانہ	چینی کے برتنوں کا ذخیرہ
۲۰	دارا	سکندر کا ہمعصر۔ ایران کا بادشاہ تھا
۲۱	اُمنڈ پڑنا	برس پڑنا۔ جوش میں آنا
۲۱	حاتم	ملک عرب کا ایک فیاض سخی سردار تھا
۲۳	گو	گیند
۲۳	چوگاں	گیند کا بلا۔ گیند کا ڈنڈا
۲۴	فیل کوہ پیکر	تنومند۔ زبردست ڈیل ڈول والا ہاتھی
۲۵	تہنیت خواں	مبارکباد دینے والا۔ مدح کرنے والا

قصیدہ نمبر ۱۹

شعر نمبر	لفظ	معنی
۲	تہی	خالی
۵	افراط	زیادتی
۵	انبساط	خوشی
۱۲	تورے کی پخت	تورہ بندی کا کھانا جس میں متعدد کھانے ہوتے ہیں
۱۳	تو بہ تو	تہ بہ تہ نیچے اوپر
۱۴	ساچق	بری۔ ایک رسم جو شادی سے ایک دن قبل ہوتی ہے
۲۴	سہاگ پڑا	کاغذ کا ایک تھیلا جس میں خوشبودار چیزیں ہوتی ہیں جو شادی کے موقع پر دولہا کے یہاں سے جاتا ہے
۲۵	ان یکاد	قرآن شریف کی ایک آیۃ النظر کی طرف اشارہ ہے

شعر	لفظ	معنی
۴۸	علوجاہ	مرتبہ کی زیادتی۔ قدر و منزلت کی ترقی
۵۰	مصقلہ	لوہے کا وہ آلہ جس پر تلوار وغیرہ کی دھار رکھی جاتی ہے
۵۳	شبدیز	گھوڑا
	قصیدہ نمبر ۲۰	
۸	موقلم	تصویر پر نہایت باریک قلم سے کام کرنا۔ برش سے کام کرنا
۱۵	ماہ نخشب	حکیم مقنع نے ایک چاند بنایا تھا جو چاہ نخشب سے نکلا کرتا تھا اس کی روشنی چار فرسنگ تک پہنچتی تھی نخشب ترکستان میں ایک شہر ہے
۱۹	فسان	وہ پتھر جس پر چاقو یا چھری پر سان رکھی جاتی ہے سلن کا پتھر گردش میں رہتا ہے
۲۵	ثعبان	بڑا سانپ اژدہا جو اپنی سانس کے ساتھ انسان یا جانور کو گھسیٹ لیتا ہے

شعر	لفظ	معنی
۲۶	مزرع	کھیت۔
۳۷	خاقانی ہند	ذوق کا خطاب ہے
۴۰	لجہ بحر عمان	دریائے عمان کا کُنڈہ
۴۱	الانسان عبد الاحسان	عربی کی ضرب المثل یعنی انسان احسان کا بندہ ہے
۵۰	سعیر	بھڑکتی ہوئی آگ۔ دوزخ کا چوتھا طبقہ
۵۱	کلبہ	حجرہ۔ چھوٹا گھر
۵۶	سودہ الماس	برادہ الماس۔ پسا ہوا الماس
۵۷	سنگ جراحت	ایک نرم قسم کا سفید پتھر
۶۰	علف	چارہ۔ جانوروں کی خوراک کو کہتے ہیں
۶۳	جرمِ کیواں	جرم بمعنی تن، جثہ۔ کیواں بمعنی زحل۔ مراد از روشنی زحل
۶۶	ناصیہ سائی	پیشانی گھسنا۔ سجدہ کرنا
۶۸	طرفۃ العین	آناً فاناً۔ فوراً۔ ایک اشارہ میں
۶۹	عیاذاً باللہ	خدا کی پناہ۔ خدا بچائے
۸۰	کفل	جانور یا آدمی کا چوتڑ سرین
۸۵	خرطوم	ہاتھی کی سُونڈ

شعر نمبر	لفظ	معنی
۹۲	شبِ دیجور	کالی رات۔ اندھیری رات
۹۵	گاوِ گردوں	برج ثور
۹۵	گاوِ زمیں	وہ گائے جس کے سینگوں پر زمین ہو (مفصل دیکھو صفحہ ۱۴۲ پر)
۱۰۷	مطبخ	باورچی خانہ۔ کھانا پکنے کی جگہ
۱۰۹	جعدِ مشکیں	سیاہ چوٹی
۱۱۲	عیدِ اضحیٰ	بقر عید۔ عید قرباں وہ عید جو ۱۰ ذی الحجہ کو ہوتی ہے

قصیدہ نمبر ۲۱

شعر نمبر	لفظ	معنی
۳	بسم اللہ مجریہا ومرسٰہا	پانی میں تیرتے وقت حفاظت کے واسطے یہ کلمہ پڑھا جاتا ہے
۵	روح القدس	حضرت جبرئیل
۵	مبرہن	دلیل سے ثابت کیا ہوا
۱۰	ابراہیم ادہم	ایک مشہور ولی جو بادشاہت چھوڑ کر فقیر ہو گئے تھے
۱۱	انشائے برہمن	شاہجہاں کے زمانہ میں برہمن ایک شاعر کا تخلص تھا اصل نام چندربھان تھا ایک مجموعہ خطوط فارسی جو "منشاء برہمن" کے نام سے مشہور ہے اس کی مشہور کتاب ہے سنہ ۱۰۷۳ھ مطابق سنہ ۱۶۶۲ء میں فوت ہوا
۱۶	خود و جوشن	وہ چیزیں جو جنگ میں حفاظت کے واسطے پہنی جاتی ہیں

قصیدہ نمبر ۲۲

شعر نمبر	لفظ	معنی
۳	سیستاں	رستم پہلوان کا وطن
۹	سرسری	مجمل۔ مختصر
۱۰	بہروزی	عزت۔ آبرو۔ توقیر۔ شہرت
۱۳	نظر چڑھنا	پسند آنا
۱۳	انوری	فارسی کے ایک مشہور شاعر کا تخلص ہے
۱۴	غواص	غوطہ لگانے والا۔ تلاش کرنے والا۔ غوطہ خور
۱۴	زورِ شناوری	تیرنے کی طاقت۔ پیرنے کی قوت
۱۷	تھرتھری	لرزہ۔ کانپ۔ لرزنا۔ کانپنا۔ تھرتھرانا

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
۱۹	اورنگ خسروی	تخت شاہی سے مراد ہے	۴۰	کھانا سکندری ہو	ٹھوکر کھاتا ہو۔ گھوڑے کی ٹھوکر کھانے کو سکندری کھانا کہتے ہیں
۲۰	دربان ہو تیرے در کا کرتا سکندری ہو	تیرا دربان سکندر کا ہم پایہ ہو۔ یا سکندر تیرا دربان ہو	۴۱	مہر اکبری	اکبر بادشاہ کے زمانہ کی اشرفی یا بادشاہ کی مہر
۲۱	چتر	چھتر۔ چھتری	۴۲	رحل	جس پر رکھکر قرآن مجید کو پڑھتے ہیں۔
۲۱	چرخ چنبری	آسمان "نہ چرخ چنبری" نو آسمان	۴۲	ام الکتاب	قرآن مجید۔ لوح محفوظ سورۂ فاتحہ۔ الحمد
۲۳	تیغ شعلہ دم	تیز تلوار	۴۳	فیل گردوں	استعارہ "نو آسمان" کے متعلق
۲۵	بیشہ	شیر کے رہنے کی جگہ	۴۴	عماری	ہودج۔ ہودہ (ہاتھی کے اوپر سواری کے لیئے رکھا جاتا ہے)
۲۵	نوشیرواں	ایک بادشاہ کا نام ہے	۴۴	برج حمل	برج آتشیں نو آسمان کے نویں برج کا نام حمل ہے
۲۶	مہوسوں	مہوس کی جمع۔ کیمیاگر	۴۵	چار آئینہ	ایک قسم کی زرہ کا نام
۳۵	جاروب کش	جھاڑو دینے والا۔ صفائی کرنے والا	۴۶	سعد و نحس	نیک و بد
۳۵	مشکوئے خسروی	شاہی محل سرا۔ بادشاہ کا مکان	۴۹	صد برگ	وہ پھول جس کی بہت سی پنکھڑیاں ہیں۔ گینڈے کا پھول
۳۶	منشور	فرمان۔ حکمنامہ۔ پروانہ			
۳۹	سحر سامری	سامری ایک جادوگر کا نام ہے جو حضرت موسےٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھا سحر بمعنی جادو سحر سامری سامری کا جادو			

شعر	لفظ	معنی
۴۹	جعفری	زرد گیندے کا پھول
۵۰	میمنت	خوشی، مبارکی، برکت، سعادت
۵۰	رجعِ قہقری	پیچھے پلٹنا۔ لوٹنا۔ اُلٹے پاؤں پھرنا

قصیدہ نمبر ۲۲

شعر	لفظ	معنی
۶	مجمر	انگیٹھی
۷	دانۂ سپند	اسگند
۱۰	کرختگی	سختی
۱۱	خوں بہا	معاوضہ خون۔ خون کا بدلہ دیت
۱۴	دلِ فسردہ	ٹھٹھرا ہوا دل۔ سردی سے جما ہوا دل ٹھٹھرا ہوا دل
۱۶	زبانِ درا	آوازِ جرس
۱۹	کبوترانِ گرہ باز	وہ کبوتر جو ہوا میں اُڑتے ہوئے (لوٹتے) گرہ کھاتے ہیں
۲۱	ختن	ایک ملک ہے جہاں کا مشک مشہور ہے
۲۲	رجعت	بازگشت۔ سیاروں کی اُلٹی چال
۲۲	خرچنگ	سرطان۔ کیکڑا۔ گنگچہ
۲۳	کوکنار	پوست کا ڈوڈا۔ وہ پھل جس کے اندر دانہ خشخاش ہوتے ہیں
۲۶	جنتری میں کھنچنا	ٹیڑھ نکالنا، سیدھا ہو جانا جنتر ایک لوہے کا ٹکڑا ہوتا ہے جس میں چھوٹے بڑے متعدد سوراخ ہوتے ہیں اُس میں تار کو کھینچ کر بڑھاتے ہیں۔
۲۸	عقدہ کشا	عقدہ کھولنے والا مشکل کو حل کرنے والا
۲۹	قرعہ	رمل ڈالنے کا پانسہ
۳۰	کہربا	زرد چمکدار گوند
۳۵	تگرگ	ژالہ۔ اولہ
۳۰	خالِ سویدا	ایک سیاہ نقطہ جو دل پر ہوتا ہے
۳۱	کوہ مروہ کوہ صفا	مکہ شریف میں دو پہاڑ ہیں
۴۲	تبخالہ	چھالہ جو بخار کے بعد ہونٹ پر پڑ جاتا ہے

شعر نمبر	لفظ	معنی
۴۵	فروبستہ	بندھی ہوئی
۴۵	میانِ شتہ	موسم سرما کے درمیان
۴۸	اغنیا	غنی کی جمع ہو معنی مالدار
۴۹	صباح ومسا	صبح وشام
۵۲	سُہا	نام ایک باریک ستارہ کا جو بنات النعش میں ہو
۵۳	گوے	گیند۔ لٹو۔
۵۵	لا انتہا	بے انتہا۔ بے تعداد
۵۶	ماکیان	مُرغیاں
۵۷	دشنہ	کٹاری۔ ایک قسم کا خنجر
۵۸	ابا	نہ ماننا انکار کرنا
۵۹	قفا	پیچھے کی طرف پیٹھ کی طرف پس پشت
۶۲	اژدہا	بڑا سانپ
۶۹	نیشکر	گنّا۔ اوکھ۔ ایکھ
۶۱	سبحہ	سمرنی تسبیح
۷۲	ذوالجلال	عزت وشان والا۔ خدا سے مراد ہے
۷۳	عقد ثریا	موتیوں کی لڑی۔ ثریا ایک جھرمٹ ہے ملے ہوئے چھ ستارے۔ پروین

شعر نمبر	لفظ	معنی
۷۵	ذنب و راس	ایک ستارہ بصورت اژدہا اس کی پہلی سمت کو راس اور دوسری سمت کو ذنب کہتے ہیں
۸۰	مدعی	برا چاہنے والا۔ دُشمن بدخواہ دعوے کرنے والا
۸۰	محیط دہر	احاطہ دہر۔ دُنیا کا گھراؤ

قصیدہ نمبر ۲۴

شعر نمبر	لفظ	معنی
۶	کلال	کمہار۔ کسگر مٹی کے برتن بنانے والا
۱۲	اعتدال	برابر کرنا۔
۱۳	طوطی شیریں مقال	خوش گفتار طوطی
۱۵	شہ دریا نوال	دریا بخشنے والا بادشاہ نہایت سخی
۲۳	سفال	مٹی کا برتن
۲۴	سموم	گرم ہوا۔ لو جو گرمی کے دنوں میں چلا کرتی ہے

قصیدہ نمبر ۲۵

شعر نمبر	لفظ	معنی
۱	ساون	ہندی سال کا چوتھا مہینہ برسات کا دوسرا مہینہ ۱۹ جولائی تا ۱۹ اگست

شعر	لفظ	معنی
۱	قدح کش	شرابی
۵	ممیز	تمیز کیا گیا "ہوشے نہ ممیز" یعنی ایک دوسرے کا فرق معلوم ہو
۶	کرہ ناری	آگ کا کرہ
۵	کرہ مائی	پانی کا کرہ
۷	قلزم عمان	دریائے عمان (ایک بڑا دریا) جو ملک یمن میں ہے
۷	متبسم	مسکرانے والا
۸	چشم نمائی کرنا	آنکھ دکھانا، دھمکانا، ڈانٹنا
۱۲	تسبیح ریائی	مکر کی تسبیح
۱۸	وسمہ	نیل کی پتی سے بالوں کو سیاہ کرنا، خضاب کرنا
۲۷	کروی شکل	بشکل کرہ (کرہ کے لغوی معنی گیند یا گول چیز ہیں اصطلاح میں دنیا کے نقشے کو جو گیند کی صورت بنایا جائے کہتے ہیں)
۲۹	احسنت	تعریف کرنا، مبارکباد دینا، شاباش دینا
۲۹	بہائی وسنائی	دو مشہور شعرائے فارس تھے
۳۵	ید بیضا	چمکتا ہوا ہاتھ، سفید ہاتھ حضرت موسیٰ کا اجلا ہوا ہاتھ

شعر	لفظ	معنی
		جیسے آپ بطور معجزہ بغل میں لے جاکر باہر نکالتے تھے تو آفتاب کی طرح روشن ہو جاتا تھا
۳۰	دیوان شفائی	دیوان یعنی غزلوں کا مجموعہ شفائی ایک فارسی شاعر تخلص تھا

قصیدہ نمبر ۲۶

شعر	لفظ	معنی
۱	بہجت فزا	خوشی پیدا کرنے والا
۱	صل علیٰ صل علیٰ	موافق دستور اہل اسلام جب کسی خوبصورت یا عمدہ چیز کو دیکھتے ہیں تو اپنے پیغمبر پر درود بھیجتے ہیں جیسے سبحان اللہ، مرحبا کہتے ہیں
۲	انوار عرفاں	خداشناسی کی روشنی
۲	لاف	شیخی، ڈینگ، زیادہ گوئی
۳	فرو فرہی	شان و منزلت
۳	فریدوں	ایک بادشاہ گزرا ہے
۳	نصفت	انصاف
۳	وہ جام ہے گیتی نما	یعنی اس جام میں صرف زمین کے حالات نظر آتے ہیں

شعر	لفظ	معنی
۹	تلطف کی نظر	نگاہ مہر۔ پیار کی نظر
۹	مومیا	مومیائی (مومیا ٹوٹے ہوئے عضو کو جوڑ دیتی ہے)

مخمس قصیدہ نمبر ۲۷

شعر	لفظ	معنی
۱	خسروا	اے بادشاہ
۱	گنبد دوار	دَور کرنے والا گنبد۔ گردش کرنے والا۔ گنبد۔ آسمان

قصیدہ مسدس دعائیہ نمبر ۲۸

شعر	لفظ	معنی
۱	سریر آرائے	تخت کو رونق دینے والا
۱	سلطان خاور	سورج
۱	دستور اعظم	وزیر اعظم
۱	صدر اعلیٰ	دیوانی کا اعلیٰ عہدہ دار
۱	سعد اکبر	مشتری
۲	عطارد۔ زہرہ زحل	ستاروں کے نام ہیں
۴	ہے نام سلیمان تا نگین حکمرانی سے	جب تک حضرت سلیمان کا نام ہے
۱۰	مجمر	عود دانی۔ عود جلانے کی انگیٹھی

شعر	لفظ	معنی
۱۱	اذفر	تیز خوشبو کا

قصیدہ ناتمام نمبر ۲۹

شعر	لفظ	معنی
۱	وقت شرف	ترقی کے وقت ستارہ کا اوج
۲	نجم سعادت	ستارہ۔ نیک بختی۔
۳	دم تحویل	سپرد کرنے کے وقت۔ تحویل داخل ہونے کو بھی کہتے ہیں
۵	ریختہ پر	پر جھڑا ہوا پر شکستہ مجبور

قصیدہ ناتمام نمبر ۳۰

شعر	لفظ	معنی
۱	آہنگ	ارادہ
۲	بربط و چنگ	ساز۔ بجانے کے آلات
۵	شلنگ	کودنا۔ پھلانگ
۶	دلبر شنگ	شوخ معشوق
	تذرو	ایک خوش خرم پرند

قصیدہ ناتمام نمبر ۳۱

شعر	لفظ	معنی
۲	طنین	مکھی کی آواز
۳	عربدہ پرداز	جھگڑا اٹھانے والا۔ لڑائی پیدا کرنے والا

بیت	الفاظ	معنی
۳	ستارہ برسر پرخاش	تقدیر مخالف
۴	راہب	تارک الدنیا۔ پادری گوشہ نشین زاہد
۴	خطِ چلیپا	صلیب یا سولی کی شکل یعنی +

قصیدہ ناتمام نمبر ۳۲

بیت	الفاظ	معنی
۱	سرطان و اسد	دو آسمانی برجوں کا نام ہے
۱	آب و ایلول	ترکی مہینوں کے نام ہیں
۲	روئیدگی	اُٹھان۔ اُگنا۔ پیدا ہونا
۲	انبتہ اللہ نباتاً حسنا	قرآن شریف کی آیت ہے اللہ نے کیا خوب سبزہ اُگایا ہے

قصیدہ ناتمام نمبر ۳۳

بیت	الفاظ	معنی
	گلشن کشمیر	کشمیر کا باغ (کشمیر کے باغات فرحت و تفریح کے واسطے مشہور ہیں)
۴	نام کو اللہ اکبر کیا بڑی تشہیر ہے	ہر اذان اور تکبیر میں "اللہ اکبر"
	ہر اذان میں شامل اور داخل بہ ہر تکبیر ہے	کہا جاتا ہے چونکہ بادشاہ کا نام اکبر شاہ تھا لہٰذا شاعر نے اُس کے نام کو داخل اذان و تکبیر بتایا ہے

مثنوی نامکمل

بیت	الفاظ	معنی
۱	سرنامہ	خط کی پیشانی۔ شروع
۲	قرطاس	کاغذ
۶	بریز بریز	ڈالے جا ڈالے جا
۹	درنگ	تاخیر۔ تساہل۔ دیر
۱۰	طاق پر رکھنا	بھول جانا۔ خیال چھوڑنا
۱۱	بنبہ دہاں	روئی سے منہ بند ہونا
۱۸	پلک سے پلک نہ لگنا	نیند کا نہ آنا
۱۹	سندور کھلا دینا	گونگا کر دینا
۲۲	واشد	کھلنا۔ شگفتہ ہونا
۲۵	استقامت	قیام کرنا۔ ٹھہرنا
۲۸	سنگ آمد و سخت	انتہائی مصیبت کی طرف اشارہ ہے
۳۵	اَنَا رَبُّکُم	میں ہوں رب تمہارا

سہرا

بیت	الفاظ	معنی
۱	یمن و سعادت	نیکی۔ خوش نصیبی۔ نیک بختی

بیت	لفظ	معنی
۴	صلی علی	(ان پر رحمت ہو) کلمۂ تحسین
۴	سبحان اللہ	خدا پاک ہے (کلمۂ آفریں)
۵	اخلاص	محبت
۵	سورۂ اخلاص	سورۂ قل ہو اللہ جو برکت اور ازدیاد اخلاص کے لیے پڑھتے ہیں
۸	تزئین	ذوق. زیادتی. زینت
۱۰	معطر	خوشبودار، عطر سے بسا ہوا
۱۱	طُرّہ	پگڑی کا کلغی نما حصّہ
۱۱	مزیّن	زینت دینے والا
۱۱	بدھی	بیاہ میں جو ہیکل پہنائی جاتی ہے
۱۱	کنگنا	بیاہ میں ہاتھ میں باندھا جاتا ہے
۱۲	رونمائی	سسرال کی عورتوں کا دلہن کی شکل دیکھنا
۱۳	روئے نکو	خوبصورت چہرہ. نیک چہرہ
۱۴	درِ خوش آب	چمکدار موتی. قیمتی موتی. آبدار موتی
۱۴	ثناگر	تعریف کرنے والا
۱۵	سخنور	شاعر. شعر کہنے والا

قطعات

قطعہ نمبر۱

بیت	لفظ	معنی
۱	نرگس	ایک پھول جو آنکھ سے مشابہ ہوتا ہے
۲	نشو و نما	ظہور میں آنا. پیدا ہونا

قطعہ نمبر۲

بیت	لفظ	معنی
۱	فوارہ سے ہمسر ہونا	مثل فوارہ ہونا. فوارہ کا مقابلہ کرنا

قطعہ نمبر۳

بیت	لفظ	معنی
۱	خم پہ ہاتھ بڑھانا	شراب پلانا. دور جاری کرنا
۱	گھٹا	کالے بادل. سیاہ بدلی

قطعہ نمبر۴

بیت	لفظ	معنی
۱	ڈھل جائے	کم ہو جائے. گھٹ جائے
۳	ٹل جائے	گزر جائے. چلا جائے

قطعہ نمبر۵

بیت	لفظ	معنی
۱	رسول عربی	حضرت صلعم جو عرب میں نبی تھے
۲	حضوری میں	سامنے. خدمت میں

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
	قطعہ نمبر ۶			زنبور	موچینہ۔ دانت اکھاڑنے کی چموٹی
۱	تارک دنیا	دنیا ترک کرنے والا خداپرست		آفتابی	آفتاب گیر ایک چھتری ہوتی ہی جس سے امرا کی دھوپ روکتے ہیں
۱	اکھڑکے	چھوڑکے۔ علحدہ ہوکے		قطعہ نمبر ۸	
۱	پیوست	ملا ہوا	۱	عذرا	وامق کی معشوقہ کا نام کنواری لڑکی حسین عورت
۳	مست الست	ہمیشہ کا مست۔ خلقی مست	۱	عذار	رخسارہ۔ چہرہ
۴	ولیک	مگر۔ لیکن	۱	شیریں	میٹھا۔ فرہاد کی معشوقہ کا نام
۵	فقیری	درویشی	۱	شاخِ نبات	مصری کے کوزے کی تیلیاں نام معشوقہ حافظ شیرازیؒ
۵	پابست	پابند	۳	زکوٰت	خیرات جو شرعاً فرض ہی
۶	مرشد	پیر		قطعہ نمبر ۹	
[illegible]	[illegible]	دخل کرنا۔ قبضہ کرنا۔ کچھ کا کچھ کردینا	۱	خسروا	الف ندائیہ ہی یعنی ای بادشاہ
۱۰	کیفیت	[illegible]	۱	زمزمہ سنج	گانے والا۔ گانے والی
۱۱	ام علایق	تعلقات کا پھندا۔ دنیاداری کا جال	۲	پارسنج	انعام۔ صلہ۔ خوشخبری
۱۱	جست	پھلانگ۔ اچک	۳	شکنج	شکن۔ پیچ
۱۲	تیرازشست	چٹکی سے تیر	۵	تیغ و ترنج	تلوار و لیموں۔ اشارہ ہی حضرت یوسفؑ کے واقعہ کی طرف
	قطعہ نمبر ۷				
۱	سینِ ستم	ستم کا سین (س) کے دندانوں کی طرف اشارہ ہی			

نمبر شعر	لفظ	معنی
		جبکہ عورتوں نے اپنی انگلیاں
		کاٹ لی تھیں
۶	مُہرہ	چوسر یا شطرنج کی گوٹ
		مہرہ
	تقویم	جنتری، پترا، نجوم کی کتاب
	قطعہ نمبر ۱۰	
۱	نہار	صبح۔ دن
۲	علی	بلند۔ برتر
۳	حرف جار	اصطلاح نحو تعلق رکھنے والا
	قطعہ نمبر ۱۱	
۱	چاہ ذقن	ٹھوڑی کا گڑھا
	قطعہ نمبر ۱۲	
۱	پر نہیں	حالانکہ اُس کے پر نہیں ہیں
۳	گِردہ	ایک قسم کی روٹی ٹکیا
۳	کفاف	روزینہ
۴	صراف	پرکھنے والا
	قطعہ نمبر ۱۳	
۱	صید افگنی	شکار
۲	نخچیر	جنگلی جانور جس کو شکار کریں
۳	صید حرم	وحشی جانور جو زمین حرم میں رہتا

نمبر شعر	لفظ	معنی
		ہو اُس کا شکار کرنا منع ہو
۶	غنم	بکرا۔ بکری
۷	شیرِ علم	علم (نشان) شیر کی تصویر
		جو پھریرے پر بنی ہوتی ہو
۸	شیر قالین	شیر کی تصویر جو قالین پر
		بنی ہوتی ہو
	قطعہ نمبر ۱۴	
۱	سرد مہری	بے وفائی
۱	خنک دل	جس کا دل بجھ گیا ہو
۲	گل شبو	ایک پھول کا نام ہے
	قطعہ نمبر ۱۵	
[illegible]	تر دماغ	[illegible] والے
	خس	ایک خوشبودار گھاس
		ہوتی ہے
	قطعہ نمبر ۱۶	
۱	آشنا	دوست۔ جان پہچان والے
۲	یا چشم پُر آب	آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے
	قطعہ نمبر ۱۷	
۱	ناصحا	اے ناصح۔ او ناصح
۱	ملامت کرنا	برا بھلا کہنا